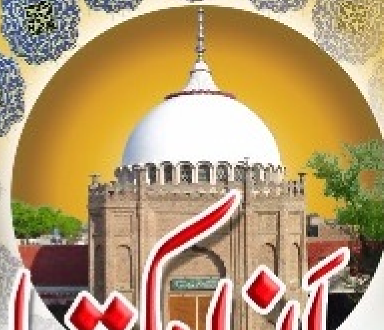
علم ومعرفت اور ادب ومحبت
کا حسین گلدستہ



انوارِ مکتوباتِ فقیہِ اعظم
قدس سرہ العزیز

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

فقیہِ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

علم و معرفت اور ادب و محبت کا حسین گلدستہ

انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

علم و معرفت اور ادب و محبت کا حسین گلدستہ

انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم قدس سرہ

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)

کتاب	انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم قدس سرہٗ
تصنیف	(صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ	Mohib\Faqih_Alqabat.inp
سال اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۹ھ/ اکتوبر 2017ء
صفحات	176
مطبع	بی پی ایچ پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف

ISBN969-9079-28-2
9789699079283

سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38 اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40 اردو بازار، لاہور
5. مکتبہ اشرفیہ، منڈی مرید کے، ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

کچھ بیاں اپنا

سیدی وابی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے حوالے سے یہ دوسری کتاب ہے--- اس سے پہلے محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں ''حضرت فقیہ اعظم کے مکتوباتِ مدینہ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی--- یہ کتاب حضرت کے ان مکتوبات کے اقتباسات پر مبنی ہے، جو آپ نے حاضریٔ حرمین شریفین کے دوران میں سرزمین حجاز سے، یا اس مقدس خطہ میں حاضری دینے والے زائرین کے نام پاکستان سے تحریر کیے تھے---

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شریعت وطریقت کے نکتہ داں اور ظاہری و باطنی علوم کے بحر بے کنار تھے--- آپ نے جہاں درس وتدریس، وعظ ونصیحت تصنیف وتالیف اور فتاویٰ نویسی کے ذریعے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی، وہیں روحانی طور پر بھی مردہ دلوں کو حیاتِ نو اور پژمردہ روحوں کو سکون واطمینان کی نعمت سے فیض یاب کیا---

فقہی وعلمی رہنمائی کے لیے لوگ آپ کو خط لکھتے، جس کے جواب میں آپ نے ہزاروں مکتوبات تحریر کیے--- بصورت فتویٰ یہ مکاتیب فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم مجلدات میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں--- البتہ معاصر اہل علم، اکابر علماء ومشائخ، مریدین ومعتقدین اور

تلامذہ کے نام ذاتی و نجی خطوط بھی ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے، جن میں سے مسلسل تگ و دو سے چھ سو کے لگ بھگ خطوط فراہم ہو چکے ہیں---انھی خطوط کی روشنی میں ''فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ'' کے بعد اب زیر نظر کتاب ''انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم'' نذر قارئین ہے---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات علم و عرفان کا گنج گراں مایہ اور معارف و معانی کا سدابہار گلدستہ ہیں---اس کتاب میں آپ کے مکتوبات کی خصوصیات کو آپ کے خطوط کے اقتباسات سے مزین کیا گیا ہے---بعض اکابر علماء کے نام خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں، جن سے آپ کے علمی ذوق، ادب و احترام، فقہی استحضار اور مجتہدانہ بصیرت کا پتا چلتا ہے---چند خطوط ایسے بھی ہیں جن کے ضمن میں فقہی مسائل و مباحث آ گئے ہیں اور وہ فتاویٰ نوریہ میں شامل نہیں تھے، انھیں بھی اس میں سمو دیا گیا ہے---خصوصاً قرآنی رسم الخط میں وہ الف جو کتابت میں ہیں، لیکن پڑھے نہیں جاتے، ان کے بارے میں تفصیلی جواب شامل ہے---اسی طرح بعض معاصرین کے تسامحات پر مبنی خطوط بھی شامل ہیں، جن میں بہت سے علمی مباحث کے در وا ہوتے ہیں---

امید کہ یہ کتاب بھی اہل ذوق کو پسند آئے گی---جس طرح اہل اللہ کے حضور حاضری سے سکون میسر آتا ہے، اسی طرح ان کی تحریروں سے بھی حلاوت ایمانی اور ذوق قلبی نصیب ہوتا ہے---

سیدی و ابی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معارف و حقائق سے بھرپور پیار بھرے کرامت ناموں کا لفظ لفظ ان شاء اللہ تعالیٰ قلبی تسکین کا باعث بنے گا---

اللہ کرے میری یہ کاوش شرف قبولیت سے نوازی جائے اور قارئین کے لیے مفید ثابت ہو---

آمین بحق سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین

بصیر پور شریف — (صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

۲۵ ستمبر ۲۰۱۷ء — بصیر پور شریف (اوکاڑا)

فہرست

علم و عمل سراپا حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
اسلاف کا نمونہ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
گو دہر میں ملی ہے اوروں کو بھی فقاہت
لیکن فقیہ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
عالم ، فقیہ ، مفتی ، عابد ، فقیر ، عارف
رکھتے ہیں وصف کیا کیا حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر فیض رسول فیضان

انوارِحیاتِ فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مجمع علم وعرفاں، شیخ الحدیث والتفسیر، حجۃ الاسلام حضرت فقیہ اعظم مفتی ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قدس سرہ العزیز بلاشبہہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول اور برگزیدہ بندوں میں سے ہیں، جن کا دوام جریدۂ عالم پر ثبت ہو چکا ہے---

آپ نسباً ارائیں، مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے--- آپ کے آباء و اجداد صوفی مشرب، پاکیزہ سیرت اور صاحبِ دل بزرگ تھے--- آپ کی ولادت باسعادت ۱۶/رجب المرجب ۱۳۳۲ھ، بمطابق ۱۰/جون ۱۹۱۴ء کو ہوئی---

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد زبدۃ الاصفیاء مولانا ابوالنور محمد صدیق چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) اور جد امجد حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء) سے حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا فتح محمد حبیبوی محدث بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی، پھر متحدہ ہندوستان کے مختلف

مدارس کا رخ کیا اور خداداد صلاحیت، ذاتی لگن اور محنت کی بنا پر علم کے کوہ ہمالہ بن گئے---

علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کرنے کے بعد ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا، جہاں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) اور مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) سے دورہ حدیث شریف پڑھا--- حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ دورۂ حدیث پڑھنے والوں کو اکثر فرمایا کرتے:

''اس بار تم مولانا محمد نور اللہ صاحب کی طفیل پڑھ رہے ہو''---

دورۂ حدیث مکمل کرنے کے بعد ۶ رشعبان ۱۳۵۲ھ، بمطابق ۲۳ رنومبر ۱۹۳۳ء کو سند ودستار فضیلت عطا کی گئی--- اس موقع پر امام اہل سنت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مطبوعہ سند کے علاوہ خصوصی اسناد سے بھی نوازا اور ''ابوالخیر'' کنیت عطا فرمائی--- بعد میں مفتیٔ اعظم مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فقیہ زماں، محدث دوراں، فقیہ العصر، فقیہ النفس (مجسمۂ فقاہت)، مفتیٔ اعظم اور فقیہ اعظم وغیرہ جلیل القدر القاب سے ممتاز فرمایا--- ان گونا گوں اور متنوع القاب میں سے ''فقیہ اعظم'' کا لقب زبان زد خاص وعام ہے---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مختلف مقامات پر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں تحصیل دیپال پور کے ایک قصبے فرید پور میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے نام سے مدرسے کی داغ بیل ڈالی--- یہاں کا جاگیردارانہ ماحول اور ذرائع رسل ورسائل کا فقدان اس مادر علمی کے پنپنے کی راہ میں رکاوٹ بنتا دکھائی دیا تو ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں اسی تحصیل کے ایک اور مقام بصیر پور میں منتقل ہو گئے--- اگرچہ یہ پس ماندہ علاقہ بھی کسی علمی ادارے کے لیے موزوں نہ تھا، مگر خلوص وللّٰہیت اور مقصد سے لگن کا ثمر تھا کہ یہ چھوٹا سا مدرسہ بڑھا، پروان چڑھا اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود کئی بلاکوں پر مشتمل عظیم الشان یونی ورسٹی میں بدل گیا--- اس دار العلوم کی عظمت کے آگے اہل علم وفضل کی گردنیں خم ہیں اور احیاء دین کے ابواب اس مدرسے کے ذکر کے بغیر نامکمل دکھائی دیتے ہیں---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے تقریباً پچاس سال قرآن وحدیث اور دیگر علوم و فنون کا درس دیا، اسباق کی پابندی فرمائی--- آپ نے درس حدیث کا سلسلہ آخر عمر تک جاری رکھا--- آپ سے فیض یافتگان، جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، ملکی اور عالمی سطح پر تحریری، تقریری، علمی، سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں---

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے--- حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے سلاسل حدیث کی اسناد، مختلف اشغال و اعمال اور اوراد و وظائف کی اجازت اور سلسلہ عالیہ قادریہ مکیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی اجازت و خلافت سے نوازا---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز اپنے دور کی نادر روزگار شخصیت تھے--- علم و فضل، تقویٰ و طہارت، تنظیم و سیاست اور ہمت و استقامت میں یکتائے روزگار تھے--- یوں تو تفسیر، حدیث اور دیگر تمام مروّج علوم دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا، اس لیے آپ کے ہم عصر اکابر علماء نے آپ کو فقیہ اعظم تسلیم کیا---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے، آپ کی ذات مرجع خلائق تھی، ملک و بیرون ملک کے لوگ استفتاءات میں آپ کی طرف رجوع کرتے---

فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم جلدوں کے مطالعہ سے آپ کے تبحر علمی، وسعت نظر، عمیق مشاہدہ، قوت استدلال، صلابت رائے، جدت فکر اور فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے---

حضرت فقیہ اعظم فنا فی الرسول اور فنا فی حب المدینہ تھے--- آپ کی محفل میں حاضری سے شرف یاب ہونے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے شہر مدینہ منورہ کا ذکر آتے ہی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگتے، درس حدیث دیتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابلنے لگتے، ایسا محسوس ہوتا کہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آراء کے دیدار میں محو ہیں--- آپ اکیس بار حج و زیارت

اور حاضریٔ حرمین کی سعادت سے شرف یاب ہوئے--- علاوہ ازیں کربلا معلیٰ، نجف اشرف، بغداد معلیٰ، کوفہ، بصرہ، دمشق، حمص اور حلب وغیرہ میں متعدد انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دی--- آپ کے عشق رسول کی جھلکیاں دیکھنا ہوں تو احقر کی کتاب ''حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ'' کا مطالعہ کریں---

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی شخصیت پر ان کی علمی و دینی خدمات کی وجہ سے فقاہت و ثقاہت کا غلبہ رہا، مگر درحقیقت آپ جہاں سپہر فقاہت کے درخشندہ آفتاب تھے، وہیں ملک ولایت کے شہریار بھی تھے--- عام طور پر لوگ خرقِ عادت قسم کے واقعات ہی کو معیار ولایت سمجھتے ہیں، حالاں کہ اصل اہمیت سیرت و کردار کی ہے--- عشق مصطفیٰ، اتباعِ نبوی، شریعت مطہرہ پر عمل اور استقامت علی الحق ایسے تابندہ اوصاف ہی معیار ولایت، عین کرامت بلکہ کرامت سے بڑھ کر کرامت ہیں--- بحمدہ تعالیٰ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی ان اوصاف سے مملو تھی--- آپ کا وجود باجود مجسمہ کرامت تھا--- آپ کی پوری زندگی اتباعِ نبوی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت تھی--- ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، غرض ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ کے مطابق تھی--- زیر نظر کتاب ''انوار مکتوبات حضرت فقیہ اعظم'' میں آپ کے کردار کے کئی تابناک پہلو آشکار ہوتے ہیں---

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز جامع الصفات شخصیت تھے--- وہ بیک وقت بہترین مدرس بھی تھے اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک منتظم بھی--- نعت گو شاعر بھی تھے اور بلند پایہ محقق بھی--- ژرف نگاہ مفتی بھی تھے اور شیخ کامل بھی--- ان گوناں گوں اوصاف کے ساتھ ساتھ جواد مطلق نے آپ کو سیاست میں بھی بڑی فراست سے بہرہ ور فرمایا تھا--- اگرچہ آپ معروف معنوں میں سیاسی آدمی تو ہرگز نہ تھے، مگر ملک و ملت کی زبوں حالی کی وجہ سے دل ناتواں پر بوجھ رہتا اور کڑی دھوپ کے وقت افراد ملت کے لیے بادل بن کر سایہ کناں ہوتے--- چناں چہ تدریسی انہماک کے باوجود تحریک پاکستان میں اپنے شیخ کامل کی راہوں کے راہی بنے--- آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس (۲۷ تا ۳۰ / اپریل ۱۹۴۶ء) میں شرکت سے لے کر تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے تک بہت نمایاں کردار ادا کیا--- تقاریر کے ذریعے

قیام پاکستان کے لیے راہ ہموار کی، مخالفین پاکستان کی یورش اور نظریاتی یلغار کو دلائل و براہین سے ختم کیا اور تحریک پاکستان کو قوت بہم پہنچائی ---

پاکستان قائم ہوگیا تو آپ کا دارالعلوم مہاجرین کا کیمپ بن گیا، آپ نے میزبان بن کر مہاجرین کا استقبال کیا اور انھیں قیام وطعام کی سہولتیں مہیا کیں ---

۱۹۴۸ء میں ملتان میں جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل ہوئی تو اس اجلاس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہوئے --- آپ جمعیت کے اساسی ارکان میں سے تھے اور جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کے رکن بھی رہے ---

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھر پور حصہ لیا اور علماء وعوام کے شانہ بشانہ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا --- آپ کو ایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی مگر تین ماہ بعد رہا کر دیے گئے --- ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں عملی طور پر بھر پور حصہ لیا اور قائدانہ کردار ادا کیا، اس موقع پر آپ کا مثالی کردار ہمیشہ دعوت فکر وعمل دیتا رہے گا ---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ، بمطابق ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء، بروز جمعۃ المبارک، دوپہر ایک بجے وصال فرمایا --- حیات ظاہری کی طرح وصال کے بعد بھی آپ کا چہرۂ انور پھول کی طرح کھلا ہوا تھا اور اس پر نورانیت اور مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی ---

روزنامہ جنگ لاہور (۱۸ اپریل ۱۹۸۳ء) نے جنازہ کا اجتماع ڈیڑھ لاکھ بتایا --- تاہم محتاط اندازے کے مطابق عوام کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز تھی، جن میں کم وبیش چالیس ہزار نامور علماء ومشائخ اور حفاظ کرام شریک تھے --- نماز جنازہ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی ---

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے مشرقی حصہ میں آپ کا روضہ مبارکہ مرجع خلائق ہے --- آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال یکم، دو رجب المرجب کو بڑی شان وشوکت اور احترام وعقیدت سے بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا میں منعقد ہوتا ہے ---

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز، صاحبِ تصنیف عالم دین تھے، تدریسی وانتظامی

مصروفیات کے باوجود آپ نے اٹھائیس تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جن میں فتاویٰ نوریہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے---فقہ اسلامی کا یہ دائرۃ المعارف چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں--- علاوہ ازیں آپ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کتب پر عربی حواشی تحریر کیے---

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات کو تا قیامت پائندہ و تابندہ رکھے، آپ کی فقہی بصیرت، کردار کی عظمت اور والہانہ عشقِ رسول اور محبت مدینہ منورہ سے ہم حرماں نصیبوں کو حظِ وافر عطا فرمائے---

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلّی اللہ وسلم علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین

انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم قدس سرہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم
و علیٰ آلہ و اصحابہ اولی الفضل العظیم

تاریخِ انسانیت میں باہمی رابطے کا قدیم ترین ذریعہ خط کتابت رہا ہے---مراسلت، سنت انبیاء کرام علیہم السلام ہے---حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملکہ سبا کو خط لکھنے کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہے، جب کہ ہمارے آقا و مولیٰ سرکار ابد قرار رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف سربراہانِ عالم کو مکتوبات گرامی تحریر فرمائے اور انھیں دعوت اسلام دی---خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور بعد کے ادوار میں مکتوب نگاری تبلیغ و اشاعت دین کا بہترین ذریعہ رہا ہے---

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم مکتوبات کے ذریعے اپنے مریدین کی اصلاح و تربیت کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں---برصغیر پاک و ہند میں حضرت شرف الدین یحییٰ منیری، شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات خاص شہرت کے حامل ہیں---

افسوس کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں موبائل اور نیٹ کے استعمال سے مکتوباتی ادب جنسِ کمیاب بلکہ نایاب ہو کر رہ گیا ہے---

حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز نے درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ اور فتاویٰ نویسی کے ذریعے لوگوں کی دینی رہنمائی فرمائی--- آپ کے تلامذہ، مریدین، معتقدین اور عامۃ الناس مزاج پرسی، طلب دعا اور دنیوی و دینی رہنمائی کے لیے آپ کو خط لکھتے، تو آپ اپنی انتظامی، تدریسی، تحقیقی اور فتاویٰ نویسی کی مصروفیات اور اوراد و وظائف، مہمانوں سے میل ملاقات اور دیگر معمولات کے باوجود جواب تحریر فرماتے، یہ خطوط ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے--- دستیاب خطوط کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ارتجالاً لکھے گئے خطوط بھی گراں قدر علمی، دینی اور روحانی سرمایہ ہیں--- راقم کی مسلسل تگ و دو اور جستجو سے کم و بیش ساڑھے چھ سو مکتوبات دستیاب ہو گئے ہیں، یہ مکتوبات گونا گوں اوصاف و محاسن اور عوام و خواص کے لیے بے پناہ فوائد کے حامل ہیں--- کچھ خصوصیات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے، مزید براں ان مکتوبات میں حضرت کے کئی تابناک سوانحی گوشے اجاگر ہوتے ہیں، کیوں کہ کسی بھی شخصیت کی حقیقی تصویر دیکھنے، اسے سمجھنے، اس کے ذہنی ارتقاء کو جانچنے اور اس کے سوانح حیات مرتب کرنے کے لیے خطوط سے بڑھ کر کوئی مواد معین و مددگار ثابت نہیں ہو سکتا---

سادگی و بے ساختگی

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط آسان اور سہل زبان میں لکھے گئے ہیں، البتہ علماء کرام کے نام خطوط میں مکتوب الیہم کی علمی استعداد کے پیش نظر علمی انداز اختیار کیا گیا ہے، زیادہ تر خطوط میں بے ساختگی و برجستگی کا جوہر پایا جاتا ہے--- آپ کے مکاتیب میں آورد نہیں آمد ہی آمد ہے--- سیدھے سادے اور برجستہ فقروں پر مبنی یہ سادہ مکتوبات بھی لطف زبان کی چاشنی سے بھرپور ہیں---

خطوں پر تاریخوں کا اہتمام

تحریروں پر تاریخ سے معاملات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے--- اس وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنہ کے تعین کے لیے طریق کار پر غور کیا، بالآخر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تجویز سے ہجرت نبوی سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا--- حضرت فقیہ اعظم کی تحریروں میں بالعموم تاریخ اور سنہ تحریر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے--- آپ دوسروں کو بھی تاریخ لکھنے کی تاکید فرماتے اور بعض اوقات غلط تاریخوں کا اندراج کرنے والوں کو تنبیہ فرماتے، مثلاً حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر [۱] کے نام تحریر فرمایا:

''ہر ایک خط پر ہمیشہ تاریخ لکھا کریں، خصوصاً ایسے اوقات میں (جب کہ بھارت کے ساتھ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔[محبّ نوری]) مگر آپ کی عادت بن چکی ہے کہ (تاریخ) لکھتے نہیں، ضرور لکھا کریں''---

[محررہ ۲۰ رشوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ دسمبر ۱۹۷۱ء]

مولانا منظور احمد شاعر نوری [۲] کو تصحیح تاریخ کے لیے متنبہ فرمایا:

''آپ ۲۹ رستمبر ۱۹۶۸ء کو رجب المرجب کی پانچ لکھتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے--- کل ۶ رتھی اور آج ۳۰ رستمبر ۱۹۶۸ء کو رجب المرجب کی سات تاریخ ہے--- دارالعلوم کے بکثرت طلباء نے سوموار کی شام کو چاند دیکھ کر حلفیہ شہادتیں دی ہیں، تو یکم رجب المرجب منگل کا دن ہے--- اخبارات پہلے بڑا غلط سلط اور مختلف طور پر لکھتے رہے مگر پرسوں سے صحیح لکھنا شروع کر دیا ہے--- اور اسی لحاظ سے جلسہ کی تاریخ بھی صحیح طور پر طے ہوئی ہے---

آپ نے شاعر ہو کر کیوں شعور سے کام نہیں لیا، ایسی بے شعوری شیوۂ شاعراں نہیں ہے''---

[محررہ ۷ررجب المرجب ۱۳۸۸ھ]

آخری جملہ اردوئے معلّٰی کا بہترین نمونہ ہے---

القاب میں تنوع

اردو مکاتیب میں اکثر علماء و ادباء کے ہاں القاب میں تنوع کا فقدان ہے، مثلاً ابوالکلام آزاد کے مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی، نواب بہادر یار جنگ کے نام لکھے گئے خطوط میں، جو ''غبار خاطر'' کے نام سے طبع ہوئے، سوائے ''صدیق مکرم'' کے اور کوئی لقب نہیں ملتا--- اسی طرح سید سلیمان ندوی کے مجموعہ ہائے خطوط میں ''عزیزی، حبیبی، صدیقی، محبّ مکرم، برادرم، ذوالمجد والکرم'' وغیرہ چند مخصوص القاب ملتے ہیں، مگر حضرت فقیہ اعظم کے ہاں القاب و آداب میں تنوع ہے--- تصنع و تکلف نام کو نہیں، بلکہ مکتوب الیہ کی شخصیت اور اس سے تعلق خاطر کو ملحوظ رکھتے ہوئے القاب اور دعائیہ کلمات نوک قلم پر آئے ہیں--- حضرت کے چند سو مکتوبات کے مطالعہ سے القاب و آداب میں ندرت و تنوع کی یہ صورت سامنے آتی ہے:

القاب

بنام حضرت باباجی ابوالنور محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ [۳]	
عمدۃ العارفین قدوۃ العاشقین حضرت قبلہ و کعبہ ام دامت برکاتہم المتوالیۃ متواصلۃ متواترۃ	۲۷/ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء
بگرامی خدمت حضرت قبلہ ام مدظلہم العالی	۱۱/مئی ۱۹۶۰ء
عالی جاہ، جائے پناہ حضرت قبلہ ام مدظلہم العالی	۱۵/مئی ۱۹۶۰ء
یا سیدی و ابی آویلہ ربہ تعالٰی برحمتہ وفضلہ فی الدارین خیرا کثیرا	۲۳/ ذی القعدۃ المبارکۃ ۱۳۷۹ھ/ ۱۸/مئی ۱۹۶۰ء
حضرت محترم المقام الوالد الماجد مد ظلھم العالی	۲۵/ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۷۹ھ/ ۲۱/مئی ۱۹۶۰ء

عالی جناب قبلہ ام مدظلھم العالی بالمعالی فی الدنیا و الآخرۃ	۷/ ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۷۹ھ/ یکم جون ۱۹۶۰ء، بدھ
بنام حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ [۴]	
من الفقیر المھجور مستوھب النور الی حضرت واھب النور و السرور و الحبور صدر الصدور رجائی و عطائی نعمائی و آلائی ابقی الباقی بقائہ و اجری علینا نعمائہ	۹/ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۶۰ھ/ (دسمبر ۱۹۴۱ء)
بنام حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، **بریلی شریف** [۵]	
امام المتکلمین، مقدام المفتین، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، عالی جناب حضرت مولانا الحاج محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ	تاریخ ندارد/ غالباً ۱۹۵۷ء
---(ا)---	
حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، **کراچی** [۶]	
قدوۃ السالکین مجاہد ملت حضرت مولانا الحاج شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ	۲/ستمبر ۱۹۷۳ء
عمدۃ الفضلاء والعرفاء حضرت مولانا شاہ نورانی میاں صاحب صدیقی مدظلہم	۱۳/ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۳ھ/ ۹/دسمبر ۱۹۷۳ء
مخدوم زادہ مخدومی حضرت مولانا الحاج شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علمائے پاکستان دامت برکاتہم العالیہ	۱۹۷۸ء غالباً

---(ب)---

مولانا ابوالسراج بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ، **ساہیوال** [۷]	
مقرر جادو بیان فاضل نوجوان حضرت بشیر احمد صاحب سلمہ ربہ الاحد	۲۹/اپریل ۱۹۷۴ء

---(خ)---

بنام الحاج چودھری خوشی محمد نوری، مدینہ منورہ[۸]	
عزیز القدر شودری خوشی محمد نوری سلامت باشند	۳۰/ مارچ ۱۹۸۰ء
عزیز القدر عزیزی شودری خوشی محمد صاحب نوری سدا خوش رہو	۲۲/ دسمبر ۱۹۸۱ء
فرزند عزیز سراپا خوشی الحاج شودری خوشی محمد نوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۴/ اپریل ۱۹۸۲ء

---(ر)---

مولانا الحاج رشید احمد نوری، بھکر[۹]	
فرزند عزیز مولانا الحاج الرشید ارشدہ ربہ تعالیٰ	۱۱/ مئی ۱۹۷۲ء
فرزند عزیزی مولانا الحاج الرشید ارشدہ ربہ الی ما یحب و یرضیٰ و یرید	۱۷/ اگست ۱۹۷۷ء

---(ز)---

بنام مولانا زید احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ، میاں چنوں[۱۰]	
صاحب اخلاص و وفا حضرت مولانا صاحب زید علمہ و حلمہ و لبہ و حبہ	۶/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ ۱۶/ اگست ۱۹۷۱ء
حضرت زید زید عشقہ و حبہ و لبہ	۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ
حضرت مولانا صاحب زید حبہ و شوقہ	۱۸/ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ ۸/ نومبر ۱۹۷۱ء
عزیز القدر عظیم القدر حضرت مولانا الحاج زید لہ حبہ و لبہ	۲۵/ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ
فرزند عزیز حضرت مولانا الحاج زید زید حبہ ولبہ وعلمہ وعملہ ومقبولیتہ فی الحضرۃ العالیۃ	۹/ ذی القعدۃ المبارکۃ ۱۳۹۱ھ/ ۲۸/ دسمبر ۱۹۷۱ء

فرزند عزیز زید علمہ و حبہ و لبہ و حجہ و عمرتہ و عمرہ	۲۱/ ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۱ھ
عزیز خصوصی حضرت مولانا الحاج زید علمہ و حلمہ و کل نعماء لہ	۲۶/ ذی القعدۃ المبارکۃ ۱۳۹۱ھ
حضرت مولانا الحاج زید علمہ و حبہ و رحمتہ و برکاتہ	۱۹/ مئی ۱۹۷۲ء
حضرت مولانا زید زید لطفہ و حبہ و لبہ	۷/ شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۱۲/ نومبر ۱۹۷۲ء

---(س)---

بنام مولانا مفتی سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ خان پور[۱۱]	
عمدۃ المحققین، قدوۃ المدققین، استاذ العلماء، سراج الفقہاء ادام اللہ تعالیٰ ضیاءھم	۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ
بنام مولانا صاحبزادہ سعید احمد فضلی رحمۃ اللہ علیہ ٹبی لال بیگ[۱۲]	
عزیز القدر حضرت مولانا صاحبزادہ سعید احمد صاحب فضلی فضلہ ربہ تعالیٰ علی کثیر ممن خلق	۱۳/ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۳ء/ ۸/ جنوری ۱۹۷۴ء
فرزند عزیز مولانا صاحبزادہ ابوالبرکت سلمہ ربہ رب البرکت و الرحمۃ	۳۰/ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ/ ۱۲/ فروری ۱۹۷۵ء
عزیز القدر مخدوم زادہ صوفی محمد سعید احمد صاحب سلمہ ربہ تعالیٰ	۱۶/ ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ/ دسمبر ۱۹۶۷ء

---(ص)---

بنام مولانا صابر علی نوری رحمۃ اللہ علیہ وٹو (لاہور)[۱۳]	
عزیز القدر مولانا صابر علی خاں صاحب سلمہ ربہ تعالیٰ و نصرہ علی جمیع اعدائہ نصرا	۵/ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ

4

---(ع)---

بنام مولانا چودھری عبد الرحمٰن، انتالی شریف[۱۴]	
عزیز القدر مولوی عبد الرحمٰن چوہدری صاحب شفاہ ربہ و رزقہ نافعۃ و جعلہ من خلص اھل محبتہ	۱۳/دسمبر ۱۹۶۲ء
بنام مولانا ابوالفیض علی محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ وساڑی[۱۵]	
العزیز العلام الفھام مولانا ابو الوھاج دام بالابتھاج	۱۶/صفر المظفر ۱۳۸۰ھ (عربی مکتوب)
عزیز ورفیق خصوصی مولانا الحاج ابوالفیض النوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۲۳/جولائی ۱۹۷۱ء
حضرت ابوالفیض سلمہ ربہ وشفٰیہ و کفٰہ وعلیٰہ	۱۴/ستمبر ۱۹۷۲ء
رفیق خاص الخاص حضرت مولانا ابوالفیض النوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۲۳/نومبر ۱۹۷۸ء
عزیز القدر، رفیق خصوصی حضرت الحاج ابوالفیض النوری سلمہ ربہ بالحسن المعنوی و الصوری	۱۶/صفر الخیر ۱۳۹۶ھ/فروری ۱۹۷۶ء
رفیق خاص الخاص سراپا اخلاص ابوالفیض النوری سلمہ ربہ تعالیٰ عن جمع البلاء الحقیقی و الصوری	۲/جنوری ۱۹۷۷ء

---(غ)---

مولانا خواجہ غلام حسین سدیدی رحمۃ اللہ علیہ دیپال پور[۱۶]	
حضرت خواجہ دام بالافاضہ سلمہ ربہ رب الافاضہ	اکتوبر ۱۹۷۱ء
عزیزی الاعز الاخص الاخلص تقبل المولیٰ المتعال مساعیہ الجمیلۃ	۱۴/ربیع الاوّل ۱۳۱۸ء

بنام مولانا الحاج غلام حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ ساہیوال[۱۷]

محبی مخلصی عزیزی سحبانِ دوراں، حسان زماں، بلبل شیریں زباں ،طوطیِ شکر بیاں حضرت مولانا الحاج غلام حسین نوری صاحب نوّر ہ ربہ تعالیٰ	۳/ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۰ھ، بروز جمعۃ المبارک
محبی محبوبی پروانۂ رقصانِ محبوب کل صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا غلام حسین نوری نورہ ربہ تعالیٰ بنورہ الکریم	۴/ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ/ ۲۰/اپریل ۱۹۶۱ء
فرزند عزیز حضرت الحاج المعتمر الزائر الظاہر الزاہر مولانا غلام حسین النوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۱۹۶۱ء
فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا غلام حسین النوری نورہ ربہ تعالیٰ بانوار حبیبہ الانور صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶/ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۸۰ھ/ ۲/مئی ۱۹۶۱ء
فاضل جلیل عالم نبیل عاشق محبوب مکرم شفیع معظم (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت مولانا غلام حسین نوری نوّرہ ربہ تعالیٰ ببرکاتہ و انوارہ و اسرارہ	۲/مئی ۱۹۶۱ء
فرزند نوری الحاج غلام حسین سلمہ رب الکونین فی الدارین	۲۳/ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۸ھ
عزیز خاص حضرت مولانا الحاج ابو السعید سلمہ ربہ الحمید المجید	۱۵/مارچ ۱۹۶۷ء
عزیز القدر حضرت مولانا الحاج ابو السعید اسعدہ ربہ تعالیٰ	۳۰/ستمبر ۱۹۷۶ء
حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت مولانا المفتی الحاج غلام حسین النوری نورہ ربہ تعالیٰ	۱۱/دسمبر ۱۹۶۲ء

حسان دوراں حضرت الحاج مولانا الفاضل ابوالسعید غلام حسین صاحب نوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۷رمئی ۱۹۷۷ء
عزیزی الاخص الاخلص مولانا غلام حسین النوری	۱۱رستمبر ۱۹۶۸ء
عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا مفتی غلام حسین سلّمہ ربہ تعالیٰ	۱۵رجون ۱۹۶۳ء
عمدۃ الواعظین حضرت مولانا الحاج بابا الخطباء ابوالسعید الحاج غلام حسین النوری سلمہ ربہ تعالیٰ ابدا ابدا	۱۱رستمبر ۱۹۸۰ء
بابائے خطباء ساہیوال حضرت مولانا ابوالسعید حاجی غلام حسین صاحب سلمہ ربہ و شفٰہ	۲را کتوبر ۱۹۸۱ء
عزیز الخطباء حضرت مولانا الحاج غلام حسین نوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۸رجولائی ۱۹۸۱ء

بنام مولانا مفتی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ، لاھور[۱۸]	
حضرت والا مرتبت مولانا المفتی محمد المعروف مفتی غلام سرور دام سرورھم وحبورھم	۴رذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۱ھ/ ۲۱رجنوری ۱۹۷۲ء

---(ف)---

بنام صاحبزادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ[۱۹]	
شہنشاہ خطابت حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضاتکم	۱۹رفروری ۱۹۶۷ء

---(م)---

بنام مولانا الحافظ محمد اسد اللہ نوری، لاھور[۲۰]	
فرزند فرزانہ مولانا القاری الزائر الحاج محمد اسد اللہ النوری نورہ ربہ تعالیٰ بنورہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم	ذوالقعدۃ المبارکہ ۱۳۹۹ھ/ ۱۸را کتوبر ۱۹۷۹ء

بنام صوفی ابوالوفاء محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ [۲۱]	
صافی الصفا وافی الوفاء مخلصی محبی اخی صوفی ابو الوفاء وفاہ ما یحبہ و یرضٰہ فی کل غد و مساء	تاریخ ندارد
مولانا مفتی محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ **موضع کبوتری (بھاول نگر)** [۲۲]	
برادرم مولانا المفتی الاکبر محمد اکبر صاحب سلمہ ربہ البر الاکبر	۱۲/نومبر ۱۹۶۷ء
بنام مولانا ابوالاسد محمد اللّٰہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ **پاک پتن شریف** [۲۳]	
حضرت مولانا خطیب الخطباء سلمہ رب الارض والسماء	۲۹/اگست ۱۹۸۰ء
فرزند عزیز مولانا الحاج الخطیب فی الآستانۃ العالیۃ ابّدہ اللّٰہ فیھا	تاریخ ندارد
فرزند عزیز مولانا ابوالاسد سلمہ ربہ الاحد	۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ/ یکم جون ۱۹۷۵ء
بنام مولانا ابو النور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ **کوٹلی لوھاراں** [۲۴]	
حامیٔ سنن، ماحیٔ فتن حضرت مولانا الحاج محمد بشیر صاحب مدظلہم	۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء
بنام مولانا محمد رمضان المحقق النوری رحمۃ اللہ علیہ **حویلی لکھا** [۲۵]	
الاخ الاعز ابوالانعام المحقق النوری سلمہ ربہ الاعلیٰ	۱۲/شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۱۶/نومبر ۱۹۷۲ء
بنام میاں محمد صادق قصوری، برج کلاں، قصور [۲۶]	
عزیزی عاشق صادق سلمہ ربہ تعالیٰ	۱۶/جنوری ۱۹۶۴ء
حاجی محمد عظیم [۲۷] **(والد مولانا غلام حسین نوری)**	
برادر مکرم و محترم حاضر حرم معظم مولوی حاجی محمد عظیم زادت عنایاتہ	۳/ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۰ھ، بروز جمعۃ المبارک

مولانا حافظ محمد فیض الرحمن کوثر رحمۃ اللہ علیہ انتالی شریف	
حافظ فرقان، تالی قرآن، عزیز بجان، صوفی فیض الرحمٰن	۲۱؍شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ
عزیز پر تمیز صوفی حافظ فیض الرحمٰن سلمہ ربہ الرحمٰن المنان	۶؍ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۴ء
عزیز القدر حضرت مولانا فاضل نوجوان الحافظ محمد فیض الرحمٰن صاحب کوثر کثر اللہ تعالیٰ انعاماته علیه	۱۳؍دسمبر ۱۹۶۲ء
عزیز بجان حافظ فیض الرحمٰن سلمهم الرحمٰن	۱۴؍ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۷۱ھ
میرے پیارے فرزند صوفی فیض الرحمٰن سلمه ربه الرحمٰن عن الزیغ والطغیان	۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ، بروز پیر شریف
اعز الاعزہ و احب الاحبه فیض الرحمٰن صانه الرحمٰن عما یصان	۱۲؍شہر رمضان ۱۳۷۴ھ
میرے بہت ہی پیارے بیٹے بسطه اللّٰه تعالیٰ ابواب فیوضه علیه	۲۶؍رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ
عزیز القدر غریز الصدر الولد الاغر الاعز الابهر الحافظ العصر سلمه رب القوی والقدر	۵؍شوال المکرم ۱۳۷۶ھ
عزیز خصوصی فرزند مخصوصی فیض المصطفیٰ سلمه ربه تعالیٰ بالهدیٰ والعفاف والتقیٰ	۱۲؍رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ، بروز ہفتہ
فرزند عزیز حضرت الحافظ محمد فیض الرحمٰن کثر المولیٰ تعالیٰ اولاده الطیبین	۲۴؍رجب المرجب ۱۳۸۲ھ، یوم السبت
فرزند عزیز مولانا الحافظ الکوثر سلمه ربه الاکبر	۲۹؍رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
فرزند عزیز مولانا الحافظ فیض الرحمٰن کوثر سلمه ربه تعالیٰ عن کل شر	۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ ۷؍ستمبر ۱۹۶۵ء
فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز	۳؍جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ/ ۱۷؍اگست ۱۹۷۰ء

عزیزی عزیز الاقمار غریز الافکار مولانا الحافظ محمد فیض الرحمٰن سلمہ ربہ الرحمان	۲۷رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ
عزیز القدر عزیز زمان سلمہ ربہ الرحمٰن المستعان	۹رماہ رمضان ۱۳۷۴ھ
فرزند عزیز اعزہ ربہ تعالیٰ	۱۹رربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ/ ۱۳راپریل ۱۹۷۳ء
فرزند عزیز ابوالفیوض مولانا کوثر صاحب سلمہ ربہ الرب الاکبر	۱۶رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ/ ۲۹رجولائی ۱۹۷۲ء
فرزند دل بند مولانا الکوثر سلمہ ربہ الاکبر	۲۰رشوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ یکم دسمبر ۱۹۷۱ء
فرزند عزیز مولانا الکوثر سلمہ ربہ البر الاکبر	۲۸رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ/ ۱۳راگست ۱۹۶۴ء
فرزند عزیز اعزہ ربہ العزیز	۲۲رذی القعدہ ۱۳۸۹ھ
فرزند عزیز مولانا الکوثر کثرہ ربہ رحمات کثیرۃ	۲۴راگست ۱۹۶۵ء
فرزند عزیز حفظہ الحفیظ العزیز	۹رستمبر ۱۹۶۶ء
فرزند کوثر کثّرہ ربہ و یسر لہ الامر کلہ	۲۷رماہ رمضان ۱۳۸۷ھ
فرزند عزیز سلمہ ربہ الاکبر البر و جعلہ کاسمہ الکوثر	۲۱رذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۷ھ
فرزند عزیز اعزہ ربہ الاکبر و جعلہ کاسمہ و لقبہ الکوثر	۲۲رذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۷ھ
فرزند عزیز سلمہ ربہ تعالیٰ و کثرہٗ کثرۃً واسعۃ نافعۃ	۲۰رجنوری ۱۹۶۷ء
فرزند عزیز کثرہ ربہ تعالیٰ تکثیرا کثیرا کثیرا	۶راگست ۱۹۶۷ء
فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز فی کل حین آمین	۱۱رستمبر ۱۹۷۰ء
فرزند عزیز اعزہ ربہ العزیز ونصرہ وسلّمہ	۲رذی القعدہ ۱۳۹۱ھ/ ۲۲ردسمبر ۱۹۷۱ء

فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز فی کل حین و حال من جمیع الآفات و الاھوال	۲۷/جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ/ ۱۸/اگست ۱۹۷۱ء
فرزند عزیز اعزہ ربہ تعالیٰ فی الدارین بفضلہ وجودہ الدارین	۱۴/جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ/ ۱۶/جولائی ۱۹۷۳ء
فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز فی الدارین بالفرح و السرور	۵/جنوری ۱۹۷۷ء
مولانا محمد فیض المصطفیٰ نوری، انتالی شریف[۲۸]	
فرزند عزیز مولوی صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ سلمہ ربہ و اصطفٰہ	۲۷/اگست ۱۹۷۰ء
بنام جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ[۲۹]	
عالی جناب قاضی القضاۃ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری زید مجدہ	۲۶/مئی ۱۹۸۲ء
بنام (حضرت صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری	
عزیزی المحب سلمہ ربہ الاحب الاقرب	لیلۃ الاربعاء، ثلاثۃ شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۸/نومبر ۱۹۷۲ء
الولد المحب احبہ اللہ الاحب	۲۸/ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۲ھ/ ۲/جنوری ۱۹۷۳ء
الولد الاعز الابر المولوی محمد محب اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین	۹/ صفر الخیر و الفرور ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء
الولد الاحب احبہ اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحٰبہ و بارك وسلم	۲۱/ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۹۶ھ/ ۱۳/دسمبر ۱۹۷۶ء
فرزند عزیز محمد محبّ اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و قویّہ	۷/جولائی ۱۹۷۸ء
فرزند احب احبہ ربہ الاحب	۵/ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۴۰۰ھ

فرزند جگر بند مولانا الحاج المحب سلمہ ربہ و احبہ بالنعیم المقیم فی الدنیا والآخرۃ	۱۸/ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ/ ۲۷/اکتوبر ۱۹۸۰ء، یوم الاثنین
الولد الاحب احبہ اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین	۳۱/اکتوبر ۱۹۸۰ء
الولد الاعز الاحب محمد محب اللّٰہ النوری نوّرہ ربہ تعالیٰ	۲۱/ستمبر ۱۹۸۱ء
الولد الاعز الاغر الاحب محمد محب اللّٰہ النوری نوّر قلبہ و سائرہ ربہ تعالیٰ	ستمبر ۱۹۸۱ء
من الفقیر ابی الخیر النعیمی الی الولد الاعزّ الاغرّ ابی النصر محمد محب اللّٰہ النوری سلمہ ربہ تعالیٰ	اربعة و عشرون من ذی القعدة عندکم و ۲۴/سبتمبر ۱۹۸۱ء یوم الخمیس و ھٰھنا الیوم ست و عشرون من ذی القعدة (عربی مکتوب)
فرزند عزیز الحاج مولانا ابوالنصر محمد محبّ اللہ النوری سلمہ اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین	یوم الخمیس، ۲۶/ذی قعدہ مبارکہ/ ۲۴/ستمبر ۱۹۸۱ء
فرزند عزیز القدر ابر و اغر مولانا الحاج محمد محبّ اللہ نوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۲۳/ذی الحجة المبارکہ ۱۴۰۱ھ/ ۲۱/اکتوبر ۱۹۸۱ء
الولد الاعز الابر الاغر سلمہ ربہ الاکبر	۲۹/اکتوبر ۱۹۸۱ء
الولد الاعز الاحب الحاج محمد محبّ اللہ سلمہ اللہ الاحد	۲۶/جون ۱۹۸۲ء
عزیز القدر، عزیز از جان، عزیزی مولانا محمد محبّ اللہ نوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۱۳/جولائی ۱۹۸۲ء
یٰایھا الحاج مولانا ابوالنصرین محمد محب اللّٰہ النوری سلمہ ربہ تعالی	۱۳/اکتوبر ۱۹۸۲ء

بنام حضرت ابوالخیرات علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ [۳۰]	
زین سیادت حضرت قبلہ شاہ زادہ صاحب دامت برکاتہم وخیراتہم	۲۳/رجب المرجب ۱۳۷۳ھ
بنام مولانا محمد منشا تابش قصوری، مریدکے [۳۱]	
فرزند عزیز حضرت منشا سلمہ ربہ تعالیٰ	۱۲/اپریل ۱۹۶۴ء
منشائے من سلمہ ربہ ذوالمنن	۵/مارچ ۱۹۶۶ء
فرزند عزیز حضرت مولانا محمد منشاء صاحب سلمہ ربہ مع خصوص المواہب	۲۷/رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ/ ۲۲/فروری ۱۹۶۳ء
بنام حضرت مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ [۳۲]	
عزیزی ابوالفضل فضلك اللہ تعالیٰ علیٰ کثیر تفضیلا کثیرا کثیرا	لفافہ پر ۱۶/مئی ۱۹۶۰ء درج ہے
عزیز القدر مولانا الصوفی ابوالفضل فضلہ رب الفضل والکمال	۵/ ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۱ھ/ ۱۰/مئی ۱۹۶۲ء
العزیز الاعز الاغر مولانا ابوالفضل فضلہ ربہ تعالیٰ	۱۳/ ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۱ھ، یوم الخمیس / ۱۷/مئی ۱۹۶۲ء
عزیزی ابوالفضل فضلہ ربہ تعالیٰ کل الفضل	۳۱/مارچ ۱۹۶۴ء
الولد الاحب الاعز ابوالفضل سلمہ ربہ ذوالفضل	۲۵/ ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۸۸ھ
فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز و جعلہ فی الدارین عزیزا	۲۸/دسمبر ۱۹۷۰ء
فرزند عزیز ابوالفضل فضلہ ربہ رب الفضل فی الدارین بالعطاء الجزیل	۲۰/رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ/ ۲۷/اکتوبر ۱۹۷۲ء، یوم الجمعۃ المبارکہ
الولد الاعزّ مولانا الحاج ابو الفضل فضّلہ ربہ علیٰ کثیر من عبادہ تفضیلا	۲۲/شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۲۶/نومبر ۱۹۷۲ء، لیلۃ الاثنین

الولد الاعز سلمہ ربہ رب الفضل و العزۃ	۲۸؍شوال المکرم ۱۳۹۲ھ/ ۳؍دسمبر ۱۹۷۲ء
الولد الاعز ابو الفضل سلّمہ ربّ الکرم و الفضل	۵؍ذی القعدۃ الحرام ۱۹۷۲ء، یوم الاحد
نورالابصار مولانا الحاج ابوالفضل سلمہ ربہ تعالیٰ	لیلۃ ۱۶؍ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۹۲ھ/ ۲۰؍دسمبر ۱۹۷۲ء
لختِ جگر مولانا الحاج ابوالفضل فضلہ ربہ تعالیٰ علیٰ کثیر من اولی الفضل	۱۷؍ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ/ ۲۲؍دسمبر ۱۹۷۲ء
نور العینین عزیزی ابو الفضل النوری سلمہ ربہ و نصرہ بخاص الفضل	۲۰؍ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ/ ۶؍اکتوبر ۱۹۷۴ء
قرۃ العیون ابوالفضل فضلہ ربہ ذو الفضل العظیم	یوم الاثنین، ثلثین من ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۶ھ
فرزند عزیز نصرہ ربہ العزیز و جعل لہ من عندہ سلطاناً نصیرا	یوم الاربعاء، ۳؍ ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۹۶ھ
فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز و نصرہ و احبہ و اعزہ	۱۴؍ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۶ھ/ ۵؍دسمبر ۱۹۷۶ء
بنام مولانا قاضی محمد وہاج فیض النصیر قادری، وہاڑی[۳۳]	
عزیزی الوھاج سلمہ ربہ بالاھتزاز و الابتھاج	۲۱؍مئی ۱۹۶۲ء
بنام مولانا قاری مسرور احمد سیالوی، ملتان[۳۴]	
فرزند عزیز مولانا ابوالمنظور سلمہ ربہ تعالیٰ بالسرور و الحبور	۱۷؍ربیع الاوّل شریف/۳؍مئی ۱۹۷۲ء
فرزند عزیز مولانا الحافظ القاری محمد مسرور احمد سلمہ ربہ الاحد	۱۵؍مارچ ۱۹۷۲ء

مشترک خطوط	
عزیز القدر علامہ ابوالضیاء[۳۵]، ابوالبقاء[۳۶]، ابوالحقائق، ابوالفضل داموا بالعلم و العمل و الفضل	۲۶رمئی ۱۹۶۰ء
الحضرات الموالی سلمھم المولٰی تعالی	۳۱رمئی ۱۹۶۰ء
حضرات آباء الضیاء و البقاء و الفضل و الاسد[۳۷]لا زالوا بالسداد الاسد	۲۱رمئی ۱۹۶۲ء
العزیز الفاضل ابوالفضل وغیرہ سلمھم ربھم بفضلہ الجلیل	۴رجون ۱۹۶۲ء
الاخ الاعز و الولد ذوالعز سلمکما ربنا العزیز	۱۹رشہر رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ۲۵راکتوبر ۱۹۷۲ء، یوم الخمیس
الولد الاعز ابوالفضل و الاخ الاغر ابوالضیاء و الحبیب الاحب سلمھم اللّٰہ الرب	۱۱رشوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۵رنومبر ۱۹۷۲ء
عزیزان گرامی قدر سلمھم رب القوی و القدر	۱۵ررمضان المبارک ۱۳۹۲ھ/ ۲۳راکتوبر ۱۹۷۳ء، یوم الاحد
الاخ العزیز ابو الضیاء والولد العزیز ابو الفضل سلمہ ربہ تعالٰی و خالہ و مالہ و مآلہ و مالہ	۲۶رشعبان المعظم ۱۳۹۴ھ/ ۱۳رستمبر ۱۹۷۴ء
الاعزۃ ذوالاخلاص سلمھم اللّٰہ رب الاخلاص	۳ررمضان المبارک ۱۳۹۴ھ/ ۱۹رستمبر ۱۹۷۴ء
فرزندان عزیز مولانا الحاج محمد محبّ اللّٰہ نوری وقاری مسرور احمد قمری سلامت رہیں	۱۹رستمبر ۱۹۸۲ء
بنام مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، ساہیوال[۳۸]	
حضرت شاہ صاحب سلمہ ربہ تعالٰی بالنصر و الظفر	۱۰رذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۷۹ھ

بنام مولانا ابوالسرور منظور احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ قصور	
حضرت شاعر پاکستان سلمه الرب الرحمٰن المستعان	محررہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ
فرزند عزیز مولانا محمد منظور احمد سلمه ربه الاحد	محررہ ۱۲ر مئی ۱۹۶۸ء
فرزند عزیز منظوری سلمہ ربہ تعالیٰ	محررہ ۱۷ر مئی ۱۹۶۸ء
عزیزی مولانا الشاعر سلمه رب المشاعر	۳۱ر اگست ۱۹۶۸ء
فرزند عزیز شرفه ربه تعالیٰ و جعله من المنظورین	۲۴ر رجب ۱۳۸۸ھ/ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء
منظور خصوصی نوری قصوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۳ر ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۸ھ
حضرت مولانا ابوالسرور سلمه ربه تعالیٰ بالحبور	۷ر ماہ رمضان پاک ۱۳۹۳ھ
فرزند عزیز مولانا ابوالسرور سلمه ربه رب السرور والحبور	۲۸ر اپریل ۱۹۷۲ء
فرزند عزیز شاعری منظوری سلمہ ربہ تعالیٰ	۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ
فرزند عزیز مولانا المنظور سلمه ربه الغفور	۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ
فرزند عزیز مولانا منظور احمد صاحب نوری نورہ ربہ تعالیٰ	۲۹ر جون ۱۹۷۱ء
فرزند منظور سلمه ربه الشکور	۲۲ر جنوری ۱۹۶۹ء
بنام مولانا منیر احمد فریدپوری، لاہور[۳۹]	
فرزند عزیز مولانا منیر احمد صاحب سلمه ربه الصمد	۲۷ر مئی ۱۹۷۷ء

---(ن)---

مولانا نذر محمد نوری، ساہیوال[۴۰]	
عزیز القدر مولانا النذر سلمه ربه رب القوی والقدر	۲۳ر ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۸ھ

بنام مولانا الحاج نذیر احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ، گوجرانوالا[۴۱]	
فرزند عزیز مولانا الحاج الحافظ نذیر احمد صاحب حافظ سلمہ ربہ تعالیٰ	۷/ اکتوبر ۱۹۸۰ء
فرزند حافظ حفظہ ربہ الحافظ	۸/ ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ
مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ، رکن پور[۴۲]	
بخدمت عالی جناب حضرت مولانا المولوی محمد نصیر الدین صاحب دام بالمجد و التمکین	۴/ شوال المکرّم ۱۳۶۳ھ

اثر آفرینی

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مطالعہ سے دلی سکون ملتا ہے، کیونکہ ان میں ریا کاری، بناوٹ اور تکلف نہیں بلکہ سراسر اخلاص پر مبنی ہیں، اس لیے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا--- ان کے مندرجات ''از دل خیزد، بر دل ریزد'' کے مصداق ہیں---

یہ مکتوباتِ محبت، شفقت، خلوص و مروّت، ادب و احترام، ہمدردی و غم خواری، دل داری و دل افروزی کے آئینہ دار ہیں--- ان کے مطالعہ سے حضرت کی سیرت کے حقیقی گوشے سامنے آتے ہیں--- مکتوبات میں ادب الوہیت، ادبِ مصطفیٰ، یادِ مدینہ و حب مدینہ، پابندئ شریعت، اتباعِ سنت، پختگئ عقائد، فکر عقبیٰ، اہل خانہ سے حسن سلوک، ہمدردی و غم خواری اور درستئ معاملات کا درس ملتا ہے--- ان مکتوبات میں حضرت کی فقر پسندی، عاجزی و فروتنی، عفوو درگزر، مریدین و تلامذہ پر شفقت و مہربانی کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔

بعض مکتوباتِ فقیہ اعظم میں فقہی مسائل، اسرار معرفت، اشعار، مزاح و خوش طبعی کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے، چند مکتوب عربی میں ہیں اور کچھ منظوم بھی ہیں--- آپ کے مکاتیب میں علم و ادب کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے---

ادب الوہیت

دین کا خلاصہ اور نچوڑ اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ادب ہے--- اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام، اولیاء عظام رضی اللہ عنہم اور شعائر اللہ سے محبت اور ان کا ادب واحترام ہی اہل ایمان کی شناخت اور ان کا قیمتی اثاثہ ہے--- حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطوط میں ادب کی تلقین فرمایا کرتے--- اس زمانے میں عام طور خط کتابت کے لیے کارڈ استعمال کیے جاتے تھے، چنانچہ آپ کے ایک تلمیذ و مرید مولانا محمد نواز نوری [۴۳] (حال مقیم ضیاء الدین کالونی دیپال پور) کے نام تحریر فرمایا:

> ''ہاں ایک نہایت ضروری، ادب کی نگہبانی آئندہ ضرور کیا کریں، وہ یہ کہ کارڈ پر اپنے مالک و خالق عزوجل کا اسم ذاتی، جو کلمہ طیبہ میں ہے، ہرگز نہ لکھا جائے کہ خلاف ادب ہے--- آپ کے کارڈ پر چار مرتبہ لکھا ہے--- ولا حول ولا قوۃ الا بہٖ وحدہ لا شریك له--- بس یوں ضمائر اور اسماء صفاتیہ سے کام لیا جاسکتا ہے کہ اس کے ذکر کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہوسکتا، کیوں کہ وہ ہمارا حقیقی و دلی و جانی پیارا ہے اور اسی کے پیار کے باعث ہی اور سب پیارے، پیارے ہیں---
>
> رزقنا حبه حبا حقیقیا و حب حبیبه الاحب و سائر احبائه بجاہ احبائه خصوصا الحبیب الاکرم الاعظم صلی علیه و علیهم معه و بارك وسلم''---
>
> [محررہ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۴ء]

ادب رسالت

ادب الوہیت کی طرح آپ کے مکاتیب میں ادب رسالت کا درس بھی ملتا ہے،

اہل سنت کے نامور مؤرخ محمد صادق قصوری نے ایک خط میں لفظ محمد پر ؐ لکھ دیا، اس پر شرعی مسئلہ واضح کر کے ادب رسالت سے آگاہ فرمایا:

''ہاں ایک مسئلہ ہے جس میں عام غلط فہمی ہے، وہ یہ ہے کہ حضور پُر نور سید عالم محبوب معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اور اسم سامی جب کبھی خوش قسمتی سے زبان پر آئے تو درود پاک پڑھا جاتا ہے اور یوں جب لکھا جائے تو درود پاک ساتھ ہی لکھا جاتا ہے کہ قلم بھی ایک زبان ہی ہے، مگر ایک رواج بن گیا ہے کہ پورے درود پاک کی جگہ ؐ یا عم یا صلعم، بعض لوگ جو پوری واقفیت نہیں رکھتے، لکھ دیتے ہیں، یہ بالکل نہیں چاہیے کہ ادب کے خلاف ہے--- جس طرح پڑھنے میں صرف ''صاد'' یا ''عین'' یا ''صاد لام عین میم'' نہیں پڑھا جاتا، بلکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا جاتا ہے، یوں ہی لکھا بھی پورا ہی جائے--- جس شخص نے سب سے پہلے یوں مخفف لکھا، اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا تھا--- یہ بڑی کم ہمتی ہے کہ محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کے احترام کے لیے وقت یا کاغذ یا سیاہی کی بچت کا خیال کیا جائے--- دعا ہے کہ حضرت ربُ العالمین جل مجدہٗ عشق و محبت اور آداب سے ہمکنار فرمائے''---

[محررہ ۱۶ر جنوری ۱۹۶۴ء]

حرمین شریفین کا ادب

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سراپا ادب تھے اور نسبتوں کے ادب و احترام کی تلقین فرمایا کرتے--- اپنے تلمیذ رشید اور مرید خاص مولانا حاجی غلام حسین نوری کو عظمت حرمین کے حوالے سے کس بے ساختگی سے لکھتے ہیں:

''اللہ اللہ! جلال کعبہ اور عظمت حرم محترم کا دلی عقیدت سے خصوصی خیال رکھیں، یہ بارگاہ بے کس پناہ بے نظیر بارگاہ ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا---

محبوب پیارے ﷺ کا پیارا وطن اور مولد و مسکن ہے---محبوب کا وطن ہی ہمارا اصلی وطن ہے---اے وطن والو! ہم بے وطنوں، پردیسیوں کو نہ بھولنا---
ہاں آپ اس خط کے ملنے کے وقت حج مبارک سے فارغ ہو چکے ہوں گے، تو جتنا ہو سکے عمرے کریں--- چھوٹا عمرہ تنعیم سے آسان اور کم خرچ ہے، زیادہ لوگ یہیں سے کرتے ہیں، آپ تنعیم سے بھی کریں مگر بڑا عمرہ جعرانہ سے بھی ضرور کریں.......... جعرانہ بڑا مبارک مقام ہے، جہاں کئی روز پیارے محبوب ﷺ نے غزوۂ حنین سے واپسی پر قیام فرمایا تھا--- مجھے وہ سرور ابھی تک تازہ بہ تازہ ہے، جو وہاں حاضری میں ہے اور راستہ میں آتے جاتے حاصل ہوا تھا"---

[محررہ ۲۳/ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۰ھ/ ۱۹/مئی ۱۹۶۱ء]

دیکھیے کیا ادبیت اور کیا ادب ہے؟--- مکہ مکرمہ اور کعبہ مشرفہ کے آداب بھی بیان ہو رہے ہیں، مگر یہاں بھی محبتِ رسول کی چاشنی کا انداز ملاحظہ ہو کہ یہ محبوب کریم ﷺ کا وطن ہے اور ان کا وطن، ہمارا وطن ہے---

حضرت فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مدینہ منورہ کے آداب کو ملحوظ رکھتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے---مولانا الحاج غلام حسین نوری (ساہیوال) کے نام تحریر فرمایا:

"زہے قسمت اگر حاضریٔ مکررہ کی توفیق رفیق ہو---نہایت ادبِ شرعی حقیقی سے حاضری ہو--- اپنی عمر بھر کی سب سے زیادہ مبارک اور قیمتی گھڑیوں پر قدر بھری نگاہیں رہیں--- جتنا زیادہ سے زیادہ حاضر ہو سکیں کم ہے---مگر:

ادب گاہے است زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

دوسرے عشاقِ جاں سوز، دل گداز پروانگانِ حضرت بابرکت کا ادب و احترام بھی ملحوظ رہے---
جنت البقیع کے دروازہ پر ہی فقیر سلام عرض کیا کرتا تھا---خود غور کر لیں

کہ کسی بے ادبی میں نہ پڑ جائیں''---

[محررہ ۴/ذی قعد ۱۳۸۰ھ/۲۰/اپریل ۱۹۶۱ء]

مدینہ منورہ کی عظمتوں کا بیان آپ کے مکاتیب میں بکثرت اور بتکرار ہے--- اپنے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ ابو النور محمد صدیق قدس سرہ العزیز کے نام خط لکھا، جب آپ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں حج کی سعادت پا کر مدینہ منورہ حاضر تھے---

اَللّٰہُ اَللّٰہُ! یہ کون سا عالی حریم ہے کہ حریم حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس کا مشتاق قدیم ہے--- کیا یہ وہی مکان عرش نشاں ہے، جس کا طواف ستر ہزار نوری نہایت ہی ولولوں سے بمشکل ایک مرتبہ عمر بھر کر سکتے ہیں اور ہمیں اجازت عامہ ہے--- یہاں ہی دیارِ محبوب کے آثار اطہار ہیں، یہیں اُحد محبّ ومحبوب ہے--- بدر فیض اثر قریب قریب، قبا کو فخر وعلو اور حرمین کا جلوہ یہیں ہے--- یہاں کیا کیا ملتا ہے اور کسے ملتا ہے؟--- وہ کون کون اہل کرم واقبال ہیں جو تجلیاتِ خاص سے نہال ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِجَاہِ صَاحِبِ الْحَضْرَۃِ الْعَالِیَۃِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''---

[محررہ ۲۷/ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء]

اساتذہ ومشائخ کا ادب

حضرت سیدی فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ اپنے روحانی آباء--- اساتذہ ومشائخ--- کا بے حد ادب و احترام کرتے--- زیارت کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیتے، نذرانے پیش کرتے، ان کی بارگاہ میں سراپا نیاز نظر آتے اور یوں:

وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ---[الاسراء:۲۴]

کی عملی تفسیر نظر آتے---

تفصیل کے لیے راقم کی تصنیف ''سیدی ابوالبرکات مکاتیب کے آئینے میں'' اور ''نورالحبیب''، ستمبر ۲۰۱۷ء میں ''مولانا فتح محمد حبیبوی محدث بہاول نگری'' کے عنوان سے احقر کے مقالے کا مطالعہ کریں--- اساتذہ کی طرح اپنے شیخ طریقت بدرالاماثل صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بے حد احترام کرتے--- حضرت کے دست حق پرست پر بیعت وخلافت کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مرشد کامل کی جستجو کی---چوں کہ درس وتدریس کا شوق تھا، اس لیے خیال پیدا ہوا کہ کہیں لمبے لمبے وظیفوں کا ارشاد نہ ہو جائے، اس لیے آپ چاہتے تھے کہ ایسا رہبر ملے، جو شریعت وطریقت کا جامع ہونے کے ساتھ ساتھ اس زبوں حالی کے دور میں اشاعت علم کی اہمیت وضرورت سے بخوبی آگاہ ہو--- ۹ر شوال المکرّم ۱۳۵۹ھ/ نومبر ۱۹۴۰ء میں آپ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور کے اجلاس میں شامل ہوئے تو حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا---بس پھر کیا تھا، آنکھ نے جو کچھ دیکھا، دل نے اس کی تصدیق کی:

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاریٔ دل
التفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

حضرت مفتیٔ اعظم سید ابوالبرکات قدس سرہ العزیز کے مشورے سے حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے---

رہبر کامل نے خود ہی ارشاد فرمایا:

''مولانا! آپ کا وظیفہ درس وتدریس ہے''---

چناں چہ حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے عمر بھر اس وظیفے کو حرز جان بنائے رکھا---

بیعت کی تاریخ

حضرت سیدی فقیہ اعظم نے نعمت بیعت سے شرف یاب ہونے کا تذکرہ اپنی بیاض میں

یوں تحریر فرمایا ہے:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ المتعال و الصلوٰۃ و السلام علٰی حبیبہ المفضال، واھب الآلاء و الآمال، قاسم نِعَم المعطی ذی الجلال، و علٰی آلہ و صحبہ ذوی الکمال، و ابنہ صاحب البھجۃ و الجمال

و بعد فقد فزت بحمد ربی بنعمۃ بیعۃ الارادۃ فی حضرت اعلی الحضرت استاذ الاساتذہ، جھبذ الجھابذۃ، مجمع الفضائل و منبع الفواضل، بدر الکامل و صدر الافاضل، حضرت مولانا محمد نعیم الدین، متع اللّٰہ تعالٰی المسلمات و المسلمین بطول بقائہ و تقفیۃ آلائہ و اجراء نعمائہ و ابقاء عطائہ بعد صلوٰۃ العصر یوم الاحد تسعۃ شوال سنۃ تسع و خمسین بعد (ثلاث مائۃ و) الالف، و الحمد للّٰہ الحمید، اوّلاً و آخراً ظاھراً و باطنا و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی محبوبہ و مطلوبہ و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین و سلم فی کل وقت و حین

الفقیر ابوالخیر محمد نور اللّٰہ الحنفی القادری النعیمی
نورہ اللّٰہ ربہ القوی

لیلۃ الخمیس ۱۳-۱۲، سنۃ ۱۳۶۰ھ، فرید پور جاگیر

اس تحریر کا ماحصل یہ ہے کہ استاذ الاساتذہ فخر الجہابذہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے ۹ رشوال المکرّم ۱۳۵۹ھ، بروز اتوار، بعد نماز عصر بیعت کا شرف حاصل ہوا---

بیعت ہونے کے بعد سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ کی تعطیلات میں مرادآباد شریف حاضر ہوئے، یہاں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلوک و معرفت کی مختلف منزلیں طے کرائیں، اپنے سلاسل حدیث کی اسناد، مختلف اشغال و اعمال اور اوراد و وظائف کی اجازت سے نوازا--- قلب منور کو مزید مجلّٰی کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ مکیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی--- نیز اپنا خصوصی ثبت ''ثبت نعیمی'' [۴۴]

بھی عطا فرمایا--- اس تحریری اجازت نامے پر حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ (۲۸ ستمبر ۱۹۴۲ء، بروز پیر) کی تاریخ درج فرما کر دستخط ثبت فرمائے---

مرشد گرامی کے نام عربی مکتوب

مراد آباد شریف سے مراجعت کے تقریباً اڑھائی ماہ بعد مرشد گرامی کے نام عریضہ تحریر کیا، جس میں آپ نے انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ اپنے قلبی احوال اور معروضات پیش کیں:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

من الفقیر المهجور، مستوهب النور، الیٰ حضرت واهب النور و السرور و الحبور، صدر الصدور، رجائی و عطائی، نعمائی و آلائی، ابقی الباقی بقائه، و اجری علینا نعمائه

السلام علیکم و علی من لدیکم و رحمة اللّٰه و برکاته

المزاج المقدس الاقدس الانفس

اما بعد حمد محمود الکل، و الصلوٰة و السلام علی مودود الکل، مقصود الکل، الموجود عند الکل، المسعود منه الکل، ان المملوك بحمده تعالیٰ متصدد تحصیل اقبال القلب الیٰ خالق القلب و الهدی، و فالق الحب و النوی، جل و علا، و توجه الفؤاد الیٰ سید السداد و سید العباد فی المبدء و المعاد، صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله و سلم الی الابد الآباد، و التوسل و الابتهال الیٰ سید السادات، جامع البرکات، مجمع البحرین و غوث الثقلین، الغوث الاعظم، صلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ جده صاحب الجد الافخم و علیه وسلم، و هٰذا لان المملوك قد تحقق عنده انه خطاء مذنب ظالم لنفسه، عاص کثیر العصیان فی بوادی الضلال حیران، فرأی ان لا حیٰوة و لا نجاة الا بالاقبال و التوجه و التوسل و الابتهال و حصول

هٰذا المامول بعنايتكم العليٰى و رأفتكم العظمٰى

فالمسئول بل محصول المقول يا سيدى و يا سندى ان لا تنسوا المملوك اصلا، بل توجهوا اليه توجها بليغا، لان نفس المملوك امارة ضارة تزين الذنوب و تحسن العيوب، فالمملوك متحير لانه لا عط يتخلص من مكائدها مما يرى و عط يتيقن ان مالا يرى اكثر من ان تُرىٰ او تحصىٰ علىٰ ان الشيطان اللعين يعينها، و الزمان زمان الهلاك و البوار و الخسران، كقطع الليل المظلم يصبح الرجل فيه مومنا و يمسى كافرا و يمسى مومنا و يصبح كافرا

فالغوث الغوث، و النصر النصر، و النظر النظر الى ماء و مدر، حتّٰى يحصل الاقبال و التوجه و التوسل و الابتهال، فيصير المحبوب المطلوب متجليا و هو الرضا الذى لا سخط بعده ابداً ابدا، و لا حول و لا قوة الا باللّٰه العزيز الحكيم، و صلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ سيدنا و سندنا الرؤف الرحيم، و آله و صحبه و ابنه الكريم، و حفاظ شرعه القويم و سلم تسليما بعد كل تسليم

الملتجى اللاشئ النور النعيمى الفريدفورى
نوره النور الغفور القوى
۹-۱۲-۱۳۶۰ھ (دسمبر ۱۹۴۱ء)

اتباعِ شریعت

حقیقی کامرانی کے لیے اتباعِ سنت اور پابندئ شریعت ضروری ہے--- شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں واشگاف کیا:

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

حضرت سیدی فقیہ اعظم کی پوری زندگی اتباعِ نبوی اور پابندیٔ شریعت سے عبارت تھی، ان کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا غرض ہر ہر ادا شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی --- آپ نے متعدد مکتوبات میں اتباعِ سنت و پابندیٔ شریعت پر زور دیا ہے --- اپنے ایک فرزند نسبتی مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے نام ایک مکتوب میں یہ نصیحت فرمائی:

''اپنے اوقات عزیزہ پڑھنے اور پڑھانے میں پورے کریں اور استقامت علی الشریعۃ کا خاص خیال رہے کہ اصل وہی ہے اور اسی میں مدارج عالیہ مضمر ہیں۔ خاقانی نے کیا خوب کہا ہے:

پس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

حکیم سنائی نے بھی خوب سنائی ہے:

غمِ دیں خور کہ غم غمِ دین است
ہمہ غم ہا فروتر از این است''

[محررہ ۶ ررمضان المبارک ۱۳۷۴ھ]

اسی طرح حضرت مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری، حضرت مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری اور مولانا ابوالحقائق محمد رمضان نوری رحمۃ اللہ علیہم کے نام تحریر فرمایا:

''شریعت غراء پر عمل پوری کوشش سے کرتے رہیں --- ہر قسم کی خیانت سے پوری پرہیز رہے، خلوص و اخلاص و اتفاق سے وقت بسر کریں، یہ دنیا لعب ولہو ہی تو ہے'' --- [محررہ مدینہ منورہ، ۲۷ رمئی ۱۹۶۰ء]

حضرت سیدی فقیہ اعظم نور اللہ مرقدہ کے اتباع شریعت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے ہاں فرائض وواجبات کے علاوہ سنن ونوافل کا وہ اہتمام کہ باید و شاید --- بچپن ہی سے تہجد کی عادت تھی، جس پر عمر بھر مواظبت فرمائی --- چناں چہ آپ کے ہم جماعت اور بچپن کے ساتھی حضرت علامہ جلال الدین [۴۵] جیون شاہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء) نے احقر کو بتایا کہ:

''حضرت فقیہ اعظم کو میں نے گیارہ بارہ سال کی عمر میں بھی تہجد کا پابند اور عادی پایا''---

آپ اپنے مریدین ومعتقدین کو بھی پابندی سے تہجد ادا کرنے کی تاکید فرماتے--- چنانچہ اپنے ایک مرید حاجی سکندر علی نوری کے نام تحریر فرمایا:

''نماز پنج گانہ اور نفل تہجد کا خیال آپ کے اہل خانہ بھی رکھیں اور اوراد و وظائف پورے کرتے رہیں''---[محررہ ۲۱/اگست ۱۹۷۲ء]

ایک اور مکتوب گرامی میں مولانا مسعود احمد نوری[۴۶] بن مولانا زید احمد نوری کے نام تحریر فرمایا:

''نمازیوں اور ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک و محبت سے رہا کریں، تہجد قضا نہ کیا کریں''---[محررہ ۴/جنوری ۱۹۷۲ء]

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ کے کس قدر پابند تھے، اس کی ایک جھلک اس مکتوب میں دیکھی جا سکتی ہے، جو آپ نے وصال سے صرف تیئیس دن پہلے اپنے مرید و تلمیذ مولانا نور محمد نوری[۴۷] (چیچہ وطنی) کے نام تحریر فرمایا، یہ خط اختصار و ایجاز کا بھی بہترین نمونہ ہے:

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مرۃ بعد مرۃ---

راقم الحروف بخیریت اور آپ کی خیریت کے لیے دعا گو ہوں---.........

سب بیماریاں ختم ہو گئیں، البتہ کمزوری کافی ہے---نماز میں بعد از سجدہ خود نہیں اٹھ سکتا، ہاں کوئی عزیز پکڑ کر اٹھاتا ہے، یوں نماز پڑھتا ہوں---

دعا کریں کہ خود بخود اٹھ سکوں''---[۲۳/مارچ ۱۹۸۳ء]

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بڑی باریک بینی سے شرعی معاملات پر نظر رکھتے، عام طور پر خط میں احباب کو فرداً فرداً سلام لکھ دیا جاتا ہے، مکتوب الیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک کا سلام اس تک پہنچائے، ورنہ وہ خیانت کا مرتکب ہوتا ہے، لکھنے والے بے خیالی میں سلام لکھ جاتے ہیں، مگر مکتوب الیہ بعض دفعہ اپنی مصروفیات کی بناء پر سلام پہنچانے سے

معذور ہوتا ہے یا وہ اس کی اہمیت سے بے خبر ہوتا ہے اور اسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے اور متعلقہ فرد تک سلام کی امانت نہیں پہنچا تا--- حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ عالیہ میں حاضر تھے کہ ان کے ایک تلمیذ و مرید خاص حضرت مولانا زید احمد نوری نے خط تحریر کیا، جس میں مدینہ عالیہ کے بہت سے حضرات (جن میں کچھ دکان دار بھی تھے) کے نام سلام تحریر کر دیے--- حضرت رحمۃ اللہ علیہ چونکہ زیادہ تر وقت حرم نبوی میں رہتے تھے، ظاہر ہے اس قسم کی باتوں کے لیے آپ کے پاس وقت نہ تھا، لہٰذا اس دیانت دار فقیہ نے مولانا موصوف کے نام تحریر فرمایا:

> ''مولانا ضیاء الدین [۴۸] و فضل الرحمٰن [۴۹] صاحبان کو سلام عرض کر دیے ہیں، مگر باقی احباب کے سلام آپ ہی کو واپس کرتا ہوں--- آپ عجیب ہیں، ایسی تکلیف میرے جیسے ضعیف کو دینی نہیں چاہیے--- دکان داروں کو کہاں تلاش کروں؟--- آپ نے فہرست یاد رکھی ہوئی ہے--- ان لوگوں کو آپ بالخصوص نام سے یاد نہیں رہ سکتے، یہاں تو ہر سال ہزاروں آتے ہیں، وہ کس کس کو یاد رکھیں اور میرے پاس ان حضرات کو تلاش اور پھر بڑی مشکل سے یاد دلانا، اتنا وقت نہیں--- سلام پہنچانے کے متعلق کہا جائے تو ضروری ہو جاتا ہے، جو میرے لیے اُحد پہاڑ سے بھی بڑا ہے، لہٰذا تمام (سلام) واپس ہی کر رہا ہوں''---

[مکتوب محررہ ۷/شوال ۱۳۹۲ھ]

پختگیٔ عقیدہ

ایمان کے لیے صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، ملائکہ، اللہ کی نازل کردہ کتابوں، یومِ آخرت اور تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے--- مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جان، مال، ماں باپ، اولاد اور تمام تعلقات سے بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھے--- محبتِ مصطفیٰ ہی ایمان ہے--- حضرت

فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب میں محبتِ مصطفیٰ اور صحتِ عقائد کا درس جا بجا ملتا ہے، مثلاً:

حاجی رشید احمد نوری کے نام:

''دعائیں اور التجائیں تو کافی کی ہیں کہ اگر ملازمتِ مدینہ منورہ ہمارے لیے بہتر ہے تو مہیا ہو جائے---آپ بھی یونہی دعائیں کیا کریں کیونکہ بڑی بارگاہ کی حاضری بہت بڑی نعمت ہے، جب کہ آداب اور پختگی عقیدہ شامل حال ہو، ورنہ خطرہ بھی بڑا ہوتا ہے''---[محررہ ۹ر مارچ ۱۹۷۶ء]

بنام سید صابر حسین گیلانی بصیر پوری [۵۰] مقیم مکہ مکرمہ:

''آپ وظائف پڑھتے رہیں، آپ مرید ہی ہیں، کوئی فکر نہ کریں، اپنے عقائد و اعمال پر قائم رہیں، نماز کی بڑی احتیاط رکھیں''---[۳۱ر جنوری ۸۳ء]

چودھری عبدالرزاق نوری مدنی [۵۱] کے نام:

''الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں اپنے پاک پیارے شہر اور حرم شریف میں رکھا ہوا ہے--- زیادہ وظائف کی ضرورت نہیں، قرآن کریم کی تلاوت اور درود شریف اور گنبد خضراء کی محبت اور ایمان سے زیارت بہت بڑی نعمت اور بہت بڑا وظیفہ ہے---

قرآن کریم مترجم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تمہارے پاس ہے؟ اگر نہیں تو لکھیں کہ یہاں سے پہنچا دوں--- بس تلاوت کریں اور حاشیہ سے تفسیر پڑھتے رہیں، کافی ہے''---

[محررہ ۷ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۹ھ/ ۵ر مئی ۱۹۷۰ء]

چودھری عبدالرزاق نوری ہی کے نام ایک اور مکتوب میں تحریر فرمایا:

''ہاں ہاں! ادب ادب ظاہر و باطن ہر طرح رہے---کوئی فرق نہ آئے---
اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور نجدی ڈاکوؤں سے اپنا دین و ایمان بچائیں---
خاص خیال رکھا کریں، کوئی ادب نہ چھوٹے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیڑا پار ہے---
درود شریف زیادہ پڑھا کریں:

ہتھ کار ولے، دل یار ولے
جتھے سارے کم سنوار دی اے

[محررہ ۳۰/۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء]

ایک اور خط میں لکھا:

''مدینہ منورہ یونی ورسٹی میں داخلہ مناسب نہیں ہے، کیوں کہ آپ کی دینی تعلیم کم ہے اور وہ لوگ اپنا مذہب اور اپنا طریقہ بتاتے ہیں--- کہیں خدانخواستہ عقیدے میں فرق آ جائے تو زہر قاتل ہے--- نیز حضرت فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ضیاء الدین صاحب مدظلہم سے بھی مشورہ کر لیں--- بہر حال بچنا ہی مناسب ہے''---

[محررہ ۱۵/۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے نام لکھا:

''اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اسی کی عطاء، عطائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے''---

[محررہ، ۱۴/ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ/ ۷/ اکتوبر ۱۹۶۸ء]

مکتوبات کی طرح ملفوظات میں بھی آپ حب رسول کے عقیدہ کا درس دیتے، ملاحظہ ہو:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت اور آپ سے جاں نثاری ہمارے مسلک کا خاصہ ہے--- یہ دولتِ بے پایاں ہمیں اپنے بزرگوں سے وراثۃً ملی ہے، مگر میں نے مسلکی حوالوں سے بالاتر ہو کر اور سنی سنائی باتوں سے ہٹ کر تحقیق کی ہے، کیوں کہ مجھے لکیر کا فقیر بننا پسند نہیں اور جب تک کسی معاملے اور مسئلے کی تہ تک نہ پہنچ جاؤں، کوئی نظریہ قائم نہیں کرتا--- میرے پاس لائبریری میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں، ان سب کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے، برسوں ان کو پڑھا اور پڑھایا ہے، تحقیق و تجسس میں ایک عمر بیت گئی ہے--- ان سب کتابوں کا حاصل اور پوری عمر کے مطالعہ کا نچوڑ آپ کو بتائے دیتا ہوں، ان سب کا جو عطر اور خلاصہ ہاتھ لگا ہے، جس نتیجے پر میں پہنچا ہوں اور جو تحقیقی نکتہ

ہاتھ آیا ہے، وہ نکتہ صرف یہ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وعقیدت اور آپ کے ساتھ عشق و وارفتگی اصل ایمان ہے اور یہی حقیقت دین ہے--- ساری تحقیق کا خلاصہ اور حاصل مطالعہ سب یہی کچھ ہے--- اسی کو ذہن نشین کرلیں اور اسی پر عمل پیرا ہو جائیں--- دنیا و آخرت کی کامیابی کا مدار صرف اسی نکتہ کو سمجھ لینے میں مضمر ہے''---

[مشاہدات وتاثرات، الحاج چودھری محمد اسحٰق نوری]

تسلیم ورضا

مومن کامل کی شان یہ ہے کہ وہ پیکر تسلیم ورضا بن جائے اور عسر و یسر، خوشی غمی، ہر حال میں اللہ کی رضا پر صابر وشاکر رہے--- جسے حلاوت ایمانی نصیب ہو جائے وہ مقام رضا پر فائز ہو جاتا ہے:

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیمَانِ مَنْ رَاضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا---

[صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذَاقَ طَعْمَ الْاِیمَانِ ......]

''جو اللہ کی رضا پر راضی ہو گیا وہ ذائقہ ایمان سے آشنا ہو گیا''---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب میں تسلیم ورضا کا درس ملتا ہے، آپ ہر ہر موقع پر راضی برضا رہنے کی تلقین فرمایا کرتے--- چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

''حکیم سنائی نے بھی کیا خوب سنائی ہے:

غمِ دیں خور کہ غم غمِ دین است
ہمہ غم ہا فرو تر از این است

جب مولیٰ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وہ معاملہ بھی ٹھیک ہو جائے گا--- (وہ تعالیٰ) کوہ سے کاہ اور کاہ سے کوہ بنا دیا کرتا ہے، بلکہ نیست سے ہست اور ہست سے نیست کرنے والا وہی ہے---

[مکتوب بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر صاحب، محررہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ]

''مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کی نصرت واعانت فرمائے اور تمام پریشانیوں سے بچائے، میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ فعالِ حقیقی کی طرف توجہ رکھی جائے، وہی خالق کل شئ ہے، زید عمرو کاسب ہیں، مگر کسی کی کیا مجال کہ اس کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا --- پھر ان تکالیف میں کئی راحتیں مضمر ہوتی ہیں'' ---

[بنام مولانا زید احمد نوری میاں چنوں، محررہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ]

''ہونٹ پر کیل کا لگنا اور پھر محفوظ رہنا بھی نعمت ہے --- حقیقت یہ کہ اللہ رب العلمین ہزار ہا ایسی مصیبتوں اور بلاؤں سے بچاتا رہتا ہے، جس کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا --- و له الحمد و المنة'' ---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۶۸ء]

''دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات اور پریشانیاں دور فرمائے، وہی مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمارا خالق ومالک ہے، اس کی رضا وقضا پر دل سے راضی رہنا اور اسی پر توکل رکھنا ہمارے اوپر لازم ہے --- صحت ومرض وغیرہ سب اسی کی طرف سے ہے اور وہی جب چاہے انعام فرما دیتا ہے'' ---

[بنام مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۹؍ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ/ ۳؍ نومبر ۶۶ء]

مولانا حافظ نذیر احمد نوری کے نام تحریر فرمایا:

''یہ نزاکتِ زماں ہے --- یونہی مصائب کا سامنا ہو جاتا ہے، صبر وہمت اور عزم محکم سے وقت گزر جاتا ہے --- فتنہ وفساد سے اجتناب ہی اچھا ہے، حضرت رب العالمین جل مجدہ الکریم بطفیل محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سکون واطمینان عطا فرمائے اور تمام فتن اور محن سے نجات وامان دے --- تقدیر پر وقتی شرعی تدبیر کے ساتھ تدبر وتشکر سے خوش رہنا غنیمت ہے، دل یادِ مولیٰ سے الہ آباد اور مصطفیٰ آباد ہے تو انسان جہاں بھی رکھا جائے، برباد نہیں ہو سکتا --- سب کچھ اسی سے ہے کہ وہی خالق کل شئ ہے:

یفعل اللہ ما یشاء چوں خواندہ ای
پس چرا در کار حیراں ماندہ ای"

[۸؍ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ]

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں بھارتی فضائیہ کھلے عام بمباری کر رہی تھی، سرحد سے قرب کی بنا پر بصیر پور کا علاقہ شدید خطرے سے دوچار تھا، مگر حضرت فقیہ اعظم کے توکل علی اللہ اور بے خوفی کا رنگ ان کے مکاتیب میں بھی نظر آتا ہے--- مولانا قاری مسرور احمد کو اس جنگ کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم بالکل حوصلے اور ہمت سے بیٹھے، بڑے پیارے پیارے نرم اور سخت اور شدید توپوں کے دھماکے اور ہوائی جہازوں کی پرواز اور بموں کے کڑاکے سن رہے ہیں--- دروازے اور کنڈے کھڑکتے ہیں مگر دل ہیں، جو دھڑکتے بھی نہیں--- الحمد للہ! شہادت ہمیں مرغوب ومحبوب ہے اور اپنے خالق و مالک پر توکل ہے اور یہ یقین ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آسکتی اور وقت آنے پر مؤخر نہیں ہوسکتی، وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ--- مائی صاحبہ سے کہو کہ اب ایمان کے امتحان کا وقت ہے، خوب ٹھوس دل سے ڈٹے رہیں اور ہمارا بالکل فکر نہ کریں--- فکر کرنا یا نہ کرنا برابر ہے، ہاں دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے---

یفعل اللہ ما یشاء چوں خواندہ
پس چرا در کار حیراں ماندہ

[محررہ ۲۵؍شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ یکم دسمبر ۱۹۷۱ء]

"بس ہر وقت ایمان کے ثبات کا دھیان رہے، ایمان ثابت تو سب کچھ ثابت ہے"---

[بنام مولانا قاری مسرور احمد، محررہ ۲۵؍شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ یکم دسمبر ۱۹۷۱ء]

یادِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد بندۂ مومن کی متاعِ بے بہا ہے، تسلیم و رضا کا خوگر بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مگن رہے--- ہاتھ کام میں لگے ہوں مگر دل اس وحدہٗ لاشریک کی جانب متوجہ رہے--- دنیا کی رنگینیوں میں کھونے کی بجائے مولیٰ کریم پر نظر رہے---حضرت کے مکاتیب میں یہ درس جابجا ملتا ہے:

بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر:

''دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب تکلیفیں اور کمزوریاں دور فرمائے اور ہر طرح سے ظاہر و باطن طاقت ور بنائے، شر اعدائے دین و دنیا سے بچائے اور اپنی ہی حقیقی یاد میں لگائے''---[محررہ ۳؍فروری ۱۹۷۶ء]

صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری دو تین سال کے بچے تھے، ان کے نام لکھا:

''خوب اللہ اللہ کیا کرو اور صلوٰۃ وسلام پڑھا کرو--- دلی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عالم و عامل کامل مکمل بنائے اور باعثِ رشد و ارشاد و ہدایتِ انام فرمائے--- یہ دنیا اس قابل نہیں کہ اس میں دل لگایا جائے''---

[محررہ ۲۷؍اگست ۱۹۷۰ء]

حضرت مولانا ابوالفضل کے نام لکھا:

''سب امور درون و بیرون حضرت رب العالمین کے سپرد ہیں، تم لوگوں کا کام اپنی ڈیوٹی دینا ہے، اس میں کوتاہی نہ ہونے دیں--- ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پر بھی نظر رہے، مگر دل سے اسی وحدہٗ لاشریک پر متوکل رہیں''---

[محررہ از مدینہ منورہ، ۶؍مئی ۱۹۶۰ء]

''ہاں دعاؤں سے یاد رکھیں اور حضرت رب العالمین جل مجدہ کی یاد سے غافل نہ بنیں---

ع　　　ہر گدا از یاد او سلطاں بود

(اور پہلا مصرع غالباً یہ ہے:

ذکرِ او سرمایۂ ایماں بود　　　[محبؔ])

دعائیں سب کے لیے ہو رہی ہیں--- سب سے معروض کہ ہشیار رہیں اور اپنے اپنے کام با حسن وجوہ نبھائیں--- حضرت رب العالمین جل مجدہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے آپ سب حضرات کی خصوصی امداد فرمائے اور اپنے پاک در اور گھر کی حاضری نصیب فرمائے''---

[مکتوب بنام مولانا ابو الفضل، محررہ ۱۷ر مئی ۱۹۶۲ء]

صبر و استقامت

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اہل ایمان کو صبر کا حکم دیا گیا ہے، صابرین اور اہل استقامت کے فضائل اور مدارج بیان کیے گئے ہیں--- اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور مصائب پر صبر، کہنے کو آسان، مگر عملی طور پر انتہائی مشکل ہے، یہی دراصل امتحان ہے--- صدمات پر صبر و استقامت اہل اللہ کی شان اور ان کا طرہ امتیاز ہے--- انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ سے جس قدر قرب ہے، اس قدر ان پر آزمائشیں بھی آئیں--- ختمی مرتبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ انبیاء کے سردار ہیں، لہٰذا ابلا و مصائب کی دستار فضیلت بھی آپ کے فرق انور پر سجائی گئی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان والا شان ہے:

إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ---

[مسند امام احمد، دار صادر، بیروت، جلد ۶، صفحہ ۳۶۹، حدیث رقم ۲۷۰۷۹]

''یقیناً تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب انبیاء کرام پر آئے، پھر جو لوگ انبیاء کے زیادہ قریب ہوں گے، انھیں زیادہ مشکلات و مصائب کا سامنا ہوگا''---

جامع ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، حدیث ۲۳۹۸

کے الفاظ یہ ہیں، آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا:

اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً ؟---

''سب سے زیادہ مصیبتیں کن پر آئیں''---

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ---

''انبیاءِ کرام، پھر جو ان کے قریب ہوں، پھر جو ان کے قریب ہوں''---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ بھی مصائب و آلام سے عبارت ہے--- دو صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں کی صغرسنی میں وفات اور ایک صاحبزادے، مولانا محمد نصر اللہ نوری، جو عالم، فاضل، یگانہ روزگار فقیہ اور محدث، جامع معقول و منقول استاذ اور ایک عالمہ فاضلہ صاحبزادی کے سانحہ ارتحال اور دیگر پے در پے صدمات میں کوہِ استقامت ثابت ہوئے اور سنتِ انبیاء پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جس بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا، وہ تاریخِ عزیمت کا درخشندہ باب ہے--- جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر کتبِ احادیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقِ عمل کی منظر کشی کی گئی ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس متبع اور مظہر نے اپنے عمل سے وہی سماں پیدا کر دیا کہ آنکھیں اشک بار تھیں اور زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَ الْقَلْبَ یَحْزَنُ وَ لَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَ اِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا ''اَبَا الْفَضْلِ'' لَمَحْزُوْنُوْنَ---

ان جوان سال صاحبزادے اور صاحبزادی کی مسلسل ایک سال سے شدید علالت کے دوران آپ نے اپنے تلمیذ اور خادمِ خاص مولانا منظور احمد نوری شاعر کے نام مکتوبِ گرامی میں تحریر فرمایا:

''ابو الفضل کو بفضلہٖ تعالیٰ کافی آرام ہے مگر عزیزہ کو کافی تکلیف ہے، کافی دعائیں کریں--- للہ تعالیٰ الحمد و المنۃ اسی کے فضل و کرم پر نظر ہے، جو ہو رہا سب اسی کی طرف سے ہے، ھو القابض الرافع الخافض المعز المذل

المحیی الممیت منه الداء و منه الدواء و منه الشفاء لا رب غیره---

یہ سب اسی کے الطاف و انعام ہی ہیں، کوئی خفی اور کوئی جلی--- بس اسی کے فضل و کرم پر نظر رہے تو خیر ہی خیر ہے''---

[۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ]

اپنے بھانجے مولانا حافظ مسرور احمد (ملتان) کو لکھا:

''آپ کے بہن بھائی ابھی تکلیف میں ہی ہیں، (بیٹی کی) حالت بہت زیادہ نازک ہے، کئی دنوں سے صرف گلوکوز کی چمچی یا شاذ و نادر مجبور کرنے پر خمیرہ ایک آدھا ماشہ، مگر کئی دنوں سے طبیعت کافی کمزور ہے--- ابو الفضل کو لاہور لے گیا تھا--- سفر کی کوفت، گرمی سے دوبارہ بخار شروع ہو گیا--- دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شفائے کامل سے نوازے''---

[محررہ ۵ر جولائی ۱۹۷۵ء]

ابھی یہ خط پوسٹ نہیں کیا تھا کہ اسی روز (۵ر جولائی ۱۹۷۵ء کو) صاحبزادی صاحبہ وفات پا گئیں، چنانچہ اس کی اطلاع خط کے حاشیہ میں یوں دی:

''یہ خط صبح کا لکھا ہوا ہے اور اب تقریباً چار بجے سہ پہر آپ کی ہمشیرہ امناء بی بی [۵۲] ملک جاودانی کو روانہ ہو گئی ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اَللّٰھُمَّ اٰجِرۡنَا فِیۡ مُصِیۡبَتِنَا ھٰذِہٖ وَاخۡلُفۡ لِیۡ الۡخَیۡرَ مِنۡھَا، صبر و سکون سے کام لیں''---

[محررہ ۵ر جولائی ۱۹۷۵ء]

اس سانحہ ارتحال کے چند ماہ بعد مولانا ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری صحت یاب ہو گئے، مگر تقدیرِ الٰہی کہ تین سال بعد چند روز علیل رہ کر صرف ۳۹ سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہو گئے--- اس سانحہ پر حضرت نے جس طرح صبر و استقامت سے کام لیا، وہ آپ کی عزیمت اور استقامت کی روشن مثال ہے---

آپ خود بھی سراپا استقامت تھے اور دوسروں کو بھی تکالیف میں صبر کی تلقین فرماتے ہیں:

''معمولی معمولی تکالیف تو کسی کسی کو ہوتی ہی ہیں--- آخر ہم مخلوق ہی ''کبـــد'' میں ہیں اور دارالمحن میں ہیں--- اللہ تعالیٰ انجام کار بخیر بنائے اور ہمیں اپنے خصوصی فضل و کرم سے مقبولیت خاصہ سے مدینہ منورہ پہنچائے تو کیا کہنا؟---

دنیا دار المحن اور سجن المؤمن ہے، اللہ تعالیٰ ایمان اور حب الحبیب الاعظم ﷺ سے دل آباد رکھے تو سب کچھ حاصل ہے--- رزقنا اللّٰہ تعالیٰ''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۳؍فروری ۱۹۷۶ء]

''مرسلہ ملفوف ملا، اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ شفا عطا فرمائی اور پہلے جو تکلیف ثواب واجر کے لیے بھیجی وہ بھی کرم بالائے کرم ہے--- حدیث شریف میں ہے کہ ایمان دار کے لیے کوئی چیز بھی نقصان دہ نہیں--- اللہ تعالیٰ صبر و سکون پر بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے---

یہاں بھی بعض افراد کو بعض اوقات تکالیف ہو جاتی ہیں، کافی اہل خانہ میں یوں ہو جانا کوئی بات نہیں--- بس نظر اس کی جانب چاہیے، وہی کافی شافی ہے---

حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر و صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و بارك وسلم''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۲۴؍صفر المظفر ۱۳۹۲ھ]

''دعا ہے کہ حضرت رب العالمین جل وعلا بطفیل اپنے محبوب مکرم ﷺ کے شفائے عاجلہ عامہ تامہ عنایت فرمائے---

و ما ذٰلك علیہ بعزیز و ھو حسبنا و علیہ توکلنا و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہ و نور عرشہ و آلہ و صحبہ وسلم''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۴؍ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۷۱ھ]

''حضرت رب العٰلمین جل مجدہٗ تمام تکالیف و مصائب و آلام سے نجات بخشے اور شر الاعداء سے محفوظ فرمائے--- اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف متوجہ رہیں،

وہی کافی وشافی ہے--- حافظ وہی ہے، جو ابدی وحی وقیوم ہے، جل مجدہ الکریم "---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۷ستمبر ۱۹۶۶ء]

"دلی دعا ہے کہ اللہ رب العٰلمین اپنے خصوصی فضل وکرم سے سب عزیزوں کو شفا بخشے اور رجا وضیاء بخشے اور دارین میں کامیابی جو حقیقی کامیابی ہے، بخشے"---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر،

محررہ ۹ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۳ھ/۱۳اپریل ۱۹۷۳ء]

مولانا حافظ فیض الرحمٰن کے والد گرامی سماحۃ الشیخ حضرت خواجہ کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ [۵۳] کا وصال ہوا، تو یہ تعزیتی خط رقم فرمایا:

فرزند عزیز مولانا الحافظ الکوثر سلمہ ربہ الاکبر

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ---

بعد از دعواتِ عافیت دارین آنکہ دنیا گزشتنی اور گزاشتنی ہے، یہاں جو بھی آیا ہے اس نے جانا ہے اور ہم سب نے ہی بفضلہٖ تعالیٰ جانا ہے--- یہ درست ہے کہ حضرت صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا وصال سخت مصیبت ہے، مگر ایسے ہی سخت مصائب میں صبر کا کرنا نہایت ضروری ہے--- رضا بالقضاء اور تسلیم شیوۂ درویش ہے--- کیا زرّیں ارشاد ہے کہ:

"درویشی ہمیں سوختن و ساختن است"

آپ صبر وسکون سے کام لیں، پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اچھا ارشاد فرمایا کہ میرے فراق جیسی مصیبت تمہیں نہیں پہنچے گی، یعنی ان کے فراق پر صبر کیا ہوا ہے تو اور کسی کی جدائی کے وقت کیوں صبر نہ کیا جائے--- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارك وسلم "---

[محررہ ۲۹ رمضان المبارک ۸۵ھ]

حافظ صاحب موصوف کے بھتیجے کی وفات پر یہ تعزیتی کلمات تحریر فرمائے:

3

''چودھری مرحوم کی وفات سے سخت صدمہ ہوا، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ---میری طرف سے حضرت صاحب قبلہ اور چودھری ابو عبدالرحمٰن محمد شریف اور عزیز عبدالرحمٰن اور عزیزہ ہمشیرہ کو تعزیت کریں اور صبر وسکون اور رضا بالقضاء کی دعا ہے، ماسوائے اس کے چارہ بھی کیا ہے---حضرت رب العالمین جل وعلا باعث شفاعت والدین بنائے اور نعم البدل عطا فرمائے''---

[محررہ ۱۲/ ماہ رمضان المبارک ۷۶ھ]

انہی حافظ صاحب کی صاحبزادی، مولانا محمد فیض المجتبیٰ کی ہمشیر کی وفات پر تعزیت نامہ تحریر فرمایا:

عزیز القدر حضرت مولانا فاضل نوجوان الحافظ

محمد فیض الرحمٰن صاحب کوثر کثر اللّٰہ تعالٰی انعاماتہ علیہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ---بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ غالباً پرسوں عزیزی مولوی عبدالرحمٰن صاحب کا مرسلہ کارڈ ملا، جس میں یہ وحشت ناک خبر درج تھی کہ صاحبزادی صاحبہ کا انتقال ہوگیا ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ --- بچے ثمرۃ القلب ہوتے ہیں، دل پر ان کی جدائی شاق گزرتی ہے، مگر یہ یاد رکھنا چاہیے لِلّٰہِ مَا اعطٰی وَلَہٗ مَا اخذ جو حدیث پاک میں ارشاد ہوا، جب خود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ کا بچہ انتقال کررہا تھا تو فرمایا اور یوں ہی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ فوت ہوا تو تعزیت نامہ میں یہ لکھ بھیجا (یعنی اس کا ہم معنی مضمون ...... منہ غفرلہ) جسے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المکاتیب'' میں تشریحاً بیان فرمایا ہے اور پھر یہ بھی حدیث پاک میں آیا ہے دَفْنُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمُکْرِمَاتِ اور قرآن کریم تو آپ کو یاد ہی ہے فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَھُمَا رَبُّھُمَا خَیْرًا مِّنْہُ زَکٰوۃً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا○ اور حدیث پاک میں ''فرط'' والا مسئلہ بھی آپ کے پیش نظر ہوگا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اضطراب اور آہ و بکا سے کوئی جانے والا واپس بھی نہیں آیا---

حالانکہ حدیث پاک نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اَلْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوابُ اور یہ بھی فرمایا اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی ---

بناءً علیہ لازم کہ صبر وسکون سے کام لیں اور گھر میں بھی وضاحت سے یہ ارشادات عالیہ بیان فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امیدوار رہیں--- پرسوں ہی لکھتا مگر خود حاضر ہونے کا خیال کرتا رہا اور اب اسی میں مصلحت دیکھی کہ لکھ دوں--- کئی وجوہ سے میری حاضری بلاوجہ بار بن جاتی ہے--- جناب حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں نیازمندانہ سلام معروض اور روضہ انور پر بھی مع طلب الدعا---

فَاَعْظَمَ اللّٰہُ اَجرَکَ وَ اَلْھَمَنَا وَ اِیَّاکَ الصَّبرَ وَ الشُّکرَ---

والسلام

الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

[محررہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۶۲ء]

ایک اور موقع پر بایں کلمات تعزیت فرمائی:

''محترمہ مائی صاحبہ کو حضرت رب العٰلمین جنت الفردوس عطا فرمائے اور ہمیں صبر وسکون سے نوازے--- دنیا کا یہی سلسلہ ہے، کوئی آتا ہے، کوئی جاتا ہے--- دین وایمان امان میں رہے تو غنیمت ہے''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۲۴؍اگست ۱۹۶۵ء]

مولانا منظور احمد شاعر نوری کے بھائی کی وفات پر انھیں تعزیتی کلمات تحریر فرمائے:

''آج مائی راجاں نے نہایت جاں کاہ خبر سنائی، فرزند عزیز قمر الدین نوری کی ناگہانی رحلت کی--- میں اس سخت ترین غم میں آپ کا برابر شریک ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حضرت رب العٰلمین مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے---

دنیا چلتی سرا ہے، اس میں یوں ہی ہو رہا ہے--- میں صبح کوشش کروں گا

کہ بستی (سیدن سائیں نزد دیپال پور [محبّ نوری]) آ کر فاتحہ پڑھوں، ورنہ پھر کوئی پروگرام بنائیں گے--- ان شاء اللہ تعالیٰ

مرحوم کی بیوہ کو خصوصی صبر و سکون کی تلقین کریں اور بچے کو پیار دیں"---

[محررہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ]

مولانا حافظ نذیر احمد نوری گوجرانوالا کے نام خط میں لکھا:

"دعا ہے حضرت رب العلمین جل مجدہٗ ہر قسم کے ابتلاء و وبا سے اپنی خاص الخاص حمایت میں رکھے اور سب مصیبتوں سے بچائے---

سب اعزہ کو درجہ بدرجہ دعا و سلام کہیں اور یہ بھی بتائیں کہ:

حقیقت میں بلا خاصہ عطا ہے
عطا پر شکر نہ کرنا خطا ہے
جو بندہ ہو کے پھر بھاگے قضا سے
ادھر جائے جدھر اس کا خدا ہے

الحمد للّٰہ علیٰ احسن قضائہٖ"---

[محررہ ۱۵ رمئی ۱۹۷۸ء]

بنام حاجی رشید احمد نوری:

"کل آپ کا ملفوفِ اضطراب ملا، حاجی صاحب! دنیا ساری محاذِ جنگ بن چکی ہے، اہل اللہ پر اس قسم کے مصائب کا آنا بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے الطاف خفیہ ہیں، پریشان ہیں مگر پریشانی پر صبر و سکون سے قابو رکھیں--- ان شاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہوگا:

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○[البقرة:۱۵۳] اور وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ [الطلاق:۳] پر نظر رکھیں"---

[محررہ یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۵ھ/ ۱۵ رمارچ ۱۹۷۵ء]

"آپ کے بھائی ابو الفضل کو کافی آرام ہو رہا ہے اور عزیزہ کو بھی

آرام معلوم ہوتا ہے--- کیا کہا جائے عربی مقولہ ہے "الاقارب عقارب" یعنی نزدیکی رشتہ دار بچھو ہوتے ہیں، بچھوؤں کی طرح ڈستے اور کاٹتے ہیں--- بس دعاؤں کی ضرورت ہے"---

[بنام حاجی رشید احمد نوری، ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ/ ۵ر مئی ۱۹۷۵ء]

"مرسلہ غم نامہ موصول ہوا، حاجی عبدالمجید صاحب کا وصال باعث غم ہوا--- دلی دعا ہے کہ اللہ رب العلمین ان کو جنت الفردوس میں بہترین جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے--- آخرِ وقت کلمہ طیبہ وشہادت پڑھتے رہے، یہ بڑی دولت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے---

اللہ تبارک وتعالیٰ صبر وسکون عطا فرمائے، وہ حکم یاد ہوگا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ایمان داروں کی جانوں سے زیادہ نزدیک ہوں، تو جو فوت ہوا ہے، اس کا مال وارث تقسیم کرلیں اور اگر کوئی چیز ضائع ہونے والی ہو تو مجھے بلالیں، پس اگر کوئی ایسی چیز ہے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلالیں، اجازت ہے اور ہمارا ایمان بھی ہے، اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں--- صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی صحیح حدیث ہے--- پندرہ قرآن شریف کا ثواب آپ کے ملک کرتا ہوں، انھیں بخش دیں"---

[بنام حاجی رشید احمد نوری بھٹی، محررہ ۱۲ر مئی ۱۹۸۲ء]

مولانا منظور احمد شاعر نوری (قصور) کے پاس ایک حافظ صاحب رہتے تھے، وہ اچانک چھوڑ کر چلے گئے تو انھیں تسلی دی:

"بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ مرسلہ ملا، حافظ جان محمد کے جانے کا افسوس ہوا، مگر طلباء کا یہی وطیرہ ہے، زیادہ پریشان نہ ہوں--- وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کا بدل نہیں، وہ یاد رہے تو سب کچھ ہے"---

[محررہ ۱۲ر مئی ۱۹۶۸ء]

پند و نصائح

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ---[صحیح مسلم، کتاب الایمان]

''دین خیر خواہی کا نام ہے''---

خصوصی محبت اور پر خلوص تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ حلقۂ احباب میں سے اگر کسی کے افعال و کردار میں کمزوری نظر آئے تو حکیمانہ انداز سے اسے خبردار کر دیا جائے--- حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں پند و نصائح کا ایک جہان نظر آتا ہے، اخلاص کی چاشنی سے بھرپور یہ کلماتِ خیر مفید خاص و عام ہیں--- ذیل میں اہل خانہ سے حسن سلوک اور دیگر معاملات کے حوالے سے نصیحت آمیز کلمات سے مزین آپ کے مکتوبات سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

اہلِ خانہ سے حسن سلوک

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں اہل خانہ، بالخصوص والدین اور بہن بھائیوں سے حسن سلوک کا سبق ملتا ہے---مولانا قاری مسرور احمد (ملتان) کے نام تحریر فرمایا:

''آپ کا ملفوف مرسل خوشی کا پلندہ تھا، اللہ آپ کو خوش رکھے اور سایہ مادری سر پر دراز رکھے اور زیادہ سے زیادہ نیکی دعائیں حاصل کرنے کی توفیق بخشے--- معاملہ بڑا ہی نازک ہوتا ہے مگر آسان بھی بڑا ہے--- والدہ کی خوشی اور شاباش کی طرح والدہ کا ڈانٹنا بھی محسوس ہو، تب بات بنتی ہے--- اپنی نفسانیت مارنے سے یہ دولت ملتی ہے--- میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں والدہ کی خوشنودی کا دائمی تاج پہنائے--- آمین یا رب العٰلمین''---

[محررہ ۱۲/دسمبر ۱۹۷۸ء]

4

مولانا مسعود احمد نوری، شیخ فاضل کو تاکید فرمائی:

''اپنی والدہ اور دادی جان کی خدمت اور دل جوئی اور چھوٹے بہن بھائیوں سے پیار اور محبت وشفقت رکھا کریں''---

[محررہ ۴؍جنوری ۱۹۷۲ء]

حکیم مولانا امیر علی نوری کراچوی [۵۴] کو نصیحت فرمائی:

''آپ کے گھریلو معاملات کیسے ہیں؟---تعددِ ازواج مصائب کا ذریعہ بنتا ہے---کسی ایک بیوی کی محبت یوں غالب نہ آنے پائے کہ دوسری کی حق تلفی ہو اور بچے بے کس اور بے بس ہو کر آوارہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسی مصیبتوں سے بچائے''---

[محررہ ۱۲؍جون ۱۹۷۶ء]

حاجی سکندر علی نوری [۵۵] کے نام تحریر فرمایا:

''نماز پنج گانہ اور تہجد کا خیال آپ کے اہل خانہ بھی رکھیں اور اورادو وظائف پورے کرتے رہیں''---

[محررہ ۲۱؍اگست ۱۹۷۲ء]

کلماتِ نصیحت

اہلِ خانہ سے حسنِ سلوک کی طرح دیگر معاملات میں بھی نصیحت آمیز کلمات آپ کے مکتوبات میں ملتے ہیں---مثلاً مشتاق احمد عاصی، سکنہ دوست پورہ (کھڈیاں) ضلع قصور کو تنبیہ کی:

''آپ اپنا تخلص کوئی اور بنائیں---مومن عاصی نہ کہلوائیں، حدیث پاک سے ایسے ناموں کا ممنوع ہونا ثابت ہے''---

[محررہ ۱۴؍محرم الحرام ۱۳۹۵ھ/ ۲۷؍جنوری ۱۹۷۵ء]

آپ کے ایک شاگرد مولانا منظور احمد ربانی نوری[۵۶] نے حضرت فقیہِ اعظم کے نام ایک خط میں اپنا لقب ''راہب'' لکھا، تو ان کے بارے میں تنبیہ کے طور پر تحریر فرمایا:

''ہاں منظور احمد کا تخلص راہب غلط ہے ''لا رہبانیۃ فی الاسلام'' کے خلاف ہے، لہٰذا فوراً توبہ کریں''---

[مکتوب بنام مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری، محررہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۲ء]

چنانچہ انھوں نے اپنا لقب ربانی رکھ لیا---

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے نام تحریر فرمایا:

''ہاں ایک نہایت ضروری امر ہے، جس کا ہر وقت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا چاہیے، وہ ہے عجب یعنی خود بینی---یعنی اپنے کام کو پسند کرنا کہ میں بڑا نیک ہوں--- بلکہ تواضع، فروتنی اور پستی اختیار کرنی چاہیے---ہاں جو نیک کام مولیٰ تعالیٰ کے فضل سے نصیب وقت ہو تو اس پر خوش ہونا اور شکر کرنا یا اپنے مربی کی خدمت میں عرض کرنا کہ اس کی خوشی کا باعث ہو یا ایسے شخص سے بیان کرنا کہ سن کر وہ بھی پیروی کرے گا، اچھا ہے، مگر پھر بھی اسی توفیق دینے والے کی طرف نظر رہے کہ حسنِ نیت اور حسنِ قبول سے نوازتا رہے، یہ ایک بڑا سخت اور اہم مسئلہ ہے--- میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقے آپ کو یہ مسئلہ بھی سمجھا دے حقیقۃً حقیقۃً---اس لیے کہ رسمی طور پر جاننا کافی نہیں''---

[۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ]

مولانا حاجی غلام حسین نوری کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو انھیں تحریر فرمایا:

''سرور ہوا کہ مولا رب العلمین نے ایک اور موہبتِ خاصہ سے نوازا--- دعا ہے کہ نیک عمل و نیک نصیب و باعصمت ہو اور والدین و خاندان کی عزت و آبرو بنے''---

[محررہ ۲۷ر اگست ۱۹۶۸ء]

اسی سلسلہ میں انھیں ایک اور مکتوب میں تحریر فرمایا:

''آپ کا مرسلہ لفافہ ملا، لڑکی بھی ہبہ (عطیہ الٰہی) ہے لڑکے کی طرح، بحکم القرآن الکریم --- نیز (آپ کے خط میں) بیماری اور قدرے صحت کا ذکر تھا --- بیماری بھی رحمت ہے اور صحت بھی --- وہ راضی ہو جائے تو سب غنیمت ہے، ہاں یہ بھی ہے کہ صحت میں عبادت زیادہ ہو سکتی ہے مگر اس میں بھی رضا شرط ہے ---

بہر حال دعا کرتا ہوں کہ تمھیں خصوصی مقبولیت کا تاج پہنائے اور باعث رشد و ہدایت انام بنائے'' ---

[بنام مولانا حاجی غلام حسین نوری، ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۸ء]

حاجی رشید احمد نوری کو نصیحت فرماتے ہیں:

''مرسلۂ اضطراب آیا، دعا ہے اور دعا بھی دلی کہ اللہ رب العالمین محبوب برحق کے صدقہ سب معاملہ سلجھائے اور گلو خلاصی عطا فرمائے --- پریشان نہ ہوں، تصبّر کریں، یعنی تکلیف سے صبر کی شکل بنائیں اور صابروں کا رنگ اختیار کریں تو صبر نصیب ہوگا اور صبر مفتاح الفرج یعنی کشائش کا دروازہ ہے --- حدیث شریف میں ہے:

وَ مَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ ---

اور یہ فریاد اور استغاثہ صدق دل سے کیا کریں --- وہ مبارک فریاد ہے:

قَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ---

(ترجمہ) کم ہو گیا (ختم ہو گیا) حیلہ میرا، حالانکہ آپ میرے وسیلہ ہیں، بچاؤ مجھے اے میرے سید یا رسول اللہ ---

یہ (استغاثہ) کثرت سے بالحاح وزاری آہستہ آہستہ پڑھا کریں'' ---

[مئی ۱۹۷۵ء]

''بعد از دعواتِ عافیت دارین و گلو خلاصی از مقدمات آنکہ درود شریف اور استغفار کثرت سے کیا کریں، بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ نجات مرتب ہو گی'' ---

[بنام حاجی رشید احمد نوری، ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ/ ۲۴ر مئی ۱۹۷۵ء]

''دلی دعا ہے کہ اللہ رب العلمین اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ کرم فرمائے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے بچائے--- واقعی یہ بڑی پریشانی ہے، اللہ رب العلمین دور فرمائے---

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

مصیبت آتی ہے تو وقت لے کر آتی ہے، اگر کوئی چاہے کہ نصف شب ہی صبح ہو جائے تو صبح اپنے وقت پر ہی ہونی ہے، لہٰذا صبر و تثبت سے کام لینا چاہیے، اللہ تعالیٰ حل فرمائے گا اپنے فضل و کرم سے--- وہ دعا ضائع نہیں کرتا''---

[بنام حاجی رشید احمد نوری، ۵ ربیع الاوّل ۱۳۹۵ء]

تہنیت

غم کی طرح خوشی کے مواقع پر بھی اپنے عزیزوں اور تلامذہ و مریدین کو خوشی میں شامل کرتے، انہیں تہنیتی خط لکھتے اور مبارک باد دیتے--- راقم کی نسبت طے ہوئی تو اپنے بھانجے قاری مسرور احمد کو لکھا:

''مولوی محمد محبّ اللہ کے لیے نامزدگی رشتہ کی خوشی میں سو من سے زیادہ جلیبی بنوائی تھی، جو طلباء و احباء اور مقامی گھروں میں تقسیم کی ہے--- رہ رہ کر آپ کا خیال آتا ہے، مائی صاحبہ (قاری صاحب کی والدہ اور حضرت کی ہم شیر جنھیں آپ عمر میں چھوٹی ہونے کے باوجود مائی صاحبہ کہا کرتے [محبّ نوری]) کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ ہماری پیاری والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ کہا کرتی تھیں:

لسی وچہ رول سجناں دی سمہال

کہ خواہ تھوڑی ہی چیز ہو مگر یاد کرنا چاہیے اور علماء کہا کرتے ہیں:

''تبرک آں ست کہ از گلو فرو رود''---

لہٰذا یہ بہت تھوڑا سا حصہ اس جلیبی کا ملفوف کر کے بھیجتا ہوں، امید کہ مائی صاحبہ بہت پسند کریں گی"---

[۲۱ر دسمبر ۱۹۷۸ء]

آپ کے تلمیذ رشید اور مرید خاص حضرت مولانا زید احمد نوری (میاں چنوں) کی درخواست حج منظور ہونے پر انھیں تہنیتی کلمات تحریر فرمائے:

"حضرت زید زید عشقه و حبه و لبه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---مبارک باد صد مبارک باد---

آج اسی مجلس میں کراچی کے اخبار جنگ ۶ر رمضان المبارک، بروز بدھ میں پانچ سالوں یا زائد سالوں کے رہے ہوؤں میں، جو کامیاب ہوئے ہیں، ان میں آپ کا نام آ گیا ہے---

للّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد زِ پس پردۂ تقدیر پدید
طُوبٰی لَكَ یَا زَیدُ زَادكَ الْمَولٰی
حُبُّ الْحَبِیْبِ الْاَنْوَرِ اَبَدًا

صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و علٰی آله و اصحابه ابدا ابدا"---

[مکتوب محررہ ۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۷۱ء]

ایک اور مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا:

طُوبٰی لَكَ یَا زَیدُ زَادكَ الْمَولٰی
فَقَد دُعِیتَ الَی الْمَقصَدِ الْاَسنٰی

[مکتوب محررہ ۹ر رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ]

قاری مسرور احمد (ملتان) کے ہاں صاحبزادہ تولد ہوا تو انھیں مبارک باد دی اور بچے کے لیے علم و عمل بلکہ مدارج تصوف میں صحو تام حاصل ہونے اور سہو و سکر سے محفوظ رہنے کی دعا دی:

فرزند عزیز ابوالمنظور سلمہ ربہ الغفور

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ---

الحمد للّٰہ بشارت نامہ عنبر شمامہ آیا، سب خورد و کلاں کو مسرور الوقت بنایا اور خصوصی خوشی کی مخصوص مسرت رگ و پے میں سرایت کرگئی--- نام منصور احمد تجویز کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ عالم و عامل و مکمل فاضلِ علم ظاہر و باطن پر حاوی اور حضور محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت سے مخمور صاحب صحو تام بنے اور سہو خام سے محفوظ رہے--- اللھم آمین ثم آمین

مائی صاحبہ کو سب کی طرف سے اور مسرور احمد کی نانی کی طرف سے صدہا مبارک باد---

[محررہ ۸ ررمضان المبارک ۱۳۹۵ھ]

یہ صاحبزادہ تقریباً چھ سال کی عمر میں وفات پا گیا، جس پر بہت صدمہ ہوا، چند ماہ بعد ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، تو یہ تہنیتی کلمات لکھے:

عزیز القدر مولانا الحاج قاری مسرور احمد صاحب قمری سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ---

بعد از دعوات عافیت دارین کہ آج دوپہر کے وقت بشارت نامہ عنبر شمامہ عید کے چاند کی طرح نیا ملا، بے حد خوشی ہوئی، اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہزارہا احسان ہیں، جو ہمارے اوپر دن رات لگاتار برسارہا ہے---

ہاں! چودھری عبدالرزاق صاحب نوری کے گھر بھی لڑکا پیدا ہوا ہے، جس کا نام میں نے ہی رکھا تھا، عبدالقادر، جو انھوں نے رکھ لیا ہے---

اس نومولود بچے کا نام مبرور احمد بھی بڑا پیارا ہے، یہ رکھ لیں یا منصور احمد ہی رکھیں تو وہ بھی بہتر ہے--- مائی صاحبہ سے مشورہ کرلیں--- ہاں! محمد کا اضافہ کرلیں یعنی محمد مبرور احمد یا محمد منصور احمد نام ہو، اللہ تعالیٰ برکت فرمائے گا---

[محررہ ۲ رنومبر ۱۹۸۲ء]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کو صاحبزادے کی ولادت پر تہنیتی خط لکھا:

"آج صبح بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ بشارت نامہ موصول ہوا، سب فرح وسرور کے کیف میں مجھے مبارک باد دینے لگے--- دعا ہے کہ حضرت رب العٰلمین جل مجدہٗ عزیز نو مولود کو سراپا مسعود اور محمود الصفات بنائے اور علم و حلم اور عمل علو سے ممتاز فرمائے اور اپنے ہی لیے اطوار و عادات و اشغال میں لگائے کہ وہ عزیز سب کمالات اپنائے---

عزیز کا نام محمد فضل الحبیب یا محمد فیض الرحیم تجویز کرتا ہوں، دوسرا اس لیے لکھا ہے کہ باقی سب اسماء میں "فیض" ہے، تو مناسب ہے--- ھٰذا من مشورۃ المحب---

[محررہ ۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ/ ۶ر جون ۱۹۷۴ء]

مولانا سید احمد نوری کے نام خط کا ایک اقتباس:

"مرسلہ بشارت نامہ ملا، بڑی خوشی کا باعث ہوا--- اللہ رب العالمین نے بڑا فضل فرمایا کہ فرزند عطا فرمایا--- دعا ہے کہ اللہ رب العٰلمین طویل العمر اور کثیر العلم اور ماں باپ کا فرماں بردار، متقی اور پرہیزگار بنائے--- نام فیض محمد تجویز کرتا ہوں--- میری طرف سے گود میں اٹھا کر پیار دیں"---

[محررہ ۸ر نومبر ۱۹۷۵ء]

مولانا ابو الفیض علی محمد نوری کے ہاں کئی صاحبزادیوں کے بعد فرزند پیدا ہوا، ولادت کی اطلاع ملتے ہی انھیں مبارک باد کا فی البدیہہ عربی مکتوب تحریر فرمایا--- اقتباس ملاحظہ ہو:

"الحمد للّٰہ الّذی ارسل الریاح بشراً نشراً بین یدی رحمتہ، ثم ارسل الرحمۃ و روحاً و ریحاناً بمنہ و کرمہ و رأفتہ، و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی رحمتہ الخاصۃ علی الخاصۃ و العامۃ و آلہ وسلم، امّا بعد فقد جآء البشیر بسلطان البشارات، لسبع ساعات مضت، بعد صلاۃ العشاء الاولٰی، فجعلنا مسرور القلوب مزیل الکروب، واللّٰہ قد جآء

عید بعد العیدین ، یجعلہ ربہ تعالٰی عید الاعیاد ابدا الآباد

اما الاسم فقد نذرتَ بامری التسمیۃ باحب الاسماء علی الاطلاق اعنی "محمدا" نعم ازید علیہ استلذاذا "وھاجا" لقبہ "فیض النصیر" تصحیح "ابی الفیض" من حیث الظاھر و النسب و ایضاً اذا الف الملقب مع اللقب ای "محمد وھاج فیض النصیر" حصل التاریخ الاسلامی ---

۱۳۷۸ھ

و قبلوا وجہ ابنی الوھاج جعلہ ربہ تعالٰی سراجًا وھاجا علٰی منھاجہ وھاجا" ---

[محررہ ۲۴ر شوال المکرّم ۱۳۷۸ھ]

دعوات صالحہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ --- [البقرۃ:۱۸۶]

اور حدیث پاک ہے:

الدعاء سلاح المومن --- [المستدرک، کتاب الدعاء]

"دعا مومن کا ہتھیار ہے" ---

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تلامذہ و مریدین کو دعاؤں سے نوازتے ہیں، چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"دعا ہے کہ اللہ رب العلمین مقدمہ میں فیصلہ ہمارے حق فرمائے، اگر ہمارے لیے بہتر ہے تو، ورنہ ہر مضردارین سے بچائے" ---

[بنام حاجی رشید احمد نوری، ۱۹ر جنوری ۱۹۸۰ء]

انہی حاجی رشید احمد کے نام ایک اور گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

''دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا اور تمام (ایمان داروں) کا خاتمہ بالخیر و بالایمان الکامل فرمائے اور تمام پریشانیوں سے بچائے''---

[۹/اگست ۱۹۷۷ء]

مولانا الحاج غلام حسین نوری کے نام:

''دعا ہے کہ صحت و اطمینان و فراغ قلب و غنی القلب سے نوازے جائیں اور ایسے بنیں کہ رضا اللہ تعالیٰ شامل حال ہو''---

[محررہ ۲۵/ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۳ھ/ ۷/مئی ۱۹۶۴ء]

''بعد از دعوات عافیت دارین آں کہ آج کی ڈاک سے تشویش ناک خبر لے کر آپ کا لفافہ آیا، دعا ہے کہ حضرت رب العلمین جل مجدہٗ اعدائے دین کو خائب و خاسر کرے اور آپ کو تمام پریشانیوں سے بچائے --- ان شاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی، کرم ہی کرم ہوگا --- آپ ہر نماز کے بعد اوّل آخر درود شریف اور ۲۵۰ مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیلُ○ پڑھنا شروع کردیں''---

[۱۵/مارچ ۱۹۶۷ء]

''اللہ تبارک و تعالیٰ فضل کرے اور آپ کا سایہ صحت سے دراز فرمائے اور ثنا خوانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سرکار کے محبوب اعظم رضی اللہ عنہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے --- اللہ تعالیٰ خیر کرے اور آپ کی والدہ صاحبہ کو بھی صحت بخشے --- والدہ کا سایہ سایۂ رحمت، سایۂ جنت ہے''---

[بنام حاجی غلام حسین نوری، ۹/مارچ ۱۹۸۲ء]

''آپ نے اپنے والد صاحب کا تازہ پتا نہیں بھیجا حالانکہ آپ کے خط آنے سے پہلے ایک لفافہ عیادت کا بھیج چکا ہوں --- دعا کہ اللہ رب العلمین انھیں جلد از جلد صحت تامہ سے نوازے اور تمام پریشانیوں سے بچائے یا حقیقی شفا عطا فرمائے اور ایمان کامل کے ساتھ اس قید خانہ آب و گل سے آزاد فرمادے''---

[بنام مولانا ابو الفیض علی محمد نوری، محررہ ۹/جولائی ۱۹۷۰ء]

''دعا ہے کہ ظاہری و باطنی پیچوں اور پیچشوں سے محفوظ کرے اور رکھے---
مولیٰ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے فیض ہی فیض بنا دے''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ]

بنام مولانا محمد منشا تابش قصوری:

''دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العلمین تمہیں اپنا خصوصی منظور بنائے اور بارگاہِ سید المحبوبین ﷺ میں خصوصی منظوری اور خاص الخاص حاضری بخشے، جو منشائے عشاقِ حقیقیہ کا عین مطلوب ہے''---

[محررہ ۲۷؍ماہ رمضان ۱۳۸۲ھ/ ۲۲؍فروری ۱۹۶۳ء]

''آپ سب حضرات کے لیے دعائیں کر رہا ہوں--- میں اپنا کام کر رہا ہوں، آپ اپنا کام ہمت سے کریں''---

[بنام مولانا محمد منشا تابش قصوری، محررہ ۱۲؍اپریل ۱۹۶۴ء]

مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب ان دنوں دار العلوم میں زیرِ تعلیم تھے، ان کے نام درج بالا مکتوب کے حاشیہ میں راقم کے نام خط میں رقم فرمایا:

''حضرت رب العلمین تمھیں علم و عمل سے نوازے اور قبول خاص الخاص سے ممتاز فرمائے--- لکھنے پڑھنے میں لگاتار مشغول رہا کریں''---

[بنام راقم محمد محبّ اللہ نوری، محررہ ۱۲؍اپریل ۱۹۶۴ء]

''مولیٰ تبارک و تعالیٰ آپ کے ظاہر و باطن کے لیے شفاء عاجلہ غیر آجلہ دیرپا عطا فرمائے اور آپ کے والد صاحب کی بصارت ظاہرہ و باطنہ درست و توانا فرمائے اور ہمیں اپنے محبوب طالب و مطلوب ﷺ کے پیارے پیارے سبز روضہ کی زیارت و گدائی سے سرسبز و بانوا بنائے--- آمین ثم آمین

اللّٰھم ارزقنا شھادۃ صادقۃ کاملۃ مع الایمان و الایقان والاطمینان فی بلد محبوبك الانور آمین یا ارحم الراحمین---

[بنام مولانا صوفی ابوالوفا محمد اسماعیل، تاریخ ندارد]

''دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کتابیں عطا فرمائے اور مطالعہ اور مفہوم تک پہنچنے کی توفیق بخشے اور اپنے پاک گھر کا حج اور در پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ایمان و اخلاص اور قبول خاص سے عطا فرمائے--- میرے لیے بھی دعا کرتے رہیں---

ہوائی جہاز سے حاضری کی درخواستیں دی ہوئی ہیں، شوال المکرّم کے اخیر میں ہی ان شاء اللہ تعالیٰ روانگی ہوگی--- اللہ تعالیٰ دین متین کی صحیح خدمت اور محبت خاصہ عطا فرمائے اور استقامت والا بنائے، والسلام''---

[بنام مولانا منظور احمد ربانی نوری، محررہ ۲ر شوال المکرّم/ ۲۷ر ستمبر ۱۹۷۶ء]

''دعا کرتا ہوں کہ شب خیزی کی سستی دور ہو اور صحت درست اور ظاہر و باطن کی کامیابیاں اور لائق و فائق ''غلام رسول'' عنایت ہو''---

[بنام مولانا منظور احمد شاعر نوری، محررہ ۲۰ر مئی ۱۹۷۱ء]

(دعا قبول ہوئی اور مولانا شاعر نوری کے ہاں صاحبزادہ تولد ہوا تو حضرت نے اس کا نام غلام رسول تجویز فرمایا--- [محبّ نوری])

''دعا ہے کہ جس طرح چاہتا ہوں، جیتے جی اپنی آنکھوں سے تمہیں یوں دیکھ لوں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، ۲۱ر شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ]

دل جوئی

حضرت فقیہ اعظم اپنے مریدین و تلامذہ کی حوصلہ افزائی فرماتے، دینی کاموں میں رکاوٹوں اور لوگوں کی بے اعتنائی سے بددل ہو کر یاس و قنوط کا شکار ہونے والے کو تسلی و تشفی آمیز کلمات سے جذبہ عمل اور ولولہ تازہ پیدا کرتے--- ان کے مکتوبات میں جابجا دل جوئی اور دل داری کے کلمات ملتے ہیں---

''یہ ٹھیک ہے کہ زمانہ کے لوگ اکثر شورش پسند ہیں اور جابجا بے جا شورشیں برپا ہیں، ہمت نہ ہاریں، حوصلہ سے کام کرتے جائیں، دلوں کا پھیرنا اسی کا کام ہے، جس نے دل دیے ہیں''---

[بنام حاجی غلام حسین نوری، محررہ ۲رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ/ یکم نومبر ۱۹۶۲ء]

حضرت کے ایک تلمیذ رشید اور مرید سعید مولانا صابر علی نوری وٹو نے ایک عریضہ میں لوگوں کے معاندانہ رویوں اور دینی کام میں رکاوٹوں سے پریشان ہو کر مایوسی اور بددلی کا اظہار کیا تو جواباً تحریر فرمایا:

''عزیز القدر عزیزی مولانا صابر علی خاں صاحب

سلمہ ربہ تعالیٰ و نصرہ علیٰ جمیع اعدائہ نصرا

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ: بعد از دعواتِ عافیتِ دارین آنکہ مدت کے بعد تمہارا خط پہنچا، اچھا ہے وہیں دین کی خدمت کرو، اللہ تعالیٰ حق کو فتح عطا فرمائے---

............آپ آئندہ کے لیے بھی بالکل مضبوط رہیں کہ یقیناً سچ پر ہیں، مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیے، کام چھوڑنے سے مخالفت ہر گز نہیں چھوڑتی، جو بھی نیا کام کرو گے، حتیٰ کہ ہل چلاؤ گے تو پھر بھی مخالفت ہو سکتی ہے، جو وٹوؤں کا قومی کام ہے--- ان شاء اللہ تعالیٰ دعائیں پہنچتی رہیں گی''---

[محررہ ۵رشعبان المعظم ۱۳۸۹ھ، مشمولہ فتاویٰ نوریہ، جلد ۲، صفحہ ۶ - ۱۱۵]

تلامذہ کی دل جوئی کے حوالے سے چند مکتوبات کے اقتباسات ملاحظہ ہوں:

''میں تمہیں شمس ہی دیکھنا پسند کرتا ہوں--- عالی ہمت اور عالی خیال، عالی حوصلہ، عالی اخلاق بننا ہی پسند بارگاہ عرش پناہ ہے--- ان اللہ یحب معالی الامور.................---

اپنا، اپنے دار العلوم، اپنے پیارے باپ کا وقار قائم رکھنا بھی تمہارا فریضہ ہے''---

[بنام مولانا عبد الخالق شمس [۵۷]، محررہ ۲۷رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ]

''دن، رات لگا تار حسب الا ستطاعت پورے اخلاص اور تندہی سے اپنا کام جاری رکھا کریں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۲۷؍شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ]

''آپ یہ خط دیکھتے ہی دیپال پور کے لیے فوراً واپس آجائیں اور کسی قسم کا فکر ہرگز نہ کریں، حالات بالکل ہمارے حق میں ہیں، وہم وظن بالکل ترک کردیں--- بس یہ میرا حکم ہے، جس کی تعمیل آپ پر لازم ہے اور کوئی عذر مسموع نہیں''---

[بنام مولانا قاری حافظ عبد الستار نوری[۵۸]، محررہ ۱۸؍جنوری ۱۹۷۶ء]

''آج جب کہ فقیر آپ کے لیے سراپا انتظار تھا، چودھری محمد دین صاحب آپ کا خط لے کر آئے--- بڑی تکلیف ہوئی اور دلی دعا ہو رہی ہے کہ آپ جلد از جلد صحت کاملہ حاصل کر کے خیریت سے آملیں--- میں آپ کو صرف ایک طالب علم ہی تصور نہیں کرتا، بلکہ خصوصی فرزند ارجمند جانتا ہوں اور اہل محبت کا قول ہے:

دیدن روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند

یہ ایک تعویذ میں دے رہا ہوں اور ایک صدر صاحب کو کہا ہے کہ درد کے لیے لکھ دیں، وھو الشافی الکافی و علیہ التکلان---تعویذ گلے یا بازو پر باندھیں''---

[بنام مولانا محمد منشا تابش قصوری، محررہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۶۴ء]

حضرت کے ایک نہایت متدین اور صالح مرید حاجی رشید احمد نوری نے مدینہ منورہ میں ملازمت اور خاتمہ بالخیر کی دعا کی درخواست کی، تو آپ نے انھیں تسلی آمیز خط لکھا:

''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں آپ کو ملازمت عطا فرمائے اور ایمان کامل پر خاتمہ تک قائم رکھے اور بالخیر خاتمہ ہو--- ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ بڑا اچھا ہوگا---حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بڑے غریب نواز ہیں، اپنے مریدوں پر بڑی نظرِ کرم رکھتے ہیں''---

[۸؍اپریل ۱۹۷۸ء]

''آپ کی وہ پریشانی، اس کے لیے تسلی رکھیں کہ حضرت رب العلمین جل مجدہ کے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، جو سراسر حق وصداقت ہی ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ---

''ہر آدمی جس کے ساتھ محبت کرے، اس کے ساتھ ہی ہے''---

تو کیوں پریشان ہوتے ہو؟---ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ساتھ رہے گا اور پکا رہے گا--- یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہے، دیکھو مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۲۶/ اور وہاں اس کے ہم معنی اور حدیثیں بھی ہیں---اب امید کہ پوری تسلی وتشفی ہو جائے گی---واللہ باللہ تاللہ آپ کا ارشاد برحق ہے اور ظاہر ہو کر رہتا ہے''---

[۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ/ ۱۹/ جنوری ۱۹۸۰ء]

ان ہی حاجی رشید احمد نوری صاحب نے بچی کی شادی کے سلسلے میں پریشانی کا اظہار کیا، تو ان کلمات سے ان کی دل جوئی فرمائی:

''دعا ہے کہ ہر مشکل مرحلہ باحسن وجوہ حل ہو اور شادی خیر وخوبی سے ہو--- ان شاء اللہ تعالیٰ شادی حقیقۃً شادی ہوگی---حضور سیدی مرشدی مولائی السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے مدد مانگ لی ہے، جو ضرور کریں گے---ان شاء اللہ

آپ کا ارشاد ہے:

''میرا ہاتھ مرید کے سر پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر''---

رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا---

[۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ/ ۱۹/ جنوری ۱۹۸۰ء]

بنام ملک شفقت محمود نوری:

''حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ہمارے پیر ہیں، پورا یقین رکھنا چاہیے کہ کرم فرماتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کام ضرور بنے گا''---

[محررہ ۲۰/ اپریل ۱۹۸۰ء]

بنام مولانا ابوالاسد محمد اللہ دتہ، پاک پتن شریف:

''آپ بالکل بے فکر رہیں، میں نے اپنے ملجاؤ ماویٰ حضور سیدی سندی الشیخ عبدالقادر الجیلی قدس سرہ سے عرض کیا ہوا ہے، بس اتنا ہی کافی ہے، خوش رہیں اور خوش ہوں، ان کا ارشاد گرامی نامی ہے کہ:

مُرِیْدِیْ اِن لَمْ یَکُنْ جَیّدًا و انَا جَیِّدٌ---

میں اس لحاظ سے کچھ عرض کر لیتا ہوں اور وہ سنتے ہیں--- فالحمد للّٰہ اوّلاً و آخرا ظاھراً و باطنًا''---

[محررہ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ]

اشتیاق ملاقاتِ اعزّہ

آپ اپنے تلامذہ و مریدین پر حد درجہ شفیق تھے، انھیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتے تھے--- چند اقتباسات جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی روحانی اولاد کی ملاقات کا کتنا اشتیاق تھا:

''آپ کا مرسلہ موصول ہوا، کوائف مندرجہ سے آگاہی باعث تشویش بنی، دعا ہے کہ حضرت رب العالمین ان ''تشاویش'' سے حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ محفوظ فرمائے اور دل مضبوط اور تندرستی عطا فرمائے--- اگر توانائی ہو جائے اور آنے کی ہمت کر سکیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ملنے سے بڑی خوشی ہو گی اور اگر آرام مطلوب ہو تو آرام کریں کہ آپ کی صحت اور توانائی کی بڑی ضرورت ہے--- بس آپ کا ایک خط مل گیا تو نصف ملاقات ہو گئی، ایک اور خط بھیج دیں تو پوری ملاقات ہو جائے گی''---

[بنام مولانا غلام حسین نوری، محررہ ۳ر ستمبر ۱۹۸۱ء]

''آپ نے یہ منی آرڈر بھیجا، فیس پوری ادا کی مگر کوپن پر خیریت بلکہ سلام تک بھی نہ لکھا، اس کا کیا سبب ہے؟--- دیکھیے بیٹا! میں بھی ترکی بہ ترکی

یوں کر سکتا تھا کہ یہ صرف رسید ہی بھیج دیتا مگر دل نے گوارا نہیں کیا تو پورا خط لکھ رہا ہوں، اب آپ کو یہ جرمانہ کرتا ہوں کہ خط نصف الملاقات نہیں لکھا تو مکمل ملاقات کر جائیں، جلدی جلدی آئیں“---

[بنام مولانا محمد حسن نوری[۵۹] محبّ حضور، محررہ ۲۶ر جولائی ۱۹۷۷ء]

”خط سے بڑا اسرور ہوا کہ آپ کا دل بہت اداس ہوگیا ہے مگر اجازت کیوں مانگتے ہو، یہ مجھے اچھا نہیں لگا کہ اجازت نہ دوں تو نہیں آؤ گے؟--- تمہیں ہر حال میں جلد از جلد آنا چاہیے---

خواہ میں محبت یا عتاب، جس کے ضمن بھی محبت ہی ہو، کچھ کہوں، تعجب ہے کہ تم عمر بھر محبّ رہنے کے باوجود رموزِ محبت سے آشنا نہ ہو سکے“---

[بنام مولانا محبّ حضور، محررہ ۹ر رمضان المبارک ۸۷ھ/۱۲ر دسمبر ۱۹۶۷ء]

”دل واقعی بڑا چاہتا ہے کہ ملیں، مگر آپ کی مصروفیات بھی معلوم ہیں--- کوئی بات نہیں، دل کا ملاپ ہی کافی ہے--- میری کم فرصتی تو آپ کو معلوم ہی ہے، لہٰذا میرا آپ کے پاس آنا مشکل ہے، بلکہ تعجب ہے کہ خط کو بھی دیر ہو جاتی ہے--- حاجی صاحب! اصل محبت دل کی ہے، جو بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہے--- وہاں (مدینہ منورہ میں) بھی آپ کے لیے دعائیں کرتا رہا اور یہاں بھی ہوا کرتی ہیں--- والحمد للہ ربنّا العظیم“---

[بنام حاجی رشید احمد نوری، محررہ ۳۱ر جنوری ۱۹۷۸ء]

”آج کی ڈاک سے ملفوف مرسل ملا، جو باعث سرور بنا، کیونکہ الخط نصف الملاقات--- اور پھر خیریت کی خبر بھی آگئی--- دعا ہے کہ حضرت رب العلمین نزلہ وغیرہ عوارض ونوازل دور فرمائے اور صحت وسکون سے ملائے اور یوں بھی خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب ہی ملنے آرہے ہیں--- کئی دنوں سے دل ملنا چاہتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ اور ابوالفیض صاحب مل کر جاتے ہیں تو جلدی ہی پھر ملاقات کا اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے:

ع: دیدن روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند

[بنام مولانا حاجی غلام حسین نوری، ۷ر ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ/ ۲۵ر دسمبر ۶۶ء]

''آپ لوگوں سے ملنا ہمیشہ پسند رہتا ہے، آپ ملا کرتے ہیں تو میرا دل بھی چاہتا ہے کہ کبھی جا کر میں بھی ملا کروں کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ''---

[بنام مولانا ابوالفیض علی محمد نوری محررہ ۳۱ر مئی ۱۹۷۰ء]

دینی تعلیم کی ترغیب

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اہل ایمان سے خیر خواہی کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے، چنانچہ اپنے حلقہ احباب، خصوصاً علماء کرام کو خیر خواہی کے پیش نظر توجہ دلاتے کہ وہ اپنی اولاد کو عالم دین بنائیں--- چنانچہ علاقہ کے بہت بڑے زمیندار اور جید عالم دین مولانا نصیر الدین رکن پوری حضرت کے والد گرامی خواجہ ابوالنور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کے لیے گئے تو انھیں بڑے حکمت بھرے انداز میں تحریر فرمایا:

''آپ ایسے متبرک محل اجابت میں ہیں، فقیر کے لیے اور اپنے لخت جگروں کے متعلق دعا فرمائیں کہ آپ کے فرزندوں میں سے کوئی تو عالم دین بن جائے، مجھے یہ خیال بڑا رہتا ہے--- آپ کے فرزند نیک خیال ضرور ہیں، مگر ان کا میلان اب تک انگریزی کی طرف ہی ہے---

یہ لفظ بطور اَلدِّیْنُ النُّصْحُ لکھے ہیں، امید کہ صحیح محمل پر محمول فرمائیں گے''---

[محررہ ۲۷ر ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۶۷ھ]

دعوتِ خیر

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ دینی تبلیغ کی ضرورت سے آگاہ تھے، وہ چاہتے تھے کہ لوگوں کے

دلوں میں دین اور علماء دین کی محبت اور فہم دین کا شعور پیدا ہو---اس کے لیے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ دینی جامعات کے سالانہ اجلاس بھی اہمیت کے حامل ہیں--- قیام پاکستان سے پہلے دارالعلوم حزب الاحناف متحدہ ہندوستان کا ایک عظیم دینی مرکز تھا، اس کے سالانہ اجلاس میں برصغیر کے چوٹی کے اکابر علماء اہل سنت شامل ہوتے تھے، اسی اہمیت کے پیش نظر آپ نے علاقہ کے بااثر زمیندار اور اہل علم شخصیت مولانا نصیر الدین (رکن پوری) کو شرکت اجلاس کی دعوت دی:

"......مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور کا عظیم الشان سالانہ جلسہ، جس میں مشاہیر مشائخ و علماء ہند کا خاص اجتماع ہوتا ہے، ۱۷-۱۸-۱۹ر شوال المکرّم کو ہونا قرار پایا ہے، ان شاء ربی المتعال فقیر اس میں ضرور حاضر ہوگا--- آپ بھی تشریف لے چلیں، ایسے عظیم الشان اجتماع قسمت سے ہوا کرتے ہیں"---

[محررہ یکم شوال المکرّم ۱۳۶۳ھ]

اسی طرح بعض باذوق حضرات کو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کی خصوصی ترغیب دلاتے--- حاجی رشید احمد نوری کے نام مکتوب کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"آپ اجلاس کے لیے ابھی سے کوشش شروع کر دیں کہ کم از کم چودہ، پندرہ اور سولہ مارچ تک دارالعلوم میں حاضر رہ سکیں--- اللہ تعالیٰ کے کئی بندے قابل زیارت ظاہر اور مخفی شمولیت فرماتے ہیں، اگر خود بے پردہ زیارت نہیں کر سکتے تو زائرین کی زیارت بھی غنیمت ہے"---

[محررہ ۱۸ر ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ]

اپنے استاذ حضرت مولانا فتح محمد بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ [۶۰] کے صاحبزادے الحاج حافظ منظور احمد صاحب کو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے اجلاس کی دعوت دیتے ہوئے لکھا:

"آپ کو معلوم ہی ہے کہ حضرت خواجہ الحاج مولانا فتح محمد صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کی کس قدر نظر رحمت و شفقت تھی، ہر جلسہ میں تشریف لاتے--- مجھے بار بار

حضرت صاحب قبلہ یاد آرہے ہیں، اگر آج ظاہری حیات میں جلوہ فرما ہوتے
تو میری ہزار ہا مصیبتوں کا حل تھا--- کیا عرض کروں، آپ توجہ فرمائیں تو:

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

[بنام صاحبزادہ منظور احمد، محررہ ۴؍جون ۱۹۷۸ء]

دار العلوم سے محبت

آپ کے مکتوبات میں جابجا دار العلوم کے احوال کا تذکرہ ہے، مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کو دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے امتحانات کے حوالے سے تحریر فرمایا--- یہ ان دنوں کی بات ہے جب تنظیم المدارس کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا--- سالانہ امتحانات کے موقع پر جید علماء کرام کو بطور ممتحن دعوت دی جاتی--- تین چار روز تک بڑی رونق لگی رہتی تھی--- حضرت فقیہ اعظم تحریر فرماتے ہیں:

"دار العلوم کے سالانہ امتحانات بتواریخ ۲۹، ۳۰؍نومبر اور یکم دسمبر ۱۹۶۶ء بخیر و خوبی ہو چکے ہیں:

۱)..... حضرت قبلہ سید (ابو البرکات [۶۱]) صاحب استاذ العلماء لاہور
۲)..... مولانا غلام مہر علی صاحب [۶۲] مہتمم نور المدارس چشتیاں شریف
۳)..... مولانا ابو النصر منظور احمد
۴)..... مولانا ابو الظفر منظور احمد [۶۳]، منٹگمری (حال ساہیوال [محبّ نوری])
۵)..... مولانا خواجہ غلام حسین صاحب، دیپال پور
۶)..... حافظ غلام حسین صاحب [۶۴]، حویلی (برائے شعبہ حفظ)
۷)..... مولانا ابو الضیاء صاحب نوری
۸)..... مولانا محمد رمضان صاحب نوری محقق (بصیر پور)

نے امتحانات لیے ہیں"---

[۱۹؍شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ/ ۳؍نومبر ۱۹۶۶ء]

اس سے اگلے سال کے امتحانات کے لیے دیگر علماء کے علاوہ مفتی اعظم بہاول نگر اور اپنے تلمیذ رشید حضرت مفتی محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی، مکتوب گرامی کا متن حسب ذیل ہے:

''برادرم مولانا المفتی الاکبر محمد اکبر صاحب سلمہ ربہ البر الاکبر

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ---بعد از دعوات عافیت دارین آں کہ یہاں خیریت وعافیت اعزہ مطلوب---

آپ اسی ماہ نومبر کی تواریخ ۲۱-۲۲-۲۳ر منگل، بدھ، جمعرات تین دن کے لیے بسلسلہ امتحانات سالانہ دار العلوم ضرور تشریف لائیں اور سستی وغیرہ کوئی شے عذر نہ بنائیں---تاکید ہے، جو اکید ہے---

والسلام مع الاکرام

[محررہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۷ء]

(غالباً ڈاک کے ناقص نظام کی وجہ سے احتیاطاً) اسی روز ایک خط مزید لکھا، جس میں تواریخ امتحانات کے بعد تحریر فرمایا:

آپ ضرور بالضرور (امتحانات کے) پہلے دن سے بھی پہلے ہی تشریف لائیں، سخت تاکید ہے---جلدی خط مل جائے تو بشارت تشریف آوری کا خط بھی لکھ دیں، مگر تشریف آوری ہر حال میں ضروری ہے اور ضروری---

عزیز مولانا محمد منظور احمد سلمہ ربہ الاحد سے سلام ودعا---

والسلام---دعاگو

ابوالخیر النعیمی غفرلہ

مولانا حکیم امیر علی نوری، کراچی کے نام خط میں لکھا:

''دار العلوم کی مسجد بڑی وسیع ہو چکی ہے اور بجری کا فرش لگ چکا ہے اور دار العلوم کے سارے صحن میں نئی ٹائل کا فرش لگ رہا ہے اور مشرقی جانب اور جنوب کی طرف بھی برآمدے اور حجرے تعمیر ہو رہے ہیں، جنھیں دیکھ کر

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ بہت خوش ہوں گے“---

[محررہ ۹ر جنوری ۱۹۶۸ء]

دار العلوم کی سند دورہ حدیث کی معیاری کتابت کے لیے آپ نے عالم اسلام کے عظیم خطاط محترم یوسف سدیدی کا انتخاب کیا تو مولانا منظور احمد نوری (قصور) کو لکھا کہ مولانا شاہ محمد قصوری کاتب [۶۵] کو کہیں کہ وہ کتابت کا کام کروائیں:

”مولانا شاہ محمد صاحب کاتب کو مل کر عرض کریں کہ کام نہایت تسلی بخش سدیدی صاحب ہی سے کروائیں، گو شعبان میں ہی مکمل اور اجرت یک صد ہی ہو تو کوئی حرج نہیں، مگر کتابت کے بعد مجھے ضرور دکھالیں اور ہمیں کاتب صاحب کی رائے سے اتفاق ہے کہ کام سدیدی صاحب کا ہی ہونا چاہیے، اگرچہ دیر سے ہی ہو“---

[۷ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ]

مولانا منظور احمد نوری شاعر ۱۹۶۷ء کو دار العلوم حنفیہ فریدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے، ۱۹۶۸ء کے سالانہ اجلاس میں ان کی دستار بندی ہوئی--- جلسہ کی تاریخ طے ہونے کے بعد انھیں لکھا:

”لاہور، آپ کے لیے دستار ہائے فضیلت خرید نے خود جانے کا خیال ہے کہ تسلی بخش خرید سکوں“---

[محررہ ۷ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ/ ۳۰ر ستمبر ۱۹۶۸ء]

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے موقع پر مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے نام لکھا:

”ہمارے ارد گرد بصیر پور سے ذرا دور دور کہیں کہیں ایک دو بم گر جاتے ہیں، ہم بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ پوری خیریت اور سکون سے مصروف تعلیم ہیں--- سب استاد اور طلباء بفضلہٖ تعالیٰ بڑے مصروف ہیں، طالب علم بھی کافی و وافی ہیں--- ہاں! اب تازہ داخلہ چند یوم سے بند کر دیا ہے کہ چھوٹے بچے پہلے بھی بہت ہیں، لہٰذا اب چھوٹا نہیں رکھنا، البتہ اگر کوئی عاقل بالغ آئے تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے---

مورچے خوب بنا لیے ہیں، دارالعلوم میں اور گھروں میں بھی، مگر بفضلہٖ تعالیٰ ابھی استعمال نہیں کیے، ضرورت ہی نہیں پڑی اور امید کہ ضرورت پڑے گی بھی نہیں--- یہ تو أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ پر عمل کی ایک صورت ہے''---

[محررہ ۲۰؍شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ]

مولانا زید احمد نوری کے نام لکھا:

''سرکاری مدارس تو جنگ شروع ہونے سے اب تک بند ہیں اور اسلامی مدارس نے بھی ایام جنگ میں رخصتیں کر دیں مگر دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بفضلہٖ تعالیٰ حسب سابق رواں دواں رہا، طلباء بھی اطمینان سے رہے، اسباق سب جاری رہے--- یہ محض اور محض خصوصی کرم ہے--- وللہ تعالیٰ الحمد والمنۃ---

[محررہ ۹؍ ذی القعدۃ المبارکۃ ۱۳۹۱ھ/ ۲۸؍دسمبر ۱۹۷۱ء]

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ کو گرفتار کیا تو قومی اتحاد کے قائدین خصوصاً قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے حکم پر آپ نے ضمانت پر رہائی کی حکمت عملی اختیار فرمائی --- رہائی کے بعد حاجی رشید احمد نوری کے نام لکھے گئے خط کا اقتباس:

''فقیر گزشتہ ماہ ہی ضمانت پر رہا ہو گیا تھا، اہل اتحاد کی تجویز پر---اور اب خیریت سے دارالعلوم میں حسب سابق تعلیم و تدریس میں مصروف ہوں، بلکہ جیل میں بھی پڑھاتا رہا ہوں--- الحمد للہ تعالیٰ کوئی تکلیف نہیں ہوئی--- اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، دعاؤں کی ہی ضرورت ہے، مالی امداد ضروری نہیں، یہ آپ کے جذبات محبت ہیں، وھو المحسن والمجازی''---

[۹؍مئی ۱۹۷۷ء]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے نام تحریر فرمایا:

''رات بڑی شان و شوکت سے میلاد پاک کا جلسہ ہوا اور تبرک بھی خوب تقسیم ہوا--- آپ کے لیے بھی مختصر سا تبرک (کا) ڈبہ (حاضر) ہے''---

[محررہ ۹؍ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ/ ۱۳؍اپریل ۱۹۷۳ء]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کی ایک قریبی رشتہ دار کی وفات پر تعزیتی کلمات کے بعد یوں لکھا:

"فقیر باذنہٖ تعالیٰ پرسوں جمعرات کے روز پہلی گاڑی پر (تعزیت کے لیے) حاضر ہوگا---میرا فقیرانہ وطیرہ ہے، میں دارالعلوم کے مفاد عموماً اور خصوصاً ہرطرح سامنے رکھتا ہوں---دنیاوی طور پر تو مجھے آج ہی حاضر ہونا چاہیے تھا مگر اس میں دارالعلوم کا کافی حرج ہے اور وہاں جلدی میں (حاضری سے) دینی مفاد زیادہ مرتب نہیں ہوتا، لہٰذا ساتویں میں ہی شمولیت کا ارادہ ہے"---

[محررہ ۲۴/ اگست ۱۹۶۵ء]

تلامذہ کے علمی کاموں کی حوصلہ افزائی

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم سے تو محبت تھی ہی، ابنائے دارالعلوم، اپنے تلامذہ کے علمی کاموں سے بھی خوشی ہوتی اور اس پر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے---مولانا خواجہ غلام حسین سدیدی نے فراغت کے بعد اپنے آبائی گاؤں موضع کریوالہ جاگیر (تحصیل دیپال پور) میں مدرسہ قائم کیا اور پہلے سالانہ امتحان کے موقع پر اپنے استاذ گرامی حضرت فقیہ اعظم کو دعوت دی، آپ نے امتحان کے بعد تحریری تأثرات میں بایں کلمات مسرت کا اظہار فرمایا:

"بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ بعد الحمد و الصلوٰۃ فقیر غفرلہ القدیر نے آج مؤرخہ ۷/ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ، مطابق ۴/ جون ۱۹۵۰ء مدرسہ عربیہ سلیمانیہ فیضیہ کریوالہ جاگیر کا امتحانِ اوّلین لیا، لہ الحمد والمنۃ کہ نتیجہ نہایت ہی بہترین برآمد ہوا اور پھر مدرسہ کے ابتدائی مراحل کے لحاظ سے تو قابل افتخار و ابتہاج رہا ہے---اکثر طلبائے کرام مہذب و متأدب اور ہونہار ہیں، دعا ہے کہ حضرت رب العٰلمین جل جلالہ

بحرمت رحمۃ للعالمین ﷺ بانی مدرسہ فاضل نوجوان صاحب البیان والبنان حضرت مولانا ابن الفیض ثم ابوالفیض غلام حسین سلمہ ربہ تعالیٰ فی الدارین کے علم وعمل میں روز افروں ترقیوں سے نوازے اور مدرسہ کو باعث رشد وہدایت بنائے، آمین ثم آمین'' ---

الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری بیدہ

(یہ تحریر حضرت خواجہ صاحب کے بڑے صاحبزادے مولانا فیض الرسول سدیدی، فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ نے عنایت فرمائی)

مولانا الحاج محمد جعفر ضیائی [٦٦] کو تحریر فرمایا:

''بڑا سرور ہوا کہ بدمذہبوں کو دنداں شکن جواب دیا کرتے ہیں--- اللہ تعالیٰ زور بیان اور زیادہ عطا فرمائے اور حقیقتاً کامیاب بنائے اور اصلی حاجی وزائر بنائے--- اصل بڑا مشکل کام ہے'' ---

[محررہ ٩رمضان المبارک ١٣٩٥ھ]

کتابوں سے محبت

ایک عالم دین، مفتی اور مدرس کے لیے مطالعہ نہایت ضروری ہے، حضرت فقیہ اعظم کو مطالعہ کا بہت شغف تھا، کتابوں سے عشق تھا--- وہ نادر، نایاب اور مفید کتابیں خریدتے اور بڑے اہتمام سے مطالعہ کرتے--- آپ کے مکتوبات میں بھی کتابوں سے محبت کا ذکر ملتا ہے--- چند اقتباسات ملاحظہ کریں:

''(آپریشن کے بعد) کمزوری کافی ہے، ابھی تک نماز میں کھڑا نہیں ہوسکتا (مگر اس کے باوجود آپ سہارے کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے [محبّ]) اور بلڈ پریشر بھی کچھ زیادہ ہے--- میری بچپن سے کتاب بینی کی عادت ہے،

کوئی نہ کوئی کتاب دیکھ لیتا ہوں مگر ہمارا ڈاکٹر سلیم کہتا ہے کہ کتاب دیکھنے سے بلڈ پریشر زیادہ ہو جاتا ہے--- حالاں کہ میری یہ روحانی غذا ہے، جس طرح جسمانی غذا کی ہڑتال سے آدمی مر جاتا ہے، اسی طرح اگر میں روحانی غذا بند کر دوں تو میں زندہ نہیں رہ سکتا--- آپ ڈاکٹر ذکی اور ڈاکٹر محمد اکمل، (نشتر ہسپتال، ملتان) کو الگ الگ ملیں اور میرا اسلام محبت کہیں اور یہ عرض کریں کہ کتاب سے، جو کہ میری روحانی غذا ہے، اگر بلڈ پریشر زیادہ ہوتا ہے تو کیا دوا لینی چاہیے؟"---

[بنام حافظ مسرور احمد، محررہ ۱۲ر فروری ۱۹۸۳ء]

بعض عربی کتب کے حصول میں دقت پیش آئی تو علاقہ کے صاحب علم زمیندار اور عالم دین کو لکھا:

"بخدمت عالی جناب حضرت مولانا المولوی محمد نصیر الدین صاحب

دام بالمجد و التمکین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---

دعا گو بخیریت و عافیت مزاج سامی مطلوب---مولوی غلام حسین صاحب نبیرۂ جناب حافظ فیض بخش صاحب مرحوم کریلوی حاضر خدمت ہوئے ہیں---

عمدۃ القاری عینی اگر اب تین صد روپیہ ہدیہ میں دستیاب ہوتی تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ ضرور کوشش کرتا مگر افسوس کہ بمبئی والوں نے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں موجود نہیں اور دہلی والے پانچ صد روپیہ مانگتے ہیں، لہٰذا اب خرید نا متعذر رہے---بناءً علیہ جناب کو تکلیف دی جاتی ہے کہ عمدۃ القاری کامل عاریتاً عطا فرمائیں اور اجر جزیل کے مستحق بنیں---

قبل ازیں ایک کارڈ تحریر کیا تھا، جس کا جواب اب تک بجز انتظار حاصلے ندارد---نیز حمد اللہ [۶۷] مستعار حاضر خدمت ہے، وصول فرمالیں---

خالص الاعتقاد [۶۸] اور الدولۃ المکیۃ [۶۹] مطالعہ میں ہیں یا نہیں؟---

[محررہ ۴ر شوال المکرّم ۱۳۶۳ھ]

حضرت سیدی فقیہ اعظم کتابوں کی جلدیں عمدہ بنواتے، ایک بار فتاویٰ عالم گیری کا ایک نسخہ خریدا، جس کے حاشیہ پر فتاویٰ خانیہ طبع تھا، پتہ چلا کہ قصور میں ایک اچھا جلد ساز ہے، چنانچہ مولانا منظور احمد نوری کے ذمہ لگایا، انھوں نے جلدیں بنوا کر بھیجیں تو انھیں گرامی نامہ تحریر کیا:

''مرسلہ کتابیں مل گئی ہیں، بہت اچھی جلد ہوئیں--- جزاکم اللہ تعالیٰ''---

[محررہ ۴/اکتوبر ۱۹۶۹ء]

انار کلی لاہور میں ایک مکتبہ سے عربی کتابیں مل جاتی تھیں، حضرت لاہور تشریف لے جاتے تو علامہ محمد شریف نوری [۷۰] یا علامہ محمد عارف نوری [۷۱] کو ساتھ لے کر کتابیں دیکھنے اور خریدنے جاتے تھے--- ایک بار فتاویٰ شامی کا ایک نسخہ پسند آیا، کچھ عرصہ بعد مولانا منظور احمد (قصور) کو خط لکھا کہ وہ لاہور جا کر علامہ محمد عارف نوری سے ملیں:

''شامی بمع تکملہ مولانا محمد عارف نوری خرید دیں اور آپ قصور کے جلد ساز سے جز بندی جلد بنوا دیں---تکملہ کے دونوں حصے یک جا جلد بنوائیں، آگے پیچھے سب جلدوں کے زیادہ کاغذ لگوائیں (تا کہ حوالہ جات لکھنے کے کام آئیں)--- تسلی بخش کام ہو اور سستی نہ ہو، تاکید ہے--- قیمتِ جلد اور لاہور آنے جانے کا کرایہ سب ان شاء اللہ ادا ہو جائیں گے''---

[محررہ ۳۰/جون ۱۹۷۰ء]

حضرت فقیہ اعظم کے کتابوں سے شغف کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو، احقر کی مرتبہ کتاب ''مکتوبات مدینہ'' صفحہ ۴۰۳ تا ۴۱۳--- آپ اپنے تلامذہ کو بھی مطالعہ کتب کی تاکید فرماتے، چنانچہ ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''آپ علماء کا یہ فرض ہے کہ خود دیکھا کریں اور اگر کتابیں نہ ہوں تو یہاں آ کر ملنے کے علاوہ مسئلہ بھی نکال لیا کریں، مگر آپ حضرات کو تو بصیر پور کے لیے وقت نہیں ملتا، تعجب کی بات ہے--- آپ حضرات اپنے فرائض منصبیہ پر نظر فرمائیں تو کوئی بری چیز نہیں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۸/رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ]

اکابر علماء کی رحلت اور مسلکی نقصان

حضرت سیدی فقیہ اعظم جید علماء کی رحلت کو مسلک اہل سنت کا نقصان قرار دیتے، علماء کے وصال کے صدمہ کو بہت زیادہ محسوس فرماتے، ان کی بلندیٔ درجات اور اہل سنت کی شیرازہ بندی کی دعا کرتے---حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی [۲۷] قدس سرہ کا ۳/ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو وصال ہوا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ نماز عشاء کے بعد ایک نمازی ماسٹر چودھری فیض احمد صاحب [۲۳] نے آپ کو حضرت حکیم الامت کے وصال کی اطلاع دی تو آپ سخت غمگین ہوگئے---صدمے کی اس سخت کیفیت میں بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن پڑھتے اور پھر و استعینوا بالصبر و الصلوۃ پر عمل کرتے ہوئے تراویح کی جماعت میں شامل ہوگئے---تراویح سے فارغ ہوکر جنازہ میں شرکت کا پروگرام بنایا اور سحری کے وقت لاہور جانے والی ریل گاڑی پر سوار ہوئے---جنازہ میں شامل ہوکر گجرات سے واپسی پر حضرت خواجہ غلام حسین کے نام تحریر فرمایا:

"اہل السنّت والجماعت کے سخت ترین صدمہ کے متعلق تو آپ ضرور واقف ہوں گے؟--- انا للّٰہ و انا الیہ رٰجعون ایک ایک کر کے کام کے علماء وفضلاء اٹھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ انجام کیا ہونا ہے--- جو ہیں افتراق وانتشار کا شکار ہیں، حالات ہر طرح نازک ہیں، دعا کدعاء الغرقیٰ (یوں دعا کریں جیسے غرق ہونے والا پانی سے نکلنے کی دعا کرتا ہے، [محبّ نوری]) کی کثرت چاہیے، کیوں کہ زبان صادق ومصدوق ﷺ سے یہی فرمان پہنچا ہے--- دل بڑا بے قرار ہے کل صبح روانہ ہوکر آج رات تین بجے گجرات سے واپس آیا ہوں"---

[محررہ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۷۱ء]

مولانا زید احمد نوری کے نام لکھا:

"آہ حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر ہم سے جدا ہو گئے---

فقیر ان کی عیادت کے لیے میو ہسپتال حاضر ہوا تو بڑے اصرار سے فرمایا کہ دعا کرو کہ مدینہ منورہ رمضان المبارک میں حاضری ہو جائے، یہ ان کا مطلوب مل گیا--- اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حاضری کی دولت سے نوازے"---

[محررہ ۷/رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۲۸/اکتوبر ۱۹۷۱ء]

مولانا قاری مسرور احمد سیالوی کے نام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ [۷۴] کے وصال پر تعزیتی خط میں تحریر فرمایا:

"حضرت مولانا الحاج الحافظ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ایک سخت ترین صدمہ ہے، جو بلاشبہہ مَوتُ العالِمِ مَوتُ العَالَم کا مصداق ہے---اللہ تعالیٰ کرم فرمائے"---

[محررہ ۲۵/جولائی ۱۹۸۱ء]

انہی قاری صاحب کو ان کے استاذ، استاذ القراء کے وصال کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا:

"اسی گزشتہ بدھ حضرت عمدۃ القراء قاری محمد معز الدین صاحب [۷۵] کا حویلی لکھا میں وصال ہوا اور عصر کے وقت ساڑھے پانچ بجے فقیر نے جنازہ پڑھایا--- انا للہ و انا الیہ راجعون

بڑے بابرکت تھے، اللہ رب العالمین جنت الفردوس میں ملجاو ماویٰ بخشے--- نماز جنازہ میں کافی دعائیں کی تھیں"---

[محررہ ۱۷/ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۲ھ/ ۳/مئی ۱۹۷۲ء]

فرقہ واریت

اہلِ اسلام کے اضطراب، باہمی آویزش، معاندانہ رویہ اور فرقہ واریت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سخت بیزار تھے--- اہل اسلام کی اس حالت پر آپ کو سخت رنج تھا، چناں چہ ایک خط میں

تحریر فرمایا:

''اس وقت دنیا عجیب دور سے گزر رہی ہے، خصوصاً علماء کی عجیب حالت ہے، علماء کا آپس میں لڑنا، بھڑنا اور ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل و تفسیق --- وعظ ہے تو وہ بھی اٹیک اور اعتراض کے رنگ میں یا صرف بعض فرقوں کا خیال کرتے ہوئے کر رہے ہیں اور ضروری مسائل ارکانِ اسلام کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا --- یہ عجیب بات ہے ---

پر زور دعائیں جاری رکھیں --- حضرت رب العٰلمین جل وعلا کوئی صورت پیدا فرمائے اور سگانِ طیبہ کی خاک بوسی کا شرف بخشے --- دل بڑا تنگ ہو رہا ہے، فرقہ بندی اور فساد پسندیٔ ابناءِ زماں سے --- وہاں عرب شریف میں اب اس وقت بھی امن ہے'' ---

[بنام مولانا حاجی غلام حسین نوری، محررہ ۲ رمئی ۱۹۶۱ء]

مولانا مسعود احمد نوری بن مولانا زید احمد نوری کے نام لکھا:

''تقریر اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا کریں، کوئی مختلف فیہ یا متنازع مسئلہ ایسے رنگ میں بیان نہ ہو کہ جھگڑے اور فساد کا سبب بنے --- نمازیوں اور ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہا کریں، تہجد قضا نہ کریں'' ---

[محررہ ۴ رجنوری ۱۹۷۲ء]

دفاعِ وطن

وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے، اس محبت کا تقاضا ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے، ملکی مفادات کا خیال رکھا جائے اور جنگ کی صورت میں حوصلے بلند اور دفاعِ وطن کے لیے کمر بستہ رہیں اور چٹانوں کی طرح ڈٹے رہیں --- دشمن کے جاسوسوں اور تخریبی عناصر پر کڑی نظر رکھی جائے --- حضرت فقیہِ اعظم کے مکتوبات میں حب وطن اور دفاع کے

حوالے سے بھی ہدایات ملتی ہیں--- بطورِ نمونہ چند اقتباسات پیش ہیں:

''کل سے ہندوستان نے باقاعدہ جنگ شروع کر دی ہے، پاکستانی سرحدوں پر ہماری فوجیں ڈٹی ہوئی ہیں، دعا کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری فتح ہو گی--- انتظامی طور پر کچھ دنوں یا وقت کے لیے ریل گاڑی بند ہے، کوئی فکر نہ کریں اور کسی قسم کی افواہ کا اعتبار نہ کریں--- ہماری سرحدیں بڑی مضبوط اور فوجیں بہادر ہیں، نورِ چشمی میری پیاری بچی حسناء بی بی[۶۷] کو میرا اور اس کی والدہ اور سب کی طرف سے پیار اور سلام دیں اور تسلی دیں کہ پریشان بالکل نہ ہو--- یہ چند دن کی گڑبڑ ہے، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ حالات درست ہو جائیں گے، بالکل تسلی رہے، کوئی فکر نہ کرے--- درود پاک، صلاۃ تنجینا (اور دعائیں وغیرہ آپ کو معلوم ہیں، پڑھتے رہیں) پڑھا کرے اور دعا کیا کرے کہ پاکستان کو فتح ہو''---

[بنام مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ ۷ر ستمبر ۶۵ھ]

''اب جنگ جاری ہے، گاڑیوں کے اوقات بھی درہم برہم ہو گئے ہیں، لہٰذا آنا جانا ذرا مشکل ہے، مگر اللہ رب العالمین کا ارشاد ہر وقت پیش نظر رکھیں:

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَo---[آل عمران:۲۰۰]

ہمارا سکون و اطمینان سے بیٹھنا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ رباط میں داخل ہے--- افواہوں پر ہرگز کان نہ دھریں، بفضلہ و کرمہ تعالیٰ ہمارے عساکر کافی بڑھ رہے ہیں، ہوائی حملہ سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ گھر مورچہ بنالیں، ہم نے بھی آج بنالیے ہیں--- جہاز آئے تو دیکھنا نہیں چاہیے، زیادہ آدمی بھی اکٹھے نہ ہوں--- اکثر حالات میں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مکان میں ہو جانا ہی کافی ہو گا کیونکہ دشمن بمباری وہاں کرتا ہے جہاں فوج یا گولہ بارود وغیرہ اسلحہ ہو یا اہم اسٹیشن یا پٹرول وغیرہ کی ٹینکیاں ہوں--- لوگوں کو بھی خوفزدہ نہ ہونے دیں، مشرقی پاکستان اور

کشمیر کے لیے بالخصوص دعائیں کیا کریں، آپ جیسے حضرات کا چک (گاؤں) رہنا ہی کافی قومی اور ملکی خدمت ہے کہ اوروں کو مضبوط رکھ سکتے ہیں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، ۱۷رشوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ یکم دسمبر ۱۹۷۱ء]

''للّٰہ تعالیٰ الحمد و المنۃ کہ ہماری افواج ظفر امواج مغربی پاکستان میں بڑھتی جارہی ہیں اور کشمیر پر غازیانہ یلغار کررہی ہیں اور مشرقی پاکستان میں بھی سیسہ پلائی دیواریں بن کر سینہ سپر ہیں---مکمل فتح اور کامیابی کی دعائیں جاری رکھیں کہ یہ بھی جہاد باللسان ہے کہ اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ---مکار، عیار دشمن ہر گندے سے گندے اقدامات بھی کررہا ہے---شہر و دیہات میں نہتی آبادی اور شہریوں پر بھی ہوائی حملے کررہا ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ منہ کی کھائے گا---ہمت اور حوصلے سے رہیں، صبر و استقلال کی لوگوں کو بھی تلقین کریں، دشمن کے جاسوسوں اور چھاتہ کے متعلق ہوشیار رہیں، یہ لوگ ہر لباس میں چھپ جاتے ہیں، لہٰذا جب کبھی شبہ پڑے تو فوراً اطمینان کریں یا فوج یا پولیس جو بھی نزدیک ہو، اسے اطلاع دیں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۸ر دسمبر ۱۹۷۱ء]

''ان شاء اللہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی، دعائیں جاری رکھیں---خوف و خطر کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ ایمان سلامت رکھے تو سب کچھ ہے---شہادت سے بڑھ کر کیا چیز ہے، جو طلب کی جائے---پس اسی وحدہٗ لا شریک لہ کی طرف نظر رہے''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، ۲۰رشوال المکرّم ۱۳۹۱ھ]

''بعد از دعوات عافیتِ دارین للطرفین آنکہ یہاں بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ مکمل خیریت ہے، شاذ و نادر کوئی جہاز گزر جاتا ہے، مگر خالی ہی جاتا ہے---بنگلہ فاضل کا والا مورچہ ٹوٹ گیا ہے، غازی بڑھ رہے ہیں اور مشرقی پاکستان کے حالات بھی سدھر رہے ہیں اور ہمارے جانباز خوب مدافعت کررہے ہیں

اور کشمیر پر تو سخت یلغار ہے، ہر طرف کفار پر مار ہی مار ہے--- یہاں علاقے کے لوگ لوٹ مار کر رہے ہیں، مفتوحہ دیہات کے---

بس ہمت و حوصلہ سے رہیں، ماشاء اللہ تعالیٰ خوب چندہ کیا، بڑا اچھا کیا--- اپنی حکومت اور اپنے غازیوں کی امداد نہایت ضروری ہے--- سر دست حجاج کے جہاز بند ہو گئے ہیں--- ہندوستان ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طرح ذلیل ہو گا اور ہو بھی رہا ہے--- روس امداد کر رہا ہے مگر اللہ کی مار سے کون بچا سکتا ہے--- ہمارے ظاہری معاون بھی کافی ہیں اور روحانی تو بہت زیادہ ہیں، ہم بالکل نڈر اور بے خوف و خطر ہیں--- بعض کمزور دل ہیڈ سلیمانکی کے نزدیکی علاقہ سے گئے ہیں، مگر سنا ہے واپس آ رہے ہیں--- ایسے لوگ بے عقل ہیں، بمباری تو ہر جگہ ہو سکتی ہے اور دور ہوئی بھی ہے، لہٰذا بھاگنا مفید نہیں، بلکہ سخت نقصان دہ ہے--- مفاد ملکی اور جنگی اسی میں ہے کہ چٹانوں کی طرح ڈٹے رہیں--- ہر رات کم از کم ایک مرتبہ آمن الرسول آخر سورت تک پڑھ لیا کریں، بلکہ فرض یا شبانہ سنت یا نفل کی ایک رکعت میں ضرور پڑھ لیا کریں، صحیح حدیث کی تصریح کے مطابق کافی ہے--- ہم تو ابھی تک ایک مرتبہ بھی مورچوں میں داخل نہیں ہوئے، والحمد للہ تعالیٰ --- ہاں سب نمازیوں کو میرا اسلام و دعا اور یہ پیغام دیں کہ امن و اطمینان سے بلا خوف بیٹھے رہیں اور ہشیار رہیں'' ---

[بنام مولانا الحافظ محمد فیض الرحمٰن، ۲۲ر شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ/ ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۱ء]

تسلی آمیز کلمات

آپ اپنے مکاتیب میں مریدین و تلامذہ کو تسلی آمیز کلمات کے ذریعے صبر و سکون کی تلقین فرماتے ہیں--- بطور نمونہ ایک خط ملاحظہ ہو--- یہ ان دنوں لکھا گیا جب ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان کو مشرقی محاذ پر شکست کی صورت حال پیش آئی، جس کا سبب

شرابی حکمرانوں کی بدعملی، بدحکمتی اور عالمی سطح پر سازش کا نتیجہ تھی---مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا---سقوط ڈھاکہ کے اس عظیم سانحہ پر ہر محبّ وطن تڑپ اٹھا---حضرت کے تلمیذ مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر پر صدمہ کے بہت زیادہ اثرات ظاہر ہوئے، جس پر حضرت نے انھیں یہ تسلی آمیز مکتوب تحریر فرمایا:

''فرزند عزیز اعزہ ربہ العزیز و نصرہ و سلّمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---

بعد از دعوات عافیتِ دارین آنکہ آپ کا مرسلہ ملفوف ملا، جس میں کافی حزن وملال کا اظہار تھا اور پھر کل مدنی صاحب آپ سے مل کر آئے اور بیان کیا کہ کافی پریشان ہیں---عزیزا، ہم سب پاکستانی بلکہ دنیائے اسلام، بلکہ بہت سے کفار بھی بے قرار ہیں کہ یہ کیا ہوا--- جو ہوا، وہ کسی نے ہمارے مالک وخالق کے ملک میں خودمختاری اور قہاری سے نہیں کیا---کس کی مجال اس کے ملک میں دخل دے، جب کہ خود اس نے ارشاد فرمایا:

مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ---

وہی ہے جس کی شان ہے:

تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ---

وہی خود فرماتا ہے:

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ---

اسی ماہ شوال ۳ھ میں غزوۂ احد شریف میں برائے نام کفار مکہ کو فتح ملی تھی اور پھر غزوۂ خندق میں ہمیشہ کے لیے مار کھا گئے---ہاں وہی ہے کہ فرماتا ہے:

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○---

حدیث پاک میں ہے:

لِلّٰهِ مَا اعطٰی وَلَهٗ مَا اخَذَ---

ہاں! ہمیں ہمارے بھائیوں کا احساس ضرور ہے، جو بحکم قرآن کریم و

احادیث ہے، مگر وہ اسی حد تک ہونا چاہیے جو ہمارے محبوب اکرم ﷺ کی سنت سنیہ سے ثابت ہے''---

[۲رذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۱ھ/۲۲ردسمبر ۱۹۷۱ء]

اس مکتوب میں جہاں صبر وسکون کی تلقین ہے، وہیں اس فی البدیہہ تحریر میں آپ کی قرآن وحدیث پر گہری نظر کا پتا چلتا ہے--- اس میں تلمیحات بڑی خوب صورتی سے استعمال کی گئی ہیں---

اوراد ووظائف

حضرت سیدی فقیہ اعظم مرجع خلائق تھے،لوگ جہاں آپ سے درس وتدریس،فقہ وفتاویٰ وغیرہ دینی معاملات میں رجوع کرتے، وہیں اپنی مشکلات کے حل کے لیے تعویذات بھی لیتے---حضرت محض رضاء الٰہی کے لیے تعویذ بھی عطا فرماتے اور اکثر پڑھنے کے لیے وظیفہ ارشاد فرماتے--- آپ عملیات میں بھی شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھتے، خلاف شرع مقاصد کے لیے تعویذ یا وظیفہ نہ دیتے--- آپ نے اپنے مکتوبات میں بھی بہت سے لوگوں کو اوراد ووظائف تحریر کیے،افادیت کے پیش نظر چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں:

مولانا الحاج غلام حسین نوری کی بیٹی کو چیچک نکل آئی تو آپ نے گرامی نامہ میں حسب ذیل عمل تحریر فرمایا:

''عزیزہ کے لیے یہ تعویذ ہے، چاندی کی تختی میں باقاعدہ بند کر کے گلے یا بازو یا چارپائی کے سیرو کے ساتھ باندھیں--- یہ مرض نہایت موذی ہے، مولیٰ تبارک وتعالیٰ پناہ دے، اس میں تعویذ باندھنا بھی زخموں کی وجہ سے مشکل ہوتا ہے--- پھر یہ ایسا مرض ہے کہ اس کا اثر تعفن و بخارات و جراثیم کے لحاظ سے دوسروں پر بھی پڑا کرتا ہے--- پرہیز رکھیں اور اپنے رب جل وعلا پر توکل غالب رہے،تو کوئی حرج نہیں--- ہاں یہ ضرور کریں کہ سیاہ دھاگہ کا ڈورا

گیاروں تاروں کا بنا کر سورہ الرحمٰن شریف اوّل میں درود پاک و اعوذ پڑھ کر با قاعدہ پڑھیں اور جب فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ○ والی آیت پڑھیں تو پھونک کر ایک گرہ دے دیں --- غالباً ۳۱ مرتبہ یہ آیت آتی ہے تو ۳۱ گرہیں دی جائیں اور آخر میں بھی درود پاک پڑھا جائے --- ایسے ڈورے بنا کر اپنے اور سب بچوں کے گلے یا بازو میں باندھ لیں، اس سے بفضلہٖ تعالیٰ وہ جسے نہیں نکلی چیچک، بفضلہٖ تعالیٰ آئندہ محفوظ رہے گا --- میں آپ کو اس عمل کی اجازت دیتا ہوں، عام اجازت ہے --- رب العٰلمین جل مجدہ سب بلایا و آفات سے محفوظ و مصئون رکھے اور عافیت دے --- پریشان ہرگز نہ ہونا، ایسے اوقات بھی انسان پر آجاتے ہیں --- بیماری و مصیبت بھی رحمت خفیہ ہوتی ہے، اولیاء کرام اسے بڑا پسند کیا کرتے ہیں" ---

[محررہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء]

مولانا زید احمد نوری، میاں چنوں کو شر اعداء سے حفاظت کے لیے درج ذیل وظائف تحریر فرمائے:

"صلوٰۃ غوثیہ شریف بھی بہترین عمل ہے، دو رکعت نماز بعد از فاتحہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ بار سورۃ الاخلاص پڑھیں، بعد از سلام صلوٰۃ و سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر بغداد شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر گیارہ قدم چلیں، ہر قدم پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ذکر کریں اور پھر حضور کے صدقے اللہ تعالیٰ سے استغاثہ (فریاد) کریں کہ شر الاعداء سے بچائے ---

اسماء الحسنیٰ خوب ذوق اور خصوصی استغراق سے پڑھ کر دعا بھی اقرب الی القبول ہے ---

منگل کی نصف شب یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام بعد از نماز دو رکعت، کثرت سے بطور دعا پڑھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ تحفظ ہوگا --- و هو الناصر و

الحافظ ارحم الراحمین حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل''--- 5

[محررہ ۱۶؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ/ ۱۶؍ اگست ۱۹۷۱ء]

چودھری محمد عبدالرزاق نوری مدنی کو ان کی شادی کے موقع پر تحریر فرمایا:

''یہ (دعا) یاد کرلیں اور یاد رکھیں کہ نزدیکی کے وقت یہ دعا پہلے پڑھ لیں تو جو بچہ لڑکا یا لڑکی اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تو شیطانوں سے محفوظ رہے گا---

وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ ، وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا---

اول آخر درود شریف ایک ایک بار---

بہت بہت مبارک باد، اللہ تعالیٰ نیک فرزند عطا فرمادیں، بس یہی نیت رہے کہ حضور کی امت زیادہ سے زیادہ ہو، تو عبادت ہی عبادت ہے''---

[محررہ ۱۹۸۱ء]

حاجی رشید احمد نوری کو ایک پریشانی سے خلاصی کے لیے تحریر فرمایا:

''یہ فریاد اور استغاثہ صدق دل سے کیا کریں، وہ مبارک فریاد ہے:

قَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ---

ترجمہ: کم ہوگیا (ختم ہوگیا) حیلہ میرا، حالانکہ آپ میرے وسیلہ ہیں، بچاؤ مجھے اے میرے سید یا رسول اللہ---

یہ کثرت سے الحاح وزاری سے آہستہ آہستہ پڑھا کریں''---

[محررہ ۲۴؍ اپریل ۱۹۷۵ء]

ایک اور گرامی نامہ میں انھیں تحریر فرمایا:

''دعاء الکرب اور درود شریف کثرت سے پڑھا کریں''---

[محررہ ۵؍ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۵ھ]

ایک اور گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

''دعاء الکرب کثرت سے پڑھا کریں، شجرہ نوریہ جو تازہ چھپا ہے،

اس میں درج ہے“---

[محررہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن صاحب کوثر کو ایک گرامی نامہ تحریر کیا، جس میں سرنامہ پر رازِ خصوصی، کسی کو ظاہر نہ کریں، تحریر کیا اور رسول پاک ﷺ کی زیارت ہونے اور حافظ صاحب کے والد ماجد مولانا محمد کرم الدین صاحب کو سحر (جادو) کا دل میں القاء ہونے کا تذکرہ ہے---اس سلسلہ میں دفع سحر کے لیے حسب ذیل عمل تحریر فرمائے:

”❶ چینی کی پلیٹ پر فاتحہ شریف، آیۃ لکرسی، معوذتین بمع تسمیہ شریف بعد از صبح چالیس دن تک زعفران، شہد، آب زم زم شریف کی سیاہی سے لکھ کر بلاناغہ پلاتے رہیں---

❷ سنت و فرض فجر کے درمیان ۴۱/بار الحمد شریف، بسم اللہ شریف کی میم کے ساتھ ملا کر پڑھ کر بدن پر پھونک ماریں اور ہاتھ پھیریں---یہ بھی چالیس دن کا عمل ہے، اگر خود کریں تو بہتر، ورنہ آپ یا آپ کا خاص نائب---

نیز ایک عمل ❸ مدینہ منورہ سے الحافظ المدنی صاحب نے روانہ کیا ہے، جو عملیات کی موثوق بہا کتب میں بھی قدرے اختلاف سے ہے، وہ یہ کہ فاتحہ شریف، معوذتین، آیۃ الکرسی یہ چاروں سات سات بار پڑھیں، سورتیں بمع تسمیہ اور اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود پاک پڑھ کر دم کیا کریں---میرا خیال ہے کہ روزانہ ایک بار تو ضرور یہ عمل ہونا چاہیے“---

[محررہ ۲۴/رجب المرجب ۱۳۸۲ھ]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن صاحب ہی کے نام گرامی نامہ میں ان کے گاؤں کے دو امام صاحبان (جو کہ ایک پریشانی میں مبتلا تھے) کے لیے حسب ذیل وظیفہ تحریر فرمایا:

”دونوں امام یہ دعا کثرت سے پڑھیں کہ معاملہ رفع ہو:

اَللّٰھُمَّ لا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلاً، وَّ اَنْتَ تَجْعَلُ الحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلاً---

اور ہر نماز فرض کے بعد یا ستّا/ستر مرتبہ اور اوّل و آخر ایک مرتبہ

درود شریف پڑھ لیا کریں''---

[محررہ ۱۵رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۰ء]

حافظ صاحب موصوف کو ہی حفظ وامان کے لیے یہ وظیفہ تحریر فرمایا:

''صبح وشام نماز مغرب وفجر کے بعد لقد جاء کم آخر (سورۃ) توبہ تک پڑھ کر حسبی اللّٰہ سے آخر تک دس دس مرتبہ پڑھ لیا کریں---اوّل آخر ایک مرتبہ درود شریف---یہ ضرور پڑھا کریں، اس میں کئی مفاد ہیں''---

[محررہ ستمبر ۱۹۷۱ء]

موصوف ہی کو خطرات سے حفاظت کے لیے یہ وظیفہ تحریر فرمایا:

''ہر رات کم ازکم ایک مرتبہ آمن الرسول آخر سورت تک پڑھ لیا کریں، بلکہ کسی فرض شبانہ یا سنت یا نفل کی ایک رکعت میں ضرور پڑھ لیا کریں، صحیح حدیث کی تصریح کے مطابق کافی ہے''---

[محررہ ۲۲رشعبان المعظم ۱۳۹۲ھ/ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۷۱ء]

موصوف کو ایک خط میں غصہ کو فرو کرنے کے لیے تحریر فرمایا:

''لاحول (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ)،...... والکاظمین الغیظ (وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○[آل عمران، ۳: آیت ۱۳۴]) کی بار بار تلاوت کریں''---

[محررہ ۵رشعبان المعظم ۱۳۹۵ھ]

حافظ صاحب موصوف کی اہلیہ کو رفع غم وخوفِ جنگ سے محفوظ رہنے اور فتح ونصرت کے لیے لکھا:

''درود پاک ''صلوٰۃ تنجینا'' [●] پڑھا کرے اور دعا کرے کہ پاکستان کو

[●]......(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ)---

فتح ہو"---

[محررہ ۷/ستمبر ۱۹۶۵ء]

مولانا حافظ نذیر احمد نوری (گوجرانوالا) کو دفع پریشانی کے لیے درج ذیل وظیفہ تحریر فرمایا:

"جب دل پریشان ہو تو تنہائی میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۴۵۰ بار پڑھ لیا کریں یا درود تاج شریف تین بار"---

[محررہ ۱۹/جنوری ۱۹۶۵ء/ ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ]

سید صابر حسین شاہ گیلانی بصیر پوری کے نام تحریر فرمایا:

"آپ وظائف پڑھتے رہیں اور آپ مرید ہی ہیں، کوئی فکر نہ کریں--- ہر نماز کے بعد ایک تسبیح کلمہ شریف اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ ۳۳/بار الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللّٰہ ۳۳/بار اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا نعمۃ اللّٰہ ۳۴/بار پڑھ لیا کریں"---

[محررہ ۳۱/جنوری ۱۹۸۳ء]

"سورۃ یٰسین بھی بڑی بابرکت ہے--- میرا معمول تو صرف علم پڑھنا، پڑھانا ہے، زیادہ وظائف نہیں کرتا--- میں تو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں اور سورۃ الم نشرح شریف پڑھتا ہوں، آپ بھی پڑھیں، ہاں اگر میری اجازت کا خیال کرتے ہیں تو پڑھا کریں، کوئی بات نہیں، اجازت ہے"---

[بنام سید صابر حسین شاہ گیلانی بصیر پوری، محررہ ۱۵/دسمبر ۱۹۸۱ء]

عاجزی وفروتنی

تواضع، عاجزی، فروتنی و خاکساری اہل اللہ کا شیوہ ہے--- ایک ولی کامل اور حقیقی عالم و فاضل کی یہی پہچان ہے کہ اس میں کمال درجہ عجز و انکسار ہو--- حضرت فقیہ اعظم علم و فقاہت اور معرفت و ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے باوجود انتہائی متواضع تھے---

آپ کے مکتوبات میں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے--- چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

''میں تم دونوں (حافظ محمد فیض الرحمٰن اور مولانا عبدالخالق شمس) کا بہت زیادہ خیر خواہ ہوں، شاید کچھ معلوم ہوتا ہوگا--- میری کسی تقریر یا تحریر سے تم دونوں شمس و قمر کا دل دکھا ہو تو معافی کا خواستگار ہوں اور تمہیں شمس و قمر ہی دیکھنا چاہتا ہوں--- فافهم ولا تكن من الذين لا يتفكرون''---

[بنام مولانا عبدالخالق شمس، محررہ ۲۷ر شعبان المعظم ۱۳۷۸ء]

''میں تمہاری کامیابیوں کے لیے دست بدعا ہوں، کوئی فکر نہ کرو یہ چند (نصائح) تمہاری محبت اور شفقت پدری پر ہی مبنی ہیں، ناراض ہرگز نہ ہوں--- کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضرور لکھ دیں اور قطعاً کوئی حجاب محسوس نہ کریں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن، محررہ ۲۷ر شعبان المعظم ۱۳۷۸ء]

''میں کیا چیز، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت کہ مجھ جیسے بے عمل انسان کو درِ پاک پر بلالیا، یہ محض ان کا کرم ہی ہے، ورنہ میں کہاں اور کیا؟''---

[بنام قاری محمد یوسف رضا[۷۷]، ساہیوال، محررہ ۲؍ اکتوبر ۱۹۸۱ء]

استغناء

عاجزی و فروتنی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ماتھے کا جھومر اور استغناء و توکل آپ کی زینت تھے--- آپ کبھی کسی امیر یا وزیر کے دروازے پر نہ گئے--- جلب زر اور طلب دنیا سے پہلو تہی کی--- انھیں بھروسا تھا تو بس اپنے کریم، رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر--- حاجی رشید احمد نوری کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

''آپ نے رقم کی ضرورت دریافت فرمائی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں واقعی فقیر ہوں مگر کس کا؟--- شہنشاہ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا--- لہٰذا آپ کی رقم کی کوئی ضرورت نہیں--- وہ خود ضرورت کے مطابق بھیج دیتے ہیں یا بھجوا دیتے ہیں--- میرا اکاؤنٹ تو مدینہ منورہ میں ہے--- میرا ایک شعر ہے:

چوں وہابی و ہم بے زادی نمی داریم ما
چوں در اغنائے محبوب خدا بینیم باز

[مکتوب محررہ ۱۴؍اگست ۱۹۷۲ء]

فقہی مسائل

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ یوں تو تفسیر، حدیث اور دیگر علوم دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، لیکن فقہ میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا--- اس لیے اساتذہ رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کو فقیہ اعظم کے لقب سے ممتاز فرمایا--- جب کہ ہم عصر اکابر علماء نے آپ کو ''فقیہ اعظم'' تسلیم کیا--- چنانچہ آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ ''فتاویٰ نوریہ'' کے مستفتین کی فہرست پر نظر کرنے سے اس دعویٰ کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے---

حضرت کی فقہی بصیرت کا صحیح اندازہ تو فتاویٰ نوریہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے، تاہم آپ کے مکتوبات میں بھی فقہی مسائل کا تذکرہ ملتا ہے--- چنانچہ بعض جوابی خطوط میں آپ نے پوچھے گئے مسائل کا مختصر مگر جامع جواب عطا فرمایا ہے--- بطور مثال چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

❶

آپ کے تلمیذ مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، بانی جامعہ فریدیہ (ساہیوال) کو امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی بابت حوالہ جات کی فوری ضرورت تھی، انھوں نے غالباً دستی عریضہ بھیجا، جس کے جواب میں تحریر فرمایا:

''حضرت شاہ صاحب سلمہ ربہ تعالیٰ بالنصر والظفر

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

بعد از دعوات عافیت آنکہ آپ کا رقعہ سوا ایک بجے ملا، نہایت عدیم الفرصتی کے باعث معذور رہوں--- ہاں! صحیح مسلم، صفحہ ۱۷۴ میں حدیث ابی موسیٰ اشعری اور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما میں ہے:

واذا قرأ فانصتوا---

اور دونوں کو مسلم صراحۃً صحیح فرما رہے ہیں--- مسلم کی تصحیح اپنی صحیح میں نہایت وزنی ہے--- احتیاطاً نصب الرایۃ، جلد ثانی بھی ارسال ہے، اس کے صفحہ ۶ سے صفحہ ۱۷ ریہ حدیثیں ہیں اور حاشیہ میں صفحے دیے ہوئے ہیں، خود نکال لیں، امید کہ کام چل جائے گا--- تہذیب سے اتنی جلدی نکالنا اور سمجھنا آپ کے لیے مشکل ہے، لہٰذا نہیں بھیجی--- صدر صاحب[۷۸] اور صوفی صاحب[۷۹] دونوں پڑھا رہے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ میری روانگی کے دنوں میں تعلیم میں کوئی فرق پڑے، لہٰذا ان کو اس کام پر نہیں لگایا---ع:

وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ

هو الناصر و ما النصر الا من عند الله العزيز"---

[محررہ ۱۰ر ذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۷۹ھ]

2

ایک اور تلمیذ و مرید مولانا محمد حفیظ نوری[۸۰] کے نام گرامی نامہ میں نماز فجر کی جماعت کے مستحب وقت کے بارے میں لکھا:

"عزیز القدر مولوی محمد حفیظ صاحب نوری سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

بعد از دعوات عافیت آنکہ تمہارا مرسلہ موصول ہوا، واقعی نماز صبح میں اسفار مسنون اور بہتر ہے، مگر اوّل وقت پڑھنا بھی یقیناً جائز ہے--- اس مسئلہ میں جھگڑا نہیں چاہیے--- باقی رہا بصیر پور کس وقت نماز فجر کی جماعت ہوتی ہے اور کب سورج طلوع ہوتا ہے؟--- تو اس کے متعلق ایک وقت لکھنا مشکل ہے، کیونکہ طلوع ہمیشہ ایک وقت پر نہیں ہوتا، البتہ یہ اندازہ رہتا ہے کہ ہمیشہ سورج کے طلوع سے تقریباً بیس (۲۰) یا بائیس (۲۲) منٹ پہلے جماعت کھڑی ہوتی ہے، چنانچہ آج کل پونے سات بجے تقریباً جماعت کھڑی ہو رہی ہے--- آج ۱۲ر جنوری، طلوع شمس سات بج کر چھ منٹ پر ہوا اور جماعت پونے سات بجے کھڑی ہوئی، یعنی اکیس ۲۱ منٹ طلوع شمس سے پہلے نماز با جماعت شروع ہوئی---

دعا ہے کہ اللہ رب العالمین آپ کے مقتدیوں کو ہدایت فرمائے اور تمہارے لیے کشائش در کشائش کے دروازے خوب کشادہ بنائے''---

[محررہ ۲۳ رذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۸۹ھ/۱۲رجنوری ۱۹۷۰ء]

3

ایک عزیز کے استفسار پر کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ بیان فرمایا:

''کنویں کے مسائل سب کتب فقہ میں ہیں---خنزیر، کتایا آدمی مرجائے تو سارا پانی نکالنا پڑتا ہے--- کنواں چشمہ دار ہو تو صحیح اندازہ سے جتنا کنویں میں پانی ہو، نکالا جائے تو پاک ہو جاتا ہے، جب کہ پہلے جانور کو نکالا جائے--- ہاں! دیواروں پر خون وغیرہ ہو تو وہ بھی پہلے دھلوالیں کہ خون وغیرہ اتر جائے، بس پانی کا پوری مقدار نکالنا ہی کافی ہے، کیچڑ وغیرہ کے نکالنے کی ضرورت نہیں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ]

4

تنسیخ نکاح کی ایک خاص صورت مسئلہ کے حوالے سے ایک خط کے ضمن میں تحریر فرمایا:

''آپ کا استفتاء برائے تنسیخ نکاح ملا، خیال تھا کہ دیگر حوالہ جات کتب فقہ لکھوں مگر فرصت کا یہ عالم ہے کہ وقت نہیں اور پیرانہ سالی اور بار گراں سر پر ہے، پھر مجھے بلڈ پریشر کی شکایت بھی ہوگئی تھی، جس سے اب بفضلہٖ تعالیٰ آرام ہے--- پھر خیال کیا کہ مختصر سا جواب لکھ دوں--- آپ نے جو واقعات وظلم کی داستان لکھی ہے، اس کی بنا پر از روئے قرآن کریم و حدیث پاک مجھے ذرّہ برابر بھی شبہہ نہیں کہ واقعی طلاق بائن سنی جج کی ڈگری پر واقع ہوگئی ہے--- عزیزہ عدت کے دن پورے کرنے کے بعد حسبِ دستورِ شرع استخارہ کے بعد نکاح ثانی کرلے--- دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العٰلمین کرم فرمائے اور بھلے دن لائے اور تمام مظالم سے بچائے--- آمین یا رب العٰلمین

[بنام حاجی رشید احمد نوری بھٹی، محررہ ۱۸رجون ۱۹۷۹ء]

''جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ بلا غبار ہے--- شرعاً عدت گزار کر

حسب دستورِ شرع جہاں مناسب ہو (نکاح) کرلیں---میرے خیال میں کوئی الجھاؤ نہیں--- وہ شخص ظلم کی حدیں پھاند چکا ہے، کسی رحم و کرم کا مستحق نہیں--- کتابیں تو میں نہیں دیکھ سکا، مگر جو کچھ قرآن وسنت سے مفہوم ہوتا ہے، اس کے لحاظ سے کوئی خطرہ نہیں، خصوصاً جب کہ جج سنی صحیح العقیدہ ہے تو ''نَابَ القاضی مَنابَ الزَّوجِ'' جو ہدایہ میں آیا ہے، پایا گیا''---

[بنام حاجی رشید احمد نوری بھٹی، محررہ ۱۹۷۹ء]

5

بیمہ کا مسئلہ اختلافی ہے---آپ کا اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ فتویٰ نہیں ہے، البتہ غیر مسلم کمپنیوں سے بیمہ کے بارے میں فتاویٰ نوریہ، جلد ۴ میں انتہائی مختصر فتویٰ موجود ہے--- مسلم کمپنیوں سے بیمہ پالیسی کے بارے میں ایک خط میں با یں کلمات ذکر ہے:

''دل کرے تو بیمہ کرالیں''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۱ء]

ممکن ہے آپ کے پیشِ نظر کوئی جزئیہ ہو، لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مکتوب الیہ کو متوجہ کیا ہے کہ آپ خود عالمِ دین ہیں، خوب غور وخوض کرلیں---

6

مولانا صوفی ابوالوفاء کے نام مکتوب میں ان کے سوالات کے جوابات یوں تحریر فرمائے:

''آپ کا مسئلہ اولیٰ اخفائے آمین کا ثبوت تھا، اس کا جواب نہایت ہی واضح ہے کہ آمین دعا ہے کہ اس کا معنی ہے ''قبول فرما''، جس کا حاصل مطلب قبول اور مولیٰ تعالیٰ سے طلب کا نام دعا ہے، بلکہ صحیح بخاری میں اس کی صاف تصریح ہے جو طائفہ بھر کے لیے بھاری گواہی ہے--- دیکھو صحیح بخاری مصری مع حاشیہ سندی، شاید جو آپ کے پاس بھی ہے، جلد ۱، صفحہ ۹۸ میں ہے:

قَالَ عَطَاءٌ آمِینَ دُعَاءٌ---[صحیح بخاری، اصح المطابع، جلد ۱، صفحہ ۱۰۷]

اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ آمین دعا ہے تو اب قرآن کریم سے دریافت فرمائیں کہ دعا کس طرح کی جائے--- ارشاد ہوتا ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً---[پارہ ۸، رکوع ۱۴]

یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ---

اور امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین مولیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہما کا یہی معمول تھا--- چنانچہ طحاوی شریف جو حدیث کی بڑی معتبر کتاب ہے، اس کے جلد ا، صفحہ ۱۲۰ پر باسناد ہے:

كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ لَا بِالتَّعَوُّذِ وَ لَا بِالتَّأْمِيْنِ---

اور ایسے ہی اور بہت حدیثوں سے ثبوت اخفاء ہے، مگر محل اختصار میں اسی پر اقتصار کیا جاتا ہے---

7

مسئلہ دوسرا الف کے متعلق ہے، ایسا الف جو کتابت میں ہے اور تلاوت میں نہیں، دو قسم ہے--- ایک وہ جو معنی میں معتبر ہے، صرف پڑھا نہیں جاتا، جیسے الف حسبنا اللّٰہ کا، یعنی ایسا الف جو التقائے ساکنین کی وجہ سے نہیں پڑھا جاتا اور وہ آپ کو معلوم بھی ہے، لہٰذا مفصل بیان کی ضرورت نہیں---

دوسرا وہ الف جو کتابت میں تو ہے مگر معنی ظاہری اور تلاوت دونوں میں نہیں، یہ پھر دو قسم ہے، اوّل وہ جو قاعدہ صرفیہ و رسم الخط عام کے قواعد سے منضبط ہے، جیسے واوٗ جمع کے بعد الف علامت جمع کا ہوتا ہے، جب اس کے ساتھ ضمیر اور نون اعرابی و نون وقایہ نہ ملا ہوا ہو، جیسے:

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	اٰمَنُوا	يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا	البقرة۲: آیت ۹
	اٰمِنُوا	وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ	البقرة۲: آیت ۱۳
	ان يؤمِنوا	أَفَتَطْمَعُوْنَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ	البقرة۲: آیت ۷۵

ماضی و امر و مضارع کی واؤں کے بعد الف ہیں اور اگر ان واؤں کے ساتھ ضمیر اور نون اعرابی اور وقایہ ملا ہوا ہو تو الف کتابت میں بھی نہیں ہوتا، جیسے:

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یؤمِنُون	الَّذِینَ یؤمِنُونَ بِالْغَیبِ	البقرۃ،۲: آیت ۳
	اَنبِئُونِی	فَقَالَ أَنبِئُونِی بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ	البقرۃ،۲: آیت ۳۱
	فذبحوها	فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا یفْعَلُونَ ○	البقرۃ،۲: آیت ۷۱
	فارهبون	وَ إِیَّایَ فَارْهَبُونِ ○	البقرۃ،۲: آیت ۴۰

میں ہے اور ایسے ہی الف مِـائۃ صرف لکھنے میں ہوتا ہے--- اور ایسے ہی
اَنَـا ضمیر واحد متکلم مرفوع منفصل کے آخر میں جو الف ہے، نہیں پڑھا جاتا اور جو
نَـا ضمیر مرفوع متصل، منصوب متصل یا مجرور متصل ہے، اس کے پیچھے جو الف ہے
وہ پڑھا جاتا ہے، جیسے:

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	اٰمَنَّا	قَالُوا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِینَ ○	الاعراف،۷: آیت ۱۲۱
	اَتَتَّخِذُنَا	قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا	البقرۃ،۲: آیت ۶۷
	لَنَا	قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	البقرۃ،۲: آیت ۶۸

اور ایسے ہی جو کلمہ منصوب اور منون ہو، بشرطیکہ اس کا آخری حرف ہمزہ، جیسے:
وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً--- [البقرۃ،۲: آیت ۲۲]
گول تاء جو وقف کے وقت ہاء سے بدل جاتی ہے، جیسے:
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً--- [آل عمران،۳: آیت ۸]
یا تاءِ جمع مونث سالم، جیسے:
خَیرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ--- [التحریم،۶۶: آیت ۵]
نہ ہو، یوں ہی اس کے آخر میں ایسی یاء لکھی ہوئی نہ ہو جو بوجہ تعلیل محذوف
ہونے کی بنا پر نہیں پڑھی جاتی، جیسے:
مَنًّا وَّ لَا أَذًى--- [البقرۃ،۲: آیت ۲۶۲]
تو اس کے آخر میں الف لکھا جاتا ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ یہ الف وصل میں

نہیں پڑھا جاتا اور وقف میں پڑھا جاتا ہے--- جیسے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا---

[الطلاق،۶۵: آیت ۷]

نفسا کا الف نہیں پڑھا جاتا اور یسرا کا پڑھا جاتا ہے---

دوم وہ الف جو قرآن کریم کی رسم الخط میں لکھا جاتا ہے اور پڑھا نہیں جاتا، اس کے متعلق پوری تفصیل نظر فقیر سے نہیں گزری، مگر جو ہماری قراءت کے لحاظ سے نظر حال میں حاضر ہے، تحریر کیا جاتا ہے اور ظن غالب کہ اس کے علاوہ اور ضرور ہوں گے، جو دوران تلاوت میں معلوم ہو جاتے ہیں قواعد و ملکہ سے، مگر پھر یاد نہیں رہتے--- اگر توفیق شامل حال ہوئی تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ کسی وقت استقصاء کر لیے جائیں گے:

پارہ اوّل ①

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	تتلوا	وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ	البقرۃ،۲: آیت ۱۰۲
	یتلوا	رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ	البقرۃ،۲: آیت ۱۲۹

پارہ دوم ②

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یتلوا	رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ	البقرۃ،۲: آیت ۱۵۱
	یدعوا	وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ	البقرۃ،۲: آیت ۲۲۱
	یعفوا	اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ	البقرۃ،۲: آیت ۲۳۷

پارہ سوم ③

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	الربوا	اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا	البقرۃ،۲: آیت ۲۷۵
	الربوا	اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا	البقرۃ،۲: آیت ۲۷۵

	الربوٰا	وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا	البقرۃ،۲: آیت ۲۷۵
	الربوٰا	يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا	البقرۃ،۲: آیت ۲۷۶
	الربوٰا	مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا	البقرۃ،۲: آیت ۲۷۸

پارہ چہارم ④

نمبرشمار	لفظ	آیت	حوالہ
	الربوٰا	لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا	آل عمران،۳: آیت ۱۳۰
	افائن	اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ	آل عمران،۳: آیت ۱۴۴
	لا الی	لَاِ الَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ○	آل عمران،۳: آیت ۱۵۸
	یتلوا	يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	آل عمران،۳: آیت ۱۶۴

پارہ ششم ⑥

نمبرشمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یعفوا	وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ	المائدۃ،۵: آیت ۱۵
	ابنؤا	اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ	المائدۃ،۵: آیت ۱۸
	جزٰؤا	اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ	المائدۃ،۵: آیت ۳۳

پارہ ہفتم ⑦

نمبرشمار	لفظ	آیت	حوالہ
	انبٰؤا	اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ○	الانعام،۶: آیت ۵
	شرکٰؤا	اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا	الانعام،۶: آیت ۹۴

پارہ نہم ⑨

نمبرشمار	لفظ	آیت	حوالہ
	ملائہ	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا	الاعراف،۷: آیت ۱۰۳

پارہ دہم⑩

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	لا اوضعوا	وَلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ	التوبة، ۹: آیت ۴۷

پارہ یازدہم⑪

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یبدؤا	اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ	یونس، ۱۰: آیت ۴
	یدعوا	وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ	یونس، ۱۰: آیت ۲۵
	تبلوا	هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ	یونس، ۱۰: آیت ۳۰
	یبدؤا	مَنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	یونس، ۱۰: آیت ۳۴
	تتلوا	وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ	یونس، ۱۰: آیت ۶۱
	ملائه	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا	یونس، ۱۰: آیت ۷۵
	ملائهم	مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ	یونس، ۱۰: آیت ۸۳

پارہ دوازدہم⑫

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	ثمودا	اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ	ہود، ۱۱: آیت ۶۸
	ملائه	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ	ہود، ۱۱: آیت ۹۷

پارہ سیزدہم⑬

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	تفتؤا	قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ	یوسف، ۱۲: آیت ۸۵
	اشکوا	اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ	یوسف، ۱۲: آیت ۸۶
	لا تایئسوا	وَلَا تَا۟يْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ	یوسف، ۱۲: آیت ۸۷

	لا یایئس	اِنَّہ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ	یوسف،۱۲: آیت ۸۷
	ادعوا	اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ	یوسف،۱۲: آیت ۱۰۸
	لتتلوا	لِتَتْلُوَا عَلَیْھِمُ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ	الرعد،۱۳: آیت ۳۰
	نبؤا	اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	ابراہیم،۱۴: آیت ۹
	الضعفؤا	فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا	ابراہیم،۱۴: آیت ۲۱

پارہ چہاردھم⑭

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یتفیؤا	یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ	النحل،۱۶: آیت ۴۸
	ندعوا	الَّذِیْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ	النحل،۱۶: آیت ۸۶

پارہ پانزدھم⑮

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	ندعوا	یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ	بنی اسرائیل،۱۷: آیت ۷۱
	تدعوا	اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی	بنی اسرائیل،۱۷: آیت ۱۱۰
	لن ندعوا	لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰھًا	الکہف،۱۸: آیت ۱۴
	لشایٔ	وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ	الکہف،۱۸: آیت ۲۳
	لکنا	لٰكِنَّا ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ	الکہف،۱۸: آیت ۳۸

پارہ شانزدھم⑯

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	سأتلوا	قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْہُ ذِكْرًا۝	الکہف،۱۸: آیت ۸۳
	یرجوا	فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ	الکہف،۱۸: آیت ۱۱۰

پارہ ہفت دہم (۱۷)

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	افائن	اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۝	الانبیاء،۲۱: آیت ۳۴
	یدعوا	يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	الحج،۲۲: آیت ۱۲
	یدعوا	يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ	الحج،۲۲: آیت ۱۳

پارہ ہشت دہم (۱۸)

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	الملؤا	فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	المومنون،۲۳: آیت ۲۴
	ملائه	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا	المومنون،۲۳: آیت ۴۶
	یدرؤا	وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ	النور،۲۴: آیت ۸

پارہ نوزدہم (۱۹)

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	ثمودا	وَّعَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ	الفرقان،۲۵: آیت ۳۸
	ما یعبؤا	قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ	الفرقان،۲۵: آیت ۷۷
	انبؤا	اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝	الشعراء،۲۶: آیت ۶
	لا اذبحنه	اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗ	النمل،۲۷: آیت ۲۱
	الملؤا	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ	النمل،۲۷: آیت ۲۹
	یا ایها الملؤا	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ	النمل،۲۷: آیت ۳۲
	الملؤا	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا	النمل،۲۷: آیت ۳۸

پارہ بستم (۲۰)

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یبدؤا	اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	النمل،۲۷: آیت ۶۴

	ان اتلوا	وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ	النمل، ۲۷: آیت ۹۲
	نتلوا	نَتْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَبَاِ مُوْسٰى	القصص، ۲۸: آیت ۳
	ملائه	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهٖ	القصص، ۲۸: آیت ۳۲
	تتلوا	تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا	القصص، ۲۸: آیت ۴۵
	يتلوا	يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا	القصص، ۲۸: آیت ۵۹
	ترجوا	وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُّلْقٰى	القصص، ۲۸: آیت ۸٦
	يرجوا	مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ	العنکبوت، ۲۹: آیت ۵
	ثمودا	وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ	العنکبوت، ۲۹: آیت ۳۸

پارہ یک و بستم ۲۱

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	تتلوا	وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ	العنکبوت، ۲۹: آیت ۴۸
	يبدؤا	اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	الروم، ۳۰: آیت ۱۱
	شفعٰؤا	وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعٰٓؤُا	الروم، ۳۰: آیت ۱۳
	يبدؤا	وَ هُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	الروم، ۳۰: آیت ۲۷
	ليربوا	وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا	الروم، ۳۰: آیت ۳۹
	يرجوا	لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ	الاحزاب، ۳۳: آیت ۲۱

پارہ بست و دوم ۲۲

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	يدعوا	اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ	فاطر، ۳۵: آیت ٦

پارہ بست و سوم ۲۳

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	لا الی	ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا اِلَى الْجَحِيْمِ ۝	الصّٰفّٰت، ۳۷: آیت ٦۸

	البلؤا المبین	اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ○	الصّٰفّٰت، ۳۷: آیت ۱۰۶
	نبؤا	وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ	صٓ، ۳۸: آیت ۲۱
	نبؤا	قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ○	صٓ، ۳۸: آیت ۶۷
	یدعوا	نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ	الزمر، ۳۹: آیت ۸
	یرجوا	وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ	الزمر، ۳۹: آیت ۹

پارہ بست و چہارم ۲۴

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	جایٓء	وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ	الزمر، ۳۹: آیت ۶۹
	الضعفؤا	فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا	المومن، ۴۰: آیت ۴۷
	دعٰؤا الکفرین	وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ○	المومن، ۴۰: آیت ۵۰
	ندعوا	بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْـًٔا	المومن، ۴۰: آیت ۷۴

پارہ بست و پنجم ۲۵

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یعفوا	وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ	الشوریٰ، ۴۲: آیت ۲۵
	یعفوا	وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ○	الشوریٰ، ۴۲: آیت ۳۰
	جزٰؤا	وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا	الشوریٰ، ۴۲: آیت ۴۰
	ملائه	اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ	الزخرف، ۴۳: آیت ۴۶
	بلؤا	مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ○	الدخان، ۴۴: آیت ۳۳

پارہ بست و ششم ۲۶

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یدعوا	مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	الاحقاف، ۴۶: آیت ۵

	لیبلوا	وَ لٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَا بَعۡضَکُمۡ بِبَعۡضٍ	محمد،۴۷: آیت۴
	نبلوا	وَ نَبۡلُوَا اَخۡبَارَکُمۡ ○	محمد،۴۷: آیت۳۱

پارہ بست و ہفتم۲۷

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	ثمودا	وَ ثَمُوۡدَا فَمَاۤ اَبۡقٰی ○	النجم،۵۳: آیت۵۱

پارہ بست و ہشتم۲۸

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	برءٰؤا	اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ	الممتحنۃ،۶۰: آیت۴
	یرجوا	لِمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ	الممتحنۃ،۶۰: آیت۶
	یتلوا	یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ	الجمعۃ،۶۲: آیت۲
	نبؤا الذین	اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	التغابن،۶۴: آیت ۵

پارہ بست و نہم۲۹

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	تدعوا	تَدۡعُوۡا مَنۡ اَدۡبَرَ وَ تَوَلّٰی ○	المعارج،۷۰: آیت ۱۷
	ینبؤا الانسان	یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ	القیامۃ،۷۵: آیت۱۳
	سلاسلا	سَلٰسِلَا وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا ○	الدھر،۷۶: آیت۴
	قواریرا	وَ اَکۡوَابٍ کَانَتۡ قَوَارِیۡرَا ○	الدھر،۷۶: آیت۱۵
	قواریرا	قَوَارِیۡرَا مِنۡ فِضَّۃٍ	الدھر،۷۶: آیت۱۶

پارہ سیم۳۰

نمبر شمار	لفظ	آیت	حوالہ
	یدعوا	فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ○	الانشقاق،۸۴: آیت ۱۱

	جاۗءَ	وَ جاۗیءَ یَوۡمَئِذٍۭ بِجَہَنَّمَ	الفجر، ۸۹: آیت ۲۳
	یتلوا	رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ	البینۃ، ۹۸: آیت ۲

[بنام مولانا صوفی ابوالوفاء محمد اسماعیل نوری]

8

قربانی کی کھالوں کے حوالے سے جواب یوں رقم فرمایا:

''قربانی کا چام روپے کے عوض نہیں بیچنا چاہیے مگر جب کہ خیرات کرنے کا ارادہ ہو اور چام کو پہنچانا مشکل ہو--- رہا مشترکہ چاموں سے مشترکہ برتن خریدنے کے لیے روپوں کے عوض فروخت کرنا تو مجھے جائز معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خود ہی نفع اٹھانا ہے---اور مسجد کے لیے بھی کہیں جزئیہ یا قاعدہ نہیں ملا، البتہ بہارِ شریعت میں جائز لکھا ہے، مگر وہ بھی میرے خیال میں تو یوں آتا ہے کہ ضرورتِ مسجد کے لیے ہو تو شاید ہو سکے اور زیب و زینت زوائد ہیں--- بہر حال میں تو یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ فروخت کرے تو صدقہ کر دے--- واللہ اعلم بحقیقۃ الحال''---

[بنام حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر، محررہ ۹رذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۹۲ھ/ ۱۴رجنوری ۱۹۷۳ء]

روحانی مسائل میں رہنمائی

فقہی مسائل کی طرح روحانی اور تصوف و طریقت سے متعلق معاملات میں بھی رہنمائی فرماتے--- آپ کے ایک نہایت ہی مخلص اور نیک سیرت مرید چودھری خوشی محمد نوری نے خط میں اپنا ایک خواب تحریر کیا کہ انھیں سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے مگر آپ کی ریش مبارک قدرے چھوٹی دکھائی دی--- اس پر آپ نے رہنمائی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

6

عزیزی شودری خوشی محمد صاحب نوری سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ --- بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ یہاں خیریت و عافیت ہے اور آپ کی عافیت مطلوب --- آپ کا ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء کا لکھا ہوا خط مل گیا ہے اور بڑی خوشی ہوئی ---

زیارت پاک ہی بہت بڑا انعام، دست بوسی اور پیشانی بوسی تو اور بہت ہی بڑا انعام ہے، اللہ تعالیٰ بار بار نوازتا رہے ---

ریش مبارک کا کم ہونا تمہاری اپنی کمی کی دلیل ہے، کیوں کہ وہ تو آئینۂ حق نما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم قدس حسنه و جماله و جاهه و جلالــه اور یہ زیارت مبارکہ خوش خبری بھی ہے کامیابی کی اور میں نے دعائیں بھی کر دی ہیں --- نئے وظائف کی ضرورت نہیں، بلکہ پہلے وظائف میں ہی حسب طاقت و وقت اضافہ کر لیں، کلمہ طیبہ پانچ صد کی بجائے ایک ہزار یا اور زیادہ کر لیں، یوں ہی درود پاک بھی بڑھا سکتے ہیں ---

[مکتوب محررہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۶ء]

منظوم خط اور درس تصوف

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ صرف ظاہری علوم کے عالم نہ تھے بلکہ وہ مجمع علم و عرفان، جامع شریعت و طریقت عالم و عارف تھے --- آپ کے مکتوبات میں جا بجا تصوف کا رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے --- گزشتہ صفحات میں شریعت پر پابندی، یادِ الٰہی، صبر و استقامت اور توکل کے عنوانات میں درج اقتباسات سے اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عالم، فقیہ اور درویش کامل تھے --- نثر نگاری کی طرح شعری ذوق بھی تھا، اچھے شعر کو پسند کرتے اور خود بھی شعر کہہ لیتے تھے --- بعض اوقات منظوم خط کا منظوم جواب تحریر فرماتے --- زیر نظر منظوم خط آپ نے اپنے تلمیذ صوفی ابو الوفا محمد اسماعیل کو تحریر فرمایا --- صوفی صاحب مذکور

شعری ذوق رکھتے تھے، غالباً انھوں نے منظوم خط لکھا ہوگا، جس کے جواب میں یہ مکتوبِ منظوم رقم فرمایا---اس خط کے مطالعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ قادرالکلام شاعر تھے اور آپ کا کلام تصوف کی چاشنی سے مملو اور آداب طریقت کی رموز و اصطلاحات سے مزین تھا---نیز اس مکتوب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کو فارسی زبان و ادب پر بھی کامل عبور تھا---مکتوب منظوم حسب ذیل ہے:

شعریکہ بسوی صوفی شاعر در خطے نوشتہ شد

ایا شاعر اگر داری شعورے — مداں دنیا بجز رہ را عبورے
مداں دنیا مگر چوں پُل بدریا — نسازد ہیچ عاقل خانہ پل را
زن و زر ہم زراعت را بفرمود — خدا - قرآں ببیں ، شہوات بے سود
ہلا صوفی نہ بندی دل بدنیا — کہ دنیا چہ - کمینہ تر بہ معنی
مداں دنیا بجز خواب و فسانہ — کہ دانا زیں شدن خواہد بہانہ
زمانہ بیں کہ پر شور و فتن شد — فزوں تر از فزوں افزوں محن شد
بجز علم خدائی کار صوفی — ہمہ زندیقی و بس بے وقوفی
اگر نور خدا جوئی ، بیا زود — ز دودہ باشی ورنہ زنگ افزود
بیا صوفی محمد اسماعیلا — جلیلا وَ جمیلا وَ خلیلا
بدانی ٹھٹھہ ٹھٹھا بی حقیقت — نہ پائیداری و کار طریقت
بروں نہ حر و برد سفر از دل — کہ حر و برد دوزخ زیناں مشکل
سقر را حار و زمہریر بارد — بداں و ز آمدن ایں جملہ شارد
ہلا صوفی کہ شیطانی ست مردود — کند مر طالباں را خیر مطرود
بگوید چہ کنی از علم حاصل — کہ جز انگلش نبینم ہیچ کامل

کمالے بس کمالِ دنیا بینم ہمیں سر خاکساری لیگ زینم
بداں صوفی کہ دنیا مزرع آخر چوں بروی بینی بس خروار وافر
نہ بے علم شریعت شعر شیریں کہ شیر و شیر متشابہ دیریں
بگوید نعت و ملعوں گردد از وے بگوید ذم و مطعوں گردد از وے
اگر داری دل دانا و بینا کلام نور را داری یقینا
نصیحت نور را مقصود و مامول قبولش گر کنی بس باشی مقبول
خدایت بگسلاند از ہمہ بند نمائد از ہمہ محبوب این قند
ترا وَ مایاں را طیبہ رساند کہ طیب ما ہمین ست و بداند
دلی بکنند عطا از دو دلی دور کند نورٌ علیٰ نورِ علیٰ نور
ترا وَ مایاں را مسرور بکناد ز زندیقانِ بے دیں دور بکناد

ان اشعار میں آپ شعر و شاعری سے شغف رکھنے والے صوفی محمد اسماعیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اے شاعر! اگر تم شعور سے کام لو تو دنیا کو اپنی حقیقی منزل نہ سمجھنا، بلکہ یہ تو فقط ایک رستہ ہے، جسے ہم نے عبور کر کے آخرت کی طرف سفر کرنا ہے--- دنیا ایک پل ہے اور کوئی بھی دانا پل کو گھر نہیں بناتا--- زن، زر اور زراعت (کھیتی باڑی) وغیرہ بحکم قرآنی لہو ولعب اور بے سود ہیں--- اے صوفی دنیا میں دل نہ لگانا کہ دنیا ادنیٰ اور کمینی ہے، دنیا کی حقیقت ایک خواب اور افسانہ سے زیادہ نہیں ہے---

یہ دور فتنہ و شورش کا ہے، صوفی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدائی اور روحانی علم کے علاوہ اللہ سے دور کرنے والے علموں میں وقت ضائع نہ کرے کہ ایسا علم زندیقی و بے ذہنی کے سوا کچھ نہیں--- اگر نور خدا کا طالب ہے تو دنیا کی رنگینیوں سے دور رہ--- اے جلیل القدر دوست صوفی اسماعیل! ٹھٹھہ و مذاقِ بے جا سے بچا رہ، کہ یہ آداب طریقت کے منافی ہے---

اے صوفی! شیطانی مکر و فریب سے بچ کر رہ، کیونکہ وہ تجھے دینی علوم سے دور کرنے

کے لیے وسوسہ اندازی کرے گا اور ملمع سازی سے دوسرے علوم کی ترغیب دے گا--- حالانکہ علم شریعت ضروری ہے کہ بغیر اس کے شعروں میں شرینی اور چاشنی ممکن نہیں اور علم شریعت کے بغیر گمراہی کا خطرہ ہے--- اگر دانا و بینا ہے تو اس کلام نور پر یقین رکھ اور نوری نصیحت کو پلے باندھ لے کہ میرا کام نصیحت کرنا ہے، قبول کرے گا تو مقبول ہو جائے گا--- اللہ تمہاری مشکلات کے تمام بند توڑے اور آسانیاں پیدا فرمائے اور ہمیں مدینہ طیبہ پہنچائے کہ اسی میں ہماری راحت و بہتری مضمر ہے--- گومگو اور دودلی سے اللہ بچائے اور تمھیں نورٌ علیٰ نور بنائے--- اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی شادمانی نصیب فرمائے اور زندیقوں اور بے دینوں کی صحبت سے بچائے---

تسامحات پر اصلاح

معاصرین میں سے اگر کسی عالم دین سے فقہی مسئلہ میں تسامح ہو جاتا تو آپ حکمت عملی کے ساتھ اسے توجہ دلاتے:

ماہ نامہ سالک---مفتی سید مسعود علی کے فتویٰ کی اصلاح

اہل سنت کے ممتاز عالم دین اور خطیب حضرت شاہ محمد عارف اللہ قادری[۸۱] کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہ نامہ ''سالک'' کے شمارہ دسمبر ۱۹۶۱ء میں نصاریٰ کی مدد سے تعمیرِ مسجد کے جواز پر اہل سنت کے نامور مفتی سید مسعود علی شاہ قادری[۸۲] کا فتویٰ شائع ہوا، یہ فتویٰ حضرت فقیہ اعظم کی نظر سے گزرا، تو آپ نے مفتی صاحب کو لکھا:

''محض نیاز مندانہ حیثیت سے معروض کہ فقیر کی نظرِ قاصر میں یہ فتویٰ نظرِ ثانی کا محتاج ہے''---

پھر آپ نے مفصل دلائل سے تسامح کی نشان دہی اور مسئلہ کی اصل صورت کی

توضیح فرمائی اور آخر میں تحریر فرمایا:

''امید کہ ضرور توجہ فرماتے ہوئے اصلاح فرمائیں گے یا پھر فقیر کے شبہات زائل فرمائیں گے--- وَ ذا ایضاً اصْلاحٌ فَالمَقْصُودُ هُوَ الْاِصْلَاحُ''---

[محررہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ/ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۱ء]

جس پر حضرت مفتی صاحب نے آپ کو شکریہ نامہ لکھا:

''گرامی نامہ موصول ہو کر عزت افزا ہوا، جناب والا نے جو اس نیاز مند کو غلطی پر مطلع فرمایا، اس کا بے حد ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے..........---

اب آخر میں مخلصانہ طور پر جناب سے یہ عرض ہے کہ آپ تحریر فرمائیں کہ اب اس کی اصلاح کس طور پر کی جائے؟--- مجھے افسوس ہے کہ مولانا عارف اللہ شاہ صاحب و دیگر تصدیق کنندگان نے اس پر کوئی توجہ نہ کی اور مولانا نے بغیر میری اطلاع کے اس فتویٰ کو شائع بھی فرما دیا، میں نے ان کو بھی خط لکھا ہے، امید کہ جواب سے مطلع فرمائیں گے--- آخر میں پھر جناب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا''---

نیاز مند سید مسعود علی قادری، مفتی مدرسہ انوار العلوم (ملتان)

محررہ ۲ جنوری ۱۹۶۲ء

اس پر حضرت سیدی فقیہ اعظم نے جواباً تحریر فرمایا:

''عنایت نامہ نے یادِ سلف کو تازہ کر دیا--- اس حوصلہ افزائی نے مجھے مخلصانہ طور پر ممنون بنا دیا--- فجزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء

حقیقت یہ ہے کہ یہ نیاز مند کوئی مفتی یا محقق نہیں مگر بعض مصالحِ شرعیہ کی بناء پر کبھی کچھ عرض کرنا پڑتا ہے، جو آپ ایسے حضرات کی بندہ نوازیوں سے قابل قبول بھی بن سکتا ہے''---

[محررہ ۶ جنوری ۱۹۶۲ء]

چونکہ یہ فتویٰ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی صاحب کا تحریر کردہ تھا، اس لیے تسامح کی نشان دہی کے بعد غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ [۸۳] نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا:

''مولانا سید مسعود علی صاحب سے جواب لکھوا کر بھجوا دیا ہے، امید ہے کہ ملاحظہ عالیہ سے گزرے گا --- اور سالک میں شائع شدہ فتویٰ کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے، جو ان شاء اللہ تعالیٰ سالک ہی کی قریبی اشاعت میں ملاحظہ عالیہ سے گزرے گی --- جناب کی یاددہانی کا بے حد شکریہ'' ---

فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی غفرلہ

۱۴ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ/ ۴ر جنوری ۱۹۶۲ء

ماہ نامہ سالک میں مطبوع فتویٰ اور تمام خط و کتابت کی تفصیل کے لیے فتاویٰ نوریہ، جلد ا، صفحہ ۱۸۶ تا ۱۹۰، کتاب الوقف، المساجد و غیرھا میں ملاحظہ کریں ---

ماہ نامہ ماہ طیبہ [۸۴] --- فتویٰ کی اصلاح

ماہ نامہ ''ماہ طیبہ'' سیالکوٹ میں طلاق کا ایک مسئلہ شائع ہوا، حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی نشان دہی کرتے ہوئے مدیر ماہ طیبہ کو تحریر فرمایا:

حامیٔ سنن ماحیٔ فتن حضرت مولانا الحاج محمد بشیر احمد صاحب مدظلہم

السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ --- مزاج گرامی؟ ---

یہاں دار العلوم میں متعدد حضرات کے نام ماہ نامہ ماہ طیبہ آتا ہے، مگر چونکہ عدیم الفرصتی کی بناء پر میں ہمیشہ نہیں دیکھ سکتا، لہٰذا ایک عزیز کے دکھانے سے بہت دیر کے بعد مسئلہ کتابت طلاقِ مکرہ نظر سے گزرا کہ طلاق صحیح ہے اور واقع ہو جائے گی اور بعدہ نمبرات میں تعاقب نظر سے نہیں گزرا --- اس کے متعلق محض اظہار حق اور تعلیماتِ دینیہ کی بنا پر معروض کہ جواب یوں چاہیے:

طلاق صحیح نہیں، واقع نہیں ہوئی---

فتاویٰ قاضی خان، جلد۲، صفحہ۲۱۹، خلاصۃ الفتاویٰ، جلد۲، صفحہ۹۱، بحر الرائق عن الخانیہ، جلد۳، صفحہ۲۴۶، وایضاً عن البزازیۃ شرح الاشباہ للحموی عن مجمع الفتاویٰ، صفحہ۵۶۷، فتاویٰ عالم گیری، جلد۲، صفحہ۶۳-۶۴، شامی، جلد۲، صفحہ۵۷۹ میں ہے:

وَالنَّظْمُ لہ فَلَو اُکْرِہَ عَلٰی اَن یَکتُبَ طَلاقَ امْرَأۃٍ فَکَتَبَ لَا تُطَلَّقُ---

نیز شامی رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت درالمختار کو بحر سے ان المرادَ الاکراہُ علَی التلفُظِ بالطلاق نقل کر کے مقید فرما دیا ہے--- بہرحال شمس وامس کی طرح واضح ہوا کہ حالت اکراہِ شرعی میں کتابت طلاق کا اعتبار نہیں اور یہی بہارِ شریعت، جلد۸، صفحہ۱۰ میں ہے، لہٰذا تصحیح فرما دیں--- نیز اگر بالفرض طلاق صحیح ہوتی تو لفظ استقبال تب بھی صحیح نہ ہوتا، بلکہ ''واقع ہوگئی'' ہوتا--- والسلام

آپ کا خیر اندیش ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

نوٹ: پرچہ بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ، مطابق جنوری ۱۹۵۶ء کو ملاحظہ فرمائیے---

ماہنامہ رضوان---تسامحات کی نشان دہی

حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ زادے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے اہل سنت کا علمی وادبی پرچہ ''رضوان''، جو پہلے ہفت روزہ، پھر پندرہ روزہ اور بعد ازاں ماہانہ شائع ہوتا تھا، جنوری ۱۹۵۴ء کے پرچے میں حضرت مولانا غلام رسول رضوی [۸۵] سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کا ایک مختصر علمی مقالہ بعنوان ''عظمت محبوب کبریا، حضور سید عالم نور خدا'' شائع ہوا--- موصوف ان دنوں دار العلوم حزب الاحناف میں مدرس تھے، اس مقالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت، محبوبیت اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مملکت احدیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں ہے، جو سلاطین کی شان ہے، اس پر برہان بیّن کہ بعض نفوس ایسے ہیں جو تمام عناصر و افلاک میں متصرف ہیں جیسے روح جبرائیل علیہ السلام کہ تمام افلاک اور عناصر اس کا بدن ہیں اور وہ سات آسمانوں کو محیط جیسے مروی ''رائیت جبرائیل و انه سد الافق'' اسی لیے اس کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے، جو سات آسمانوں سے اوپر ہے--- یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنوئیں میں ڈالا، جبریل کو حکم ہوا ''ادرك عبدی یوسف'' ابھی پانی کی سطح تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو آرام سے پکڑ کر رکھ دیا--- ایسے ہی جب سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گلہ پر آپ کے والد ماجد سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھری چلائی، ابھی جز لایتجزی کی مقدار نہ حرکت ہونے پائی تھی کہ حکم ہوا ''ادرك عبدی اسماعیل'' تو فوراً جبریل علیہ السلام نے چھری کو روک دیا---

اب یہ نہیں کہیں گے کہ جبریل علیہ السلام نے آنِ واحد میں ہزاروں میلوں کی مسافت طے کر کے وہاں پہنچے تھے، بلکہ سات آسمان اور عناصر جبریل علیہ السلام کے اعضاء ہیں--- اس عالم میں اس کا تصرف کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے اعضاء میں تصرف کرتا ہے، ایسے عزرائیل علیہ السلام کہ تمام ارواح اس کے اعضاء ہیں، تو قبضِ ارواح میں ان کا تصرف کرنا ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنے اعضاء میں تصرف کرے--- جب یہ مقدمہ مسلّم ہوگیا تو یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ روحِ مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عوالم کی جان ہیں اور آپ پر یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے--- ذاتِ ربّ العزت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی بمنزلہ ہے، اسی واسطے فرمایا ''وللّٰهِ المثل الاعلٰی'' تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی روح ہوئے تو ضروری ہے کہ آپ تمام جہانوں میں متصرف ہیں--- یہی وجہ ہے کہ ایک اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا، اگرچہ شق قمر بہت بڑا معجزہ ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تو ایسا ہے جیسے ایک ناخن کا فضلہ ناخن سے علیحدہ فرما دیا''---

[ہفت روزہ رضوان، ۲۱ تا ۲۸ رجنوری ۱۹۵۴ء]

دو صفحہ کے اس مقالہ کی اشاعت پر حضرت فقیہ اعظم نے علمی انداز میں اس کے تسامحات پر گرفت فرمائی اور مدیر رضوان علامہ سید محمود احمد رضوی کے نام یہ خط تحریر فرمایا:

''زین سیادت حضرت قبلہ شاہزادہ صاحب دامت برکاتہم وخیراتہم

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ--- مزاج ہمایوں باعث تصدیع خدام آنکہ، رضوان ۲۱-۲۸ر جنوری ۵۴ء کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ کی ناشائستہ عبارات کے متعلق جناب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ملاحظہ نہیں کی گئی تھیں اور چھپ گئیں اور یہ کہ ان کے متعلق کچھ تحریر کروں اور آپ رضوان میں شائع فرمائیں--- بناءً علیہ آج اس تحریر کے لیے وقت نکالا اور لکھنا شروع کیا، مگر معاً ارادہ بدل گیا کہ یہ مصلحت کے خلاف اور مخالفین کے تنبہ وتیقظ کا باعث بنے گا، مگر محض سکوت بھی مناسب نہیں کہ اگر ایک طرف سادہ لوح سنیوں کے فسادِ عقیدہ کا خطرہ ہے (جو صرف رضوان کی ذات تک محدود نہیں، بلکہ جمیع اہل السنّت والجماعت پر اس کی زد ہے، کہ رضوان ان کا ترجمان ہے اور پھر مدرس مرکز کا بیان ہے۔۱۲) تو دوسری طرف رضوان کے مخالفین پرویزیوں وغیرہم کے لیے بہترین حربہ ہے--- تو میرے خیالِ ناقص میں تدارک بایں طور بہتر ہے کہ آپ اپنی معذرت عدم ملاحظہ اور بیزاری بعد از ملاحظہ شائع فرمادیں اور اب تو غالباً جناب بھی ملاحظہ فرما چکے ہوں گے اور نمایاں طور پر ان سراسر اغلاط کے خطرناک نتائج بھی خیالِ اقدس میں آ چکے ہوں گے---

صد افسوس کہ جب روح جبریل علیہ السلام کا بدن تمام افلاک و عناصر سے مرکب ہوا تو جبریل ناری، بادی، آبی، خاکی، افلاکی بنیں گے اور ان کا مقام سدرۃ المنتہٰی ہے تو تمام افلاک وعناصر سدرۃ المنتہٰی کے اندر یا اوپر ہوں گے، کہ مقیم مقام کے اندر یا اوپر ہوا کرتا ہے--- پھر سد الافق سے جبریل علیہ السلام کا ساد اور افق کا مسدود ہونا ثابت ہوتا ہے جو تغایر کی دلیل ہے کہ فاعل ومفعول

متغایر ہوتے ہیں ولو اعتبارا یا نہ دلیل ترکیب و جزئیت وکلیت اور سرعت آنیہ سے طے مسافت بعیدہ ممکن بلکہ شرعاً واقع بلکہ واقع ونفس الامر میں یہ متکرر ومستمر ہے، تو فوریت ادراک سیدینا اسماعیل و یوسف علیہما السلام اس ترکب کی علت یا معلول کیسے بن سکتی ہے--- اور یہ تو کیا کہنا کہ محققین کرام نے اس کے متعلق کیا تحریر فرمایا--- کبیر، خازن، معالم، نیشا پوری، طبری، بیضاوی، مدارک، جلالین، ابوالسعود، مظہری وغیرہا میں ہے:

کان فی البیر ماء فسقط فیہ---

البتہ روح البیان نے کاشفی سے نقل کیا، مگر خود کاشفی اپنی تفسیر نقرہ کار کے صفحہ ۱۰۷ میں فرماتے ہیں:

تا درچاہ افتاد---

اور تشریف آوری جبریل امین برائے ایناس وغیرہ جاء - اتٰی - دخل جبریل اور بعث تعالٰی الیہ جبریل کے الفاظ سے بیان فرماتے ہیں، جو دعویٰ مذکور کے مبطل کلمات ہیں، کما لا یخفی--- اور ایسے ہی چھری کو روک دیا کا ثابت ہونا بھی مشکل ہے، بلکہ نص قرآن کریم میں نادینا کے ترتب اسلما و تلّہ پر اور عامہ مفسرین کے بیانات سے اس کا خلاف ہویدا ہے--- اور یہ تو اظہر من الشّمس ہے کہ مذاہب ائمہ میں نصوص کتاب وسنت ظاہر پر محمول ہیں--- ما لم یصرفہ الصارف القوی تو اوصاف جبریل جو نصوص سے ثابت ہیں، ان سے بھی یہ دعویٰ مردود ہے کہ نزول وتنزل مجیٔ وارسال ہبوط وانہباط اور عروج واستفتاحِ ابواب سماوات وغیرہا کے معانی حقیقیہ سے افلاک وعناصر اور روح سے جبریل کا مرکب ہونا ثابت ہورہا ہے، وَذا اَبینُ مِن اَن یبین--- اور یوں ہی تمام ارواح کے اعضائے عزرائیل ہونے پر کیا دلیل ہے؟--- پھر یہ جو کہہ دیا ذات رب العزت آنحضور کی روح کے بمنزلہ ہے، اس کا کیا مطلب اور مثل اعلی کی تفسیر کی کیا سند ہے؟---

فقیر اپنی حیثیت و نسبت خادمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ عرض کر رہا ہے کہ یہ عبارات بذات خود نہایت خطرناک ہیں اور پھر رضوان کا خصوصی طور پر مدرس حزب الاحناف کی طرف نسبت کر کے شائع کرنا صد ہا سخت خطرناکیوں کا فتحِ باب ہے--- اعاذنا اللّٰه و علیه التکلان و صلی اللّٰه تعالٰی علیه و آله وصحبه وسلم "---

الفقیر المنتظر ابوالخیر غفرلہ

۲۳ / رجب المرجب ۱۳۷۳ھ / (مارچ ۱۹۵۴ء)

علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب گرامی

جس طرح حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ تسامحات کی نشان دہی اور فروگزاشتوں کی اصلاح کرتے، یوں ہی علمی و فقہی اور تحقیقی مضامین کی حوصلہ افزائی فرماتے--- اس سلسلے میں علامہ سید محمود احمد رضوی کا ایک خط:

"حضرت فقیہ اعظم دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---

میٹنگ کے بعد والد قبلہ کے ساتھ واپس مکان پر آیا، کھانا کھا کر سو گیا--- بچہ نے جگایا کہ حضور والا تشریف لائے ہیں، فوراً دفتر میں آیا مگر حضور والا موجود نہ تھے--- آدمی دوڑایا مگر معلوم نہ ہو سکا کہ آپ تشریف لے گئے--- مسائل کے سلسلہ میں آپ سے کچھ معروضات بھی پیش کرنی تھیں، بہر حال 'رضوان' تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے--- حال ہی میں مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عنوان سے کچھ معروضات پیش کی ہیں، جو ظاہر ہے کہ ہمارے اکثر علماء کو پسند نہیں آئیں گی--- آپ کی سابقہ تحریر کے مطابق رسالہ اجلی الاعلام بغور مطالعہ کیا، واقعی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل حاضرہ کے

سلجھانے کے لیے جو ضابطے قاعدہ پیش کیے ہیں، ان سے کام لینا چاہیے--- آپ کا یہ فرمان صحیح ہے کہ اکابر علماء اس طرف توجہ نہیں دے رہے--- بہر حال فقیر حقیر نے چند معروضات پیش کی ہیں، حضور والا سے خصوصی طور پر عرض ہے کہ ملاحظہ فرمائیں--- مجھے علم کا دعویٰ نہیں اور نہ یہ کہ جو کچھ لکھا ہے وہ حرف آخر ہے، جو بھی غلطی کوتاہی ہو، اس سے بلا تکلف مطلع فرمائیں--- آپ کا سابقہ خط دل کے لیے مسرت و اطمینان کا باعث ہوا ہے، آئندہ بھی اسی کی توقع ہے کہ غلطی کی نشان دہی کی جائے--- امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے"---

والسلام

محمود احمد رضوی، مدیر رضوان لاہور

دسمبر ۱۹۷۱ء

سیاسی تسامحات پر کلمات خیر

جذبہ خیر خواہی کے تحت جہاں آپ دینی و شرعی مسائل و معاملات کے بارے میں احباب کو متوجہ کرتے، وہیں اہل سنت کے سیاسی رہنماؤں کو بھی جماعت کے اندرونی معاملات میں عدل و انصاف سے کام لینے کی ہدایت فرماتے--- علامہ احمد علی قصوری[۸۶]، جمعیت علماء پاکستان کے سرگرم کارکن اور رہنما تھے، انھیں ساتھیوں سمیت جمعیت سے خارج کر دیا گیا--- حسب دستور جمعیت انھوں نے اپیل کی، مگر شنوائی نہ ہوئی--- اسی اثناء میں قائدین جمعیت کا ضلع اوکاڑا کا دورہ ہوا--- علامہ شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبد الستار نیازی[۸۷]، بصیر پور تشریف لائے، اس موقع پر نورانی صاحب سے حضرت فقیہ اعظم نے بات کی--- انھوں نے فرمایا کہ قصوری صاحب مجھے درخواست بھجوا دیں--- قصوری صاحب نے موقع پر ہی درخواست (مع تفصیلات) پیش کر دی--- دورہ سے واپسی پر علامہ نورانی میاں نے وہ درخواست نیازی صاحب کے سپرد کر دی اور یوں قصوری صاحب اور ان کے ساتھیوں کو انصاف نہ مل سکا---

تو حضرت فقیہ اعظم نے نورانی صاحب کے نام گرامی نامہ تحریر فرمایا:

''مخدوم زادہ مخدومی حضرت مولانا الحاج شاہ احمد نورانی صدیقی

صدر جمعیت علمائے پاکستان دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---مزاج مقدس؟

بعد از آرزوئے قدم بوسی آنکہ دورہ پر تشریف آوری کے وقت مولانا احمد علی قصوری لاہوری کے متعلق عرض کیا تھا اور جناب نے بکمال ذرّہ نوازی وعدہ فرمایا تھا کہ اپیل کریں تو ذاتی طور پر تحقیق فرما کر معاملہ درست فرما دیں گے، مگر اب پتہ چلا ہے کہ جناب نے وہ اپیل نیازی صاحب کے سپرد فرما دی اور نیازی صاحب نے اخراج ہی برقرار رکھا--- اجازت ہو تو عرض کروں کہ براہ کرم خود اپنے طور پر تحقیق فرمائیں تو حضرت کا حکم ہر طرح قابل قبول ہے---

اگر یوں ہی قابل افراد ایک ایک کر کے خارج ہوتے رہے تو شاید یہ اچھا شگون ثابت نہ ہو--- بہرحال میرے سامنے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وہ تاریخی جملے ہیں، جو پہلے خطبہ میں ارشاد فرمائے:

اِنَّ اَضْعَفَکُمْ عِنْدِیْ اَقْوَاکُمْ حَتّٰی آخُذَ حَقَّہٗ وَ اَقْوَاکُمْ اَضْعَفُکُمْ حَتّٰی آخُذَ مِنْہُ الْحَقَّ---

حضرت نیازی صاحب بڑے اچھے ہیں، کام کے ہیں، مگر جو عقیدت و توقعات حضرت سے وابستہ ہیں، وہ ان سے نہیں--- پھر ابھی تک توبہ کا دروازہ بھی کھلا ہے، شاید جمعیت نے اپنا دروازہ بند کر لیا ہو--- بہرحال نظر خاص الخاص کی ضرورت ہے''---

والسلام مع الاکرام

فقیر ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ بقلم خود

۱۸ / مارچ ۱۹۷۹ء

اجتہادی بصیرت

اللہ تعالیٰ نے حضرت فقیہِ اعظم کو خصوصی فقہی واجتہادی بصیرت سے نوازا ہے، جس پر چھ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ نوریہ شاہد عادل ہے--- آپ کے بعض مکتوبات سے بھی آپ کی اجتہادی بصیرت کا پتا چلتا ہے--- آپ نے جب نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دیا، معاصر علماء نے بہت شور مچایا--- علمی انداز کے بجائے زیادہ تر سطحی اور مخاصمانہ انداز اختیار کیا، مگر بایں ہمہ آپ نے متعدد مسائل پر قلم اٹھایا اور داد تحقیق لی---

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ کے نام

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ مہار شریف وصدر جمعیت علماء پاکستان کے استفتاء پر آپ نے زخمیوں کے لیے خون کے استعمال کے جواز پر فتویٰ دیا تھا--- صاحبزادہ صاحب نے اب چند مزید مسائل جدیدہ پر تحقیق کے بارے میں لکھا، آپ نے جواباً یہ مکتوب تحریر فرمایا، جس میں علماء کے معاندانہ رویہ کا ذکر بھی ہے:

''شہنشاہِ خطابت حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضاتکم

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ--- مزاج گرامی؟---

مرسلہ حکم نامہ ملا اور قبل ازیں عیدی بھی، یاد آوری کا شکریہ مکرر--- یہ حضرت کا حسن ظن ہے، میں کیا اور میری صلاحیت کیا--- اصل مصیبت اپنوں کا انتشار اور تقلید بے جا ہے، اقوال مشائخ کو کتاب وسنت کا درجہ دیا جا رہا ہے--- طرفہ یہ کہ ضرورت وقت اور تغیرِ زمان کا لحاظ نہیں کیا جاتا، حالانکہ مشائخ کرام نے بڑا لحاظ فرمایا ہے--- اندریں حالات ہمارا خدا حافظ ہے، آپ خود ہی خیال فرمائیں

لاؤڈ سپیکر مفسد نماز ہے، چلتی گاڑی میں نماز نا جائز، ریڈیو کا اعلان غیر معتبر، ٹیلیفون نا قابل اعتماد، ضرورتِ شدیدہ کے وقت جاں بلب غازی کو خون دینا حرام وغیرہ وغیرہ مسائل وفتوے ہیں، جو علمائے عظام صادر فرما رہے ہیں اور کثرت محض تقلید پر ہے--- ہم قرآن پاک اور حدیث پاک کے نصوص پیش کریں تو کوئی اعتبار نہیں، بلکہ الٹے دشمنی بن جاتی ہے--- ورنہ میرا ایمان اور حقیقت ہے کہ ہمارا دین حرج سے پاک ہے اور حلِ مشکل کے وقت ٹھوس حل مل سکتا ہے، مگر فقیر سخت مجبور ہے، اپنوں کا ملال وجلال نا قابل برداشت ہے اور حکومت بھی اپنے خیال میں ہے اور مذاہب مختلف ہیں، پھر سب محتاط بھی نہیں اور عالم اسلام عید وصیام کے متعلق یکسانیت پیدا کرلے تو یہ بھی محالات سے ہے--- سورج کی طرح چاند کے طلوع وغروب میں بھی واضح فرق ہے، نماز پنج گانہ بھی ایک وقت میں ادا نہیں ہوسکتی--- یہاں ظہر پڑھتے ہیں اور مختلفہ ممالک کے اسلامیان عصر ومغرب وعشاء پڑھ رہے ہوتے ہیں--- مدینہ منورہ چاند ہوا، صبح عید مگر ہم روزے سے ہوتے ہیں--- ہاں! حقیقی یکسانیت کہ سب نماز ظہر ادا کرتے ہیں حاصل ہے، تو یوں ہی روزے اور عید سب مسلمان ادا کرتے ہیں بس اتنی یکسانیت اصل ہے، لہٰذا آسان اور بہترین حل یہ ہے کہ اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے--- یہ حل امید کہ علماء کرام بخوشی قبول فرمالیں گے، مگر عوام کا اضطراب پھر بھی ختم نہیں ہوتا--- امید کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص اور پیارے بندوں کی دعاؤں سے کوئی صورت پیدا ہوجائے گی، مگر فقیر سر دست کچھ لکھنے سے معذور ہے:

ع: والعذر عند کرام الناس مقبول"

شہزادۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام

حضرت سیدی فقیہ اعظم نے اپنی معرکہ آراء تصنیف مکبر الصوت وقت کے جید علماء کو

برائے مطالعہ بھجوائی اور ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ اس میں اگر کوئی غلطی ہو تو بالتعیین نشان دہی اور اصلاح فرما دیں، مگر کسی نے یہ زحمت نہ کی --- اس سلسلے میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام عریضہ تحریر کیا:

"امام المتكلمين، مقدام المفتين، بقية السلف، حجة الخلف، عالی جناب حضرت مولانا الحاج محمد مصطفیٰ رضا خانصاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ --- مزاج ہمایوں ---

معروض کہ وہ مقتدی جنہیں آوازِ امام براہِ راست نہیں پہنچتی اگر بذریعہ لاؤڈ سپیکر تکبیرات سن کر اپنے امام کی اقتدا کرتے ہوئے نماز ادا کریں تو آیا ان کی نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں، حالانکہ وحدتِ صوت، وحدتِ نوعیہ ہے اور شخص آوازِ اوّل اور شخصِ مسموع کے درمیان متعدد وسائط ہوائیہ متموجہ کا ہونا ضروری ہے --- پھر انقطاع تموج سے صوت منعدم نہیں ہو جاتا اور دوبارہ تموج ہو تو اس سے تجدید سماع ہوتی ہے اور آواز دوم پیدا نہیں ہوتی اور اگر مکبر الصوت سے سنی گئی آواز صدا ہے تو مسقّف اور چکنی گچ شدہ مساجد اور گنبد دار مساجد میں بھی تو صدا کا پیدا ہونا محسوس ومشاہد ہے اور صدا سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہیں ہوتا، اس سے عدمِ جوازِ نماز کیوں کر ثابت ہو سکتا ہے، حالانکہ بہت سے افراد وہ ہیں کہ ان کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور مکبر نہیں بن سکتے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا پڑھنا سجدہ واجب نہیں کرتا اور مکبر بن سکتے ہیں اور عدمِ وجوب سے عدمِ جواز پر استدلال عجیب ہے، پھر قرون سابقہ سے آج تک ایسی مساجد میں نماز باجماعت گو نمازی بکثرت ہوں بلا نکیرِ منکر بالاجماع ادا ہوتی چلی آئی ہے، حالانکہ لاؤڈ سپیکر کی صدا نسبتہً زیادہ صاف اور واضح ہوتی ہے، پھر ادائیگی افعالِ نماز میں استفادہ عن الخارج علی الاطلاق مفسد نہیں، اصحابِ قباعینِ نماز میں خارج عن الصلوٰۃ کی خبر تحویل قبلہ پر عمل پیرا ہوئے --- امام مسافر بعد از سلام مقیم مقتدیوں کو اتموا صلاتکم فانا قوم سفر کہا کرتا ہے، حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

امامت میں صحابہ کرام کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر اشارۂ مفہمہ، اتمام نماز فرمایا الی غیر ذٰلك من الشواهد اور لاؤڈ سپیکر میں بھی افعالِ نماز کے متعلق ہی رہنمائی پائی جاتی ہے، بعض حضرات تلقن من الخارج سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہاں تلقن فقہی تو کیا تلقنِ لغوی بھی نہیں پایا جاتا کما لایخفٰی علٰی من خدم کلمات القوم --- بہر حال پُرزور استدعاء کہ براہ کرم جوابِ باصواب سے سرفراز فرمائیں اور حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل السنّت والجماعت رضی اللہ عنہ کا کوئی فتویٰ مبارکہ اس کے متعلق ہو تو ضرور مستفیض فرمائیں --- جس ہدیہ پر دستیاب ہو سکے اور جہاں سے ملے بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ ضرور حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی ورنہ بحکم الولد سر لابیہ مجھے آپ کا فتویٰ بھی بڑا ہی مرغوب ہے --- نیز حضرت مذکور الصدر رضی اللہ عنہ کا رسالہ مبارکہ الکشف شافیا حکم فونو جرافیا کی بھی بڑی ضرورت ہے --- جواب کے لیے لفافہ حاضر ہے، امید کہ حتی الامکان جلدی ہی جواب سے سرفراز فرمائیں گے'' ---

والسلام مع الاکرام

خط کا جواب نہ آیا، البتہ غالباً ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۱ء کے سفر حج و زیارت کے موقع پر حضرت فقیہ اعظم کی حضرت مفتی اعظم ہند سے مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ملاقات ہوئی، اس سے چند سال پہلے آپ اپنی تصنیف مکبر الصوت انہیں بھجوا چکے تھے، دوران گفتگو مکبر الصوت کا تذکرہ ہوا، تو حضرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا:

''میں خود تو نہیں دیکھ سکا، البتہ جامعہ مظہر العلوم کے صدر مدرس مفتی افضل حسین [۸۸] کو دیا تھا، مگر مولانا! وہ تو آپ کی تحقیق سے متفق ہو گئے'' ---

سراج الفقہاء کے نام خط

اسی طرح آپ نے سراج الفقہا مولانا سراج احمد خانپوری (م۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) کے نام ان کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

"عمدۃ المحققین، قدوۃ المدققین، استاذ العلماء، سراج الفقہاء

ادام اللہ تعالیٰ ضیائھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---مزاج ہمایوں!

تقریباً دو ماہ ہوئے جناب کا والا نامہ ملا، جس میں مندرج تھا کہ علینا اتباع ما صححوہ و رجحوہ کما لو افتونا فی حیوٰتھم کی بنا پر بندہ ہر مسئلہ میں تقلید امام اعظم بریلوی رحمۃ اللہ علیہ واجب جانتا ہے کہ وہ کبیر فی العلم تھے......الخ---

جواباً معروض کہ فقیر بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ کسی مسئلہ میں بھی اپنی رائے کو اتباع پر مقدم نہیں رکھتا اور مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان کو مانتا اور تصانیفِ عالیہ سے بہت زیادہ استفادہ کرتا ہے اور حضرت کے رسالہ مبارکہ اجلی الاعلام بان الفتویٰ علی قول الامام کی تحقیق کے مطابق تصحیح و ترجیح مشائخ کو مانتا ہوں---میں تو چیز ہی کیا، بڑے بڑے مشائخ وعلمائے کرام بھی مدعیانِ اجتہاد نہیں، حتیٰ کہ یہی علامہ شامی جن کی تحقیقات پر بہت ہی زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے، مدعیٔ اجتہاد نہیں--- اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے افتائے عرفی سے کسی اہل علم کو منع نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ فرمایا ہے کہ جو فتویٰ میری طرف منسوب ہو، وہی حق اور واجب الاتباع ہے، بلکہ یہ بھی نہیں فرمایا کہ فرعیات میں میرے فتوے کے خلاف کوئی کچھ بول نہیں سکتا، خواہ کتنے بڑے بڑے اشکالاتِ ظاہرہ پیش آئیں لب ہی نہیں ہلا سکتا اور نہ ہی اہل السنّت والجماعت سے اس کے متعلق اطمینان قلب کے لیے کچھ عرض کر سکتا ہے---بصد آداب معروض کہ مندرجات تحریر جناب سے سخت ہی تعجب وتحیر دامن گیر ہے کہ میں جناب کو تصویر صداقت تصور کرنے والوں سے ہوں اور اسی غرض سے اپنا رسالہ مکبر الصوت بھی جناب کے نام پوسٹ کر دیا تھا--- حضور وہ رسالہ ایک ایسے فتوے کی شکل میں ہے، جو علمائے کرام کے پیش بطور استصواب رائے کیا جائے---

قائلین عدم جوازِ نماز کی صرف چار دلیلیں سنی گئی ہیں، جن پر قدرے تفصیلی تبصرہ کیا گیا ہے--- اعلیٰ حضرت اور دوسرے ائمہ قدیم وحدیث کے

فیوض و برکات سے لکھا گیا ہے--- اب دوبارہ وہ رسالہ بھیج رہا ہوں اور حضور کے اخلاق کریمانہ سے امید کرتا ہوں کہ ضرور نظر غائر فرمائیں گے---

میں نے جناب کے رسائل فرائض وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے، جن میں حضور نے متواضعانہ شان سے اپنی لیاقت واہلیت کی نفی فرماتے ہوئے دعویٰ فرمایا ہے کہ ان رسائل کا ایسی تحقیقات پر مشتمل ہونا جن پر سید شریف جیسے بلند پایہ محققین کی نظر بھی نہیں پہنچ سکی، یہ محض حضور پُرنور سید عالم ﷺ کا ہی فیض ہے--- حضرت! میرا اعتقاد بھی یہی ہے کہ بحکم و آخرین منهم لما یلحقوا بهم حضور پُرنور سید عالم ﷺ کے فیوض و برکات بلا واسطہ اور بالواسطہ آج بھی جاری ہیں اور جس پر بھی نظر کرم فرمادیں وہی کسی بڑی تحقیق تک فوراً پہنچ جاتا ہے، میری اور آپ کی کیا تخصیص، سب اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے: ع

تو اگر برہم چومن ، باشد چہ جائے گفتگو

حضرت رسالہ مرسلہ کو ملاحظہ فرمائیں، اگر صحیح ہو تو تصدیق فرمائیں، ورنہ جو جو غلطیاں ہیں ان پر بالتعیین مطلع فرمائیں، مجھے قبول حق سے بفضلہٖ وکرمہٖ انکار و عار نہیں--- آپ جیسی جلیل القدر ہستیوں کا فرض ہے کہ متلاشیانِ رشد و ہدایت کی رہنمائی فرمائیں--- جزاکم اللّٰہ تعالٰی جزاء کافیاً'---

والسلام مع الاکرام

محررہ ۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ

جدید مسائل---علماء کو دعوت فکر و نظر

ان مکتوبات سے واضح ہے کہ آپ کی مسائل جدیدہ پر خصوصی نظر تھی اور آپ علمی انداز میں علماء کو متوجہ فرماتے تھے--- آخر میں فتاویٰ نوریہ سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، جس سے آپ کی اجتہادی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے--- دیکھیے کس درد سے لکھتے ہیں:

”کیا تازہ حوادثات ونوازل کے متعلق احکام شرعی موجود نہیں کہ ہم بالکل صُمٌّ بُکۡمٌ بن جائیں اور عملاً اغیار کے ان کافرانہ مزعومات کی تصدیق کریں کہ معاذ اللہ اسلام فرسودہ مذہب ہے، اس میں روزمرہ ضروریات زندگی کے جدید ترین ہزارہا تقاضوں کا کوئی حل نہیں، و لا حول و لا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم --- یہ حقیقت بھی اظہر من الشّمس ہے کہ کسی ناجائز اور غلط چیز کو اپنے مفاد و منشاء سے جائز و مباح کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، مگر شرعاً اجازت ہو تو عدم جواز کی رٹ لگانا بھی جائز نہیں، غرضیکہ ضد اور نفس پرستی سے بچنا نہایت ضروری ہے--- کیا ہی اچھا ہو کہ ہمارے ذمہ دار علمائے کرام محض اللہ تعالیٰ کے لیے نفسانیت سے بلند و بالا سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایسے جزئیات کے فیصلے کریں--- مگر بظاہر یہ توقع، تمنا کے حدود طے نہیں کرسکتی اور یہی انتشار آزادخیالی کا باعث بن رہا ہے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون---

[فتاویٰ نوریہ، جلد۳، صفحہ ۵۳۳]

حوالہ جات

۱......مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، تصنیف صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری، صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۷

۲......مولانا ابوالسرور منظور احمد شاعر نوری، حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹

۳......حضرت باباجی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے ملاحظہ کریں:

❶ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۹۰

❷ ''حضرت باباجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ''، از محمد محبّ اللہ نوری

۴......حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے مطالعہ کریں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۵۷ تا ۵۹

۵......مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، نام محمد اور عرفی نام مصطفیٰ رضا تجویز کیا گیا---۲۲/ذی الحجۃ المبارکہ

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء، بروز جمعہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، ۱۸ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے---
۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء کو وصال فرمایا--- الفتاویٰ المصطفویہ آپ کی علمی یادگار ہے--- احقر نے ان کے وصال پر تعزیتی شذرہ تحریر کیا تھا جو ماہ نامہ نورالحبیب، بصیر پور، ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ میں شائع ہوا---

۶......مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی--- حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۶

۷......مولانا ابوالسراج محمد بشیر رضوی، جامع مسجد مدینہ ساہیوال کے خطیب تھے، وہ بہت پرسوز انداز میں خطاب کرتے، تحریک نظام مصطفیٰ (۱۹۷۷ء) میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں--- ۴ر مئی ۲۰۰۴ء کو وفات پائی---

۸......الحاج چودھری خوشی محمد نوری مدنی کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۷

۹......مولانا الحاج رشید احمد نوری--- حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۷۷ تا ۸۰

۱۰......مولانا زید احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے ملاحظہ کریں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۸ تا ۸۹

۱۱......سراج الفقہاء مولانا سراج احمد بن مولانا احمد یار بن مولانا محمد عالم فن میراث کے ماہر عالم دین تھے، آپ کی ولادت ۱۳۰۳ھ کو خان پور کے مضافاتی قصبہ مکھن بیلہ میں ہوئی، کم و بیش ستر سال تک تدریس کی--- الزبدۃ السراجیۃ آپ کی مشہور تصنیف ہے--- ۵ر ذیقعد ۱۳۹۲ھ/۱۲ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو وصال ہوا---

۱۲......حضرت صاحبزادہ مولانا سعید احمد کے والد گرامی الحاج خواجہ فضل احمد چشتی نظامی، صاحبِ دردوسوز شیخ طریقت تھے، حضرت صاحبزادہ صاحب ۴ر رجب المرجب ۱۳۷۱ھ، شب پیر، ٹبی لعل بیگ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۶ء میں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں داخلہ لیا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے تعلیم حاصل کر کے ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں سند فراغت حاصل کی--- وہ بہت صالح تھے،

زمانہ طالب علمی ہی سے عبادت و ریاضت کا خاص ذوق تھا، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں آٹھ سالہ قیام کے دوران میں ہمیشہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز با جماعت کی پابندی کی، پہلی صف میں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے کھڑے ہوتے---

مزید حالات کے لیے دیکھیے، ماہ نامہ نور الحبیب، ستمبر ۲۰۱۶ء

۱۳......مولانا صابر علی وٹو نوری حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کے جید تلامذہ میں سے تھے، وہ بڑے محنتی اور زیرک تھے--- درسی کتابوں پر مکمل عبور تھا--- سند فراغت حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ کوہ مری اور دیگر علاقوں میں تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد مستقل لاہور میں مقیم ہو گئے اور کم و بیش چالیس سال تک یہاں تبلیغی و تدریسی کام کرتے رہے--- چند سال طبیہ کالج میں پروفیسر بھی رہے--- وہ بڑے خلیق، مخلص، دوستوں کے دوست، نڈر، بہادر اور گوناگوں اوصاف کے حامل تھے--- عرس فقیہ اعظم کے موقع پر کسی ایک نشست میں خطاب یا نماز کے ساتھ درس قرآن دیتے--- فضلائے دارالعلوم کی سالانہ کانفرنس میں باقاعدگی سے شرکت کرتے اور ہمیشہ مرکز سے رابطہ میں رہتے---عید الاضحیٰ کے روز ۱۷ر نومبر کو عصر کے وقت برین ہیمبرج ہوا، ۱۲ر ذوالحجۃ المبارکہ ۱۴۳۱ھ، ۱۹ر نومبر ۲۰۱۰ء، جمعہ کی شام کو راہی ملک بقا ہو گئے---

۱۴......مولانا حاجی چودھری عبد الرحمٰن، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۷۸

۱۵......مولانا ابوالفیض علی محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف کے لیے ملاحظہ کریں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۷۶ تا ۷۷

۱۶......مولانا الحاج ابن الفیض خواجہ غلام حسین سدیدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۲۶۲

۱۷......مولانا الحاج غلام حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ--- حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۳

۱۸......حضرت مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے، موصوف اہل سنت کے ممتاز عالم دین، مفتی، مترجم قرآن، مفسر، محدث، ادب عربی پر عبور رکھنے والے گوناگوں

صلاحیتوں کے حامل جید عالم دین تھے--- حضرت غزالی زمان سید احمد سعید کاظمی شاہ قدس سرہ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ایک عرصہ تک استاذ اور نائب مفتی رہے، پھر لاہور آگئے، جہاں مختلف مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد ۱۹۸۶ء میں گلبرگ میں جامعہ رضویہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا--- انھوں نے بہاول پور یونی ورسٹی سے ایم اے اسلامک لاء اور پنجاب یونی ورسٹی سے ادب عربی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی--- متعدد کتب کے مصنف تھے، چند سال پہلے عمدۃ البیان کے نام سے ترجمہ قرآن مکمل کیا تو اس پر تقریظ لکھوانے بصیر پور تشریف لائے، رات یہاں قیام کیا اور نماز فجر کے بعد سیکڑوں طلبہ و نمازیوں کو درس قرآن دیا، جس میں حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا--- وہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے، ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ، ۳۱ راگست ۲۰۱۰ء کو اپنے خالق سے جا ملے---

۱۹..... صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ ممتاز روحانی، علمی، ادبی، سیاسی شخصیت تھے، ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو آلومہار شریف ضلع سیال کوٹ میں پیدا ہوئے--- فارسی، عربی کی ابتدائی کتب کے بعد عصری علوم کی طرف متوجہ ہوئے، اپنے والد مکرم سید محمد حسین شاہ سے بیعت ہوئے اور روحانی تربیت پائی--- ۱۹۳۳ء میں ان کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ امینیہ آلومہار شریف کے سجادہ نشین بنے---

آپ سرو قد، حسین و جمیل، خوش پوش، وضع دار اور میدان خطابت کے شہ سوار تھے--- خطیب الاسلام اور ابو الکلام کے القاب آپ پر جچتے تھے--- زبان کی روانی اور بیان کی حلاوت سے سامعین کو مسحور کر دیتے--- کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان استعمال کرتے اور مقفع مسجیٰ ادبی جملوں سے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتے--- جوانی کے زمانے میں مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے آزادیٔ ہند کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا--- ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار کیے گئے--- قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام سے علیحدگی اختیار کی اور جمعیت علمائے پاکستان میں شامل ہو گئے--- صدر جمعیت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری کے وصال (۱۹۶۱ء) کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے---

حضرت صاحبزادہ صاحب گوناگوں صلاحیتوں کے حامل تھے، حضرت سیدی فقیہ اعظم کی

فقہی واجتہادی بصیرت کے معترف تھے، جاں بلب مریضوں کو خون لگانے اور ان کے لیے خون کا عطیہ دینے کے بارے میں آپ کا استفتاء فتاویٰ نوریہ، جلد سوم میں شامل ہے، جس کے جواب میں حضرت فقیہ اعظم نے عطیہ خون کے جواز کے بارے میں تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا---حضرت صاحبزادہ صاحب نے کئی بار دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے سالانہ جلسوں میں خطاب فرمایا---وہ سخن فہم تھے، اقبالیات پر گہری نظر تھی، خود بھی منجھے ہوئے شاعر تھے---
۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ/۲۳ر فروری ۱۹۸۴ء کو دار فنا سے دار بقا کو رخصت ہوئے---

۲۰......مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۴

۲۱......فتاویٰ نوریہ، جلد دوم، کتاب النکاح، باب المصاھرۃ، صفحہ ۵۴۴ پر ایک استفتاء ہے، جو گمان غالب ہے کہ انہی کا مرسلہ ہے، اس میں آپ کا ایڈریس یوں ہے:
مولانا ابو الوفاء محمد اسماعیل، از ٹھٹھہ سید علی داخلی کماں اسلام پور ضلع منٹگمری (حال ساہیوال) مرسلہ ۲۸ر ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء، مزید حالات کے لیے ملاحظہ کریں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۷۷

۲۲......حضرت مولانا مفتی محمد اکبر علی محمود پوری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سادگی و درویشی میں سلف صالحین کا صحیح نمونہ تھے، انہیں علوم عقلیہ ونقلیہ میں بڑی مہارت تھی، وہ مایہ ناز مدرس، ژرف نگاہ محقق، صاحب بصیرت مفتی، متقی و پرہیز گار، عبادت گزار اور شب زندہ دار تھے---وہ حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے، انہوں نے آپ سے موضع واسو سالم میں شرح وقایہ، حسامی، مشکوٰۃ، جلالین وغیرہ کتب بڑی محنت سے پڑھیں، بعد ازاں حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ گرامی عمدۃ المحققین، جامع معقول ومنقول، حضرت مولانا فتح محمد بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ سے شرح عقائد، خیالی، زواہد ثلثہ، سراجی، رشیدیہ اور دیگر کتابوں کا درس لیا، پھر دہلی سے دورۃ الحدیث کرنے کے بعد شیخ طریقت حضرت بابو جی خواجہ غلام محی الدین گولڑوی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور بہاول نگر کے قریب موضع کبوتری میں قیام پذیر ہو گئے---تیس چالیس گھروں پر مشتمل اس چھوٹی سی بستی میں مدرسہ انوار مصطفیٰ قائم کیا اور خلوص وللّٰہیت سے عمر بھر درس وتدریس اور افتاء کی خدمات

سرانجام دیتے رہے--- آپ کے تلامذہ میں سے متعدد علماء وفضلاء مختلف مقامات پر دینی کام کررہے ہیں، مناظرِ اسلام علامہ غلام مہر علی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں، جیسا کہ انہوں نے خود اپنی تصنیف ''الیواقیت المھریۃ'' میں اس حقیقت کا یوں اظہار کیا:

قرأتُ علیہ اَسبَاقَ ھدایۃِ النحوِ و القدوری---

[الیواقیت المھریہ، صفحہ ۱۲۱]

علامہ غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ گرامی کا تعارف یوں پیش کرتے ہیں:

الفَاضلُ الجلیل و العالمُ النبیل، المفتی الوحید و الفقیہ الفرید، العلامہ مولانا محمد اکبر علی المحمود بوری ثم الکبوتروی---

اور آگے چل کر رقم طراز ہیں:

و للفاضلِ الممدوحِ مھارۃٌ تامۃٌ فی الفقہِ و الاصول و دراکٌ کامل فی جمیع العلوم---

''فاضل ممدوح کو فقہ، اصول فقہ میں پوری مہارت اور تمام علوم میں مکمل دسترس حاصل ہے''---

حضرت مفتی صاحب مرحوم کو فقہ سے خاص تعلق تھا، فتویٰ نویسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے، انہیں فقہی جزئیات کا کامل درک اور فقہی عبارات اور حوالے بکثرت حفظ تھے--- تحصیل علم سے رسمی فراغت کے بعد بھی وہ سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اکثر حاضری دیتے اور فقہی رہنمائی حاصل کرتے تھے، وہ بلاشبہ عصر حاضر کے جلیل القدر فقیہ تھے، انہیں اپنے استاذ گرامی حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی، وصال کے بعد قبر انور پر حاضری اور راحقر کو اپنی شفقتوں سے نوازنے کے لیے پیرانہ سالی کے باوجود سال میں ایک دو مرتبہ ضرور بصیر پور آتے---

موصوف بڑے خوش خط تھے، سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر مولانا جامی قدس سرہ السامی کی تصنیف ''نفحات الانس'' کی فہرست حروف تہجی کے مطابق ترتیب دی، فہرست کے بغیر اس کتاب سے استفادہ بہت مشکل تھا، حضرت مفتی صاحب مرحوم کی محنت سے یہ مشکل آسان ہوئی، ان کی مرتب کردہ فہرست کی فوٹو کاپی احقر کے پاس محفوظ ہے---

حضرت مفتی محمد اکبر کے صاحب زادے مفتی منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے جیّد فاضل اور قابل ترین مدرس تھے ۴رستمبر ۱۹۹۷ کو داغ مفارقت دے گئے، اب ان کے صاحبزادے مفتی محمد طاہر صاحب حفظہ اللہ اپنے جد امجد کی علمی و روحانی مسند کی زینت ہیں اور ان کے فتاویٰ کو ترتیب دے رہے ہیں---

حضرت مفتی محمد اکبر کی ولادت ۱۳۳۱ھ میں ہوئی اور تقریباً ترانوے برس کی عمر میں ۲۳رمحرم الحرام ۱۴۲۴ھ/ ۲۷رمارچ ۲۰۰۳ء، بروز جمعرات یہ مجسمۂ عمل و علم اور پیکر مہر و حلم اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا---

۲۳......مولانا ابوالاسد محمد اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملاحظہ فرمائیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۹

۲۴......سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی ۱۲رمئی ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے---

حضرت سلطان الواعظین ملک کی ان ممتاز ہستیوں میں سے تھے، جن کی زندگی ایک مستقل تاریخ ہے--- انھوں نے اپنے والدگرامی حضرت مفتی ابو یوسف محمد شریف قدس سرہ العزیز (م۱۹۵۱ء) (جو اپنے عہد کے فقیہ اعظم تھے) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت سید ابوالبرکات قدس سرہ العزیز ایسے اساطین علم سے فیض حاصل کیا--- ۱۹۳۵ء میں (حضرت فقیہ اعظم محدث بصیر پوری کے سنہ فراغت سے دو سال بعد) دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سند فراغت حاصل کی--- آپ کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں اوصاف سے متصف فرمایا تھا، وہ خوش آواز خطیب، صاحب طرز ادیب، ممتاز مصنف، قادر الکلام شاعر اور جید عالم دین تھے--- آپ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا، نظریہ پاکستان کی بھرپور حمایت کی اور اپنی تقریروں کے ذریعے پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں موثر کردار انجام دیا---

اس اثنا میں ان کا یہ شعر بہت مقبول ہوا:

پاک اللہ ، پاک احمد ، پاک جسم و جان ہو
کیوں نہ رہنے کے لیے بھی ملک پاکستان ہو

آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے، جن میں سچی حکایات (۵رجلدیں)، واعظ (۴رجلدیں)، خطبات (۲رجلدیں)، خطیب، ختم نبوت، آنا جانا نور کا، لبیک یا سیدی، سنی علماء کی حکایات، علمائے دیو بند کی حکایات، شیطان کی حکایات وغیرہ بطور خاص مشہور ہوئیں--- مزید براں

''آج کل'' اور ''جبل نور'' کے نام سے دو شعری مجموعے بھی چھپ چکے ہیں---

حضرت سلطان الواعظین خوش آواز مقرر تھے، وہ اپنے انداز خطابت کے موجد بھی تھے اور خاتم بھی--- ملک کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو، جہاں آپ کا خطاب نہ ہوا ہو--- انھوں نے دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے سالانہ جلسوں میں متعدد مرتبہ خطاب کیا---

بالآخر اس خاک دانِ عالم میں کم وبیش ۷۹ برس گزارنے کے بعد ۱۹؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/۴؍اگست ۲۰۰۷ء کو اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور اگلے روز آبائی گاؤں کوٹلی لوہاراں (سیال کوٹ) میں ان کے والد گرامی کے پہلو میں ان کی تدفین ہوئی --- آپ کے چار صاحبزادے ہیں، بڑے صاحبزادے مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل اعلیٰ پائے کے خطیب اور شیریں نوا مقرر ہیں---

۲۵......مولانا ابو الحقائق محمد رمضان المحقق النوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷

۲۶......میاں محمد صادق قصوری بن میاں شہاب الدین بن مہر جیون، ۱۹؍مئی ۱۹۴۲ء کو برج کلاں ضلع قصور میں ایک علم دوست صحیح العقیدہ سنّی ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے--- ۱۹۶۰ء میں سیکنڈ ڈویژن میٹرک کا امتحان پاس کیا، پھر چند روز دار العلوم حنفیہ فریدیہ میں زیر تعلیم رہے--- ازاں بعد محکمہ زراعت میں ایک سالہ کورس کر کے بطور فیلڈ اسسٹنٹ ملازمت کا آغاز کیا، اپریل ۱۹۸۹ء کو زراعت انسپکٹر کے عہدے پر ترقی ملی---حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اوّل پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے---حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کی--- ۱۹۷۱ء سے تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں، ان کی کتاب ''اکابر تحریک پاکستان'' بہت مقبول ہوئی--- تین درجن سے زائد کتابیں تصنیف کر چکے ہیں--- مولانا عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں خلافت عطا کی، وہ مولانا پر کئی کتابیں لکھ چکے ہیں--- ذیابیطس کے پرانے مریض ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں شفاء کاملہ عطا فرمائے---

مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو: ''مجاہد ملت'' از محمد صادق قصوری، صفحہ ۸۱۷ تا ۸۴۷

۲۷......حاجی محمد عظیم--- حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۴

۲۸......مولانا محمد فیض المصطفیٰ نوری حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے، حضرت مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ ام الفیض بنت حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہا کے بڑے صاحبزادے ہیں، ۲۰/ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو ولادت ہوئی، گورنمنٹ ہائی سکول S.P/39 سے مڈل پاس کرنے کے بعد ۱۹۷۹ء میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں داخلہ لیا--- درس نظامی کے ساتھ میٹرک تا ایم اے، بی ایڈ کے امتحانات یہیں رہتے ہوئے پاس کیے--- ۱۹۹۰ء میں گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی ٹیچر کی حیثیت سے تقرری ہوئی--- حضرت جانشین فقیہ اعظم کے ہمراہ حرمین شریفین اور بعض دیگر ممالک کے متعدد سفر کیے---

۲۹......مفسر قرآن ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری بن پیر محمد شاہ بن پیر امیر شاہ کی ۲۱/ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ/ یکم جولائی ۱۹۱۸ء کو بھیرہ (سرگودھا) میں ولادت ہوئی--- موصوف نے وقت کے جید علماء اور ماہرین فن سے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی، خصوصاً امام المناطقہ مولانا محمد دین بدھوی سے معقولات کی اعلیٰ کتب سبقاً پڑھیں، پھر حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عبقریٔ عصر محدث ومفسر اور عظیم رہنما سے دورہ حدیث شریف پڑھا اور تربیت پانے کے بعد جامعہ ازہر شریف میں داخلہ لیا--- وہاں اپنی علمیت کا لوہا منوایا اور اعلیٰ پوزیشن حاصل کی--- بعدہ علوم جدیدہ میں بھی مکمل دسترس حاصل کی---

حضرت ضیاء الامت نے فروغ تعلیم کے لیے جدید نصاب مرتب کیا اور دار العلوم جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ کو اوج کمال تک پہنچایا--- آپ بلند پایہ ادیب، مفسر قرآن اور سیرت نگار ہیں، کئی جلدوں پر مشتمل تفسیر ضیاء القرآن اور ضیاء النبی آپ کے علمی شاہکار ہیں---

حضرت ضیاء الامت کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں اوصاف سے نواز رکھا تھا، وہ سیرت وکردار کے اعتبار سے سلف صالحین کا صحیح نمونہ تھے، عجز وانکسار اور تواضع وخاکساری ان کا نمایاں وصف تھا، ان سے جب بھی ملاقات ہوتی، بے پناہ شفقتوں سے نوازتے--- حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، فقہی اور اجتہادی کام، خصوصاً فتاویٰ نوریہ کی بے حد تعریف وتوصیف کرتے اور اس سے استفادہ کا برملا اظہار فرماتے---

حضرت پیر صاحب جہاں مسند ارشاد پر فائز شیخ طریقت اور واقف اسرار حقیقت تھے،

وہیں صاحب نظر عالم دین، ژرف نگاہ محقق، عظیم سکالر، بلند پایہ مصنف، حق گو مبلغ، شفیق معلم، صاحب بصیرت راہنما اور ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ تھے---

۱۴۱۸ھ کو عید اضحیٰ کی شب کو آپ کا وصال ہوا---

۳۰......علامہ سید محمد محمود احمد رضوی، مفتی اعظم حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، جید عالم دین، راست فکر مبلغ، نامور مصنف اور ہمہ جہت شخصیت تھے--- علامہ رضوی صاحب ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے، فقہ و حدیث کی کتب اپنے والد گرامی اور جد امجد سے، جب کہ معقولات و منقولات کی اعلیٰ کتب مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اساطین علم و فن سے پڑھیں--- ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس میں دستار فضیلت حاصل کی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دستار بندی کرائی--- درس و تدریس کے علاوہ آپ بلند پایہ صحافی بھی تھے، جون ۱۹۴۷ء میں رضوان جاری کیا، شروع میں یہ موقر جریدہ ہفت روزہ اور پندرہ روزہ تھا، تب یہ اہل سنت کا انتہائی موثر اور تحقیقی پرچہ شمار ہوتا تھا---

آپ نے طالب علم رہنما کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا، مشہور بنارس سنی کانفرنس (۲۷ تا ۳۰ راپریل ۱۹۴۶ء) میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے--- اس کانفرنس میں پانچ ہزار علماء و مشائخ اور ہزاروں عوام اہل سنت نے مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کی، بنارس کانفرنس کو تحریک پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے---

علامہ رضوی صاحب نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑا فعال کردار ادا کیا اور اپنے تایا جان غازیٔ کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ صدر تحریک تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ کام کیا--- ۱۹۷۴ء میں جب دوبارہ تحریک چلی اور تمام مکاتب فکر کی جماعتوں نے مشترکہ طور پر ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' قائم کی، تو علامہ رضوی اس کے مرکزی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے، بالآخر آپ کے دورِ نظامت میں قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قانون پاس کیا---

۱۹۷۰ء میں جمعیت علمائے پاکستان دو دھڑوں میں بٹ چکی تھی اور اہل سنت انتشار کا شکار تھے،

علامہ رضوی کی شبانہ روز محنت سے حزب الاحناف میں دونوں گروپوں کے سربراہوں علامہ عبدالغفور ہزاروی اور صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ نے اپنی اپنی صدارت سے استعفیٰ دیا اور متفقہ طور پر علامہ رضوی صاحب کو مجلس عمل جمعیت علمائے پاکستان کا کنوینئر نامزد کیا--- چنانچہ آپ کی شبانہ روز محنت سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان سنی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا اور اہل سنت ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوئے--- اس موقع پر حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کے صدر اور علامہ رضوی صاحب جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے---

آپ سچے عاشق رسول تھے، جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں آپ کی کوششوں سے ناموس رسالت آرڈی نینس نافذ ہوا، ۱۹۸۴ء میں جب بادشاہی مسجد لاہور میں نعرۂ رسالت سے منع کیا گیا تو آپ نے ۲۳ر مارچ کو لاہور میں یارسول اللہ کانفرنس کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نئی روح پھونک دی---

علامہ رضوی صاحب ۱۹۸۱ء سے مسلسل گیارہ سال تک مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور زکوۃ کمیٹی لاہور کے چیئرمین رہے، علاوہ ازیں اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن، وفاقی شرعی عدالت اور صدر پاکستان کے مشیر اور دیگر متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے---

دوسو کے قریب کتابیں تصنیف کیں، دینی، معاشی، معاشرتی اور سماجی موضوعات پر بیسیوں مقالہ جات تحریر کیے اور مختلف قومی اخبارات اور رسائل و جرائد میں کالم لکھتے رہے--- سات جلدوں پر مشتمل آپ کی مقبول تصنیف فیوض الباری شرح صحیح البخاری علم حدیث میں آپ کے مقام و مرتبہ پر شاہد ہے--- کاش یہ شرح مکمل ہو جاتی تو اپنے موضوع پر حرفِ آخر اور بہت بڑی دینی خدمت قرار پاتی---

علامہ رضوی ایک فرد نہ تھے، بلکہ اپنی ذات میں انجمن تھے---۴ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ/ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۹۹ء، بروز جمعرات کو ۵۷ سال کی عمر میں وصال فرمایا، آپ کو اپنے والد گرامی حضرت مفتی اعظم سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا---

۳۱......مولانا محمد منشا تابش قصوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۶۴

۳۲......مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے مطالعہ کریں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۹۱ تا ۹۳

۳۳......مولانا قاضی محمد وہاج فیض النصیر قادری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۶۸

۳۴......مولانا قاری مسرور احمد نوری کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۳۶۸

۳۵......مولانا ابوالضیا محمد باقر ضیاء النوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۲۳ تا ۱۲۵

۳۶......مولانا ابوالبقاء محمد حبیب اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۳۵ تا ۱۳۶

۳۷......مولانا ابوالاسد محمد ہاشم علی نوری کے حالات کے لیے پڑھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۳۲

۳۸......مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۲۶---

البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ مکتوبات مدینہ میں ان کی تاریخ ولادت ۱۹۲۰ء لکھی گئی، جیسا کہ ان کی تصنیف مدینۃ الرسول (پہلا ایڈیشن) کے مقدمہ میں درج ہے، مگر ان کے شناختی کارڈ کے مطابق تاریخ ولادت فروری ۱۹۲۹ء ہے---

۳۹......مولانا منیر احمد فرید پوری کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۲۰۴

۴۰......مولانا نذر محمد نوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۳۳۳

۴۱......مولانا حافظ نذیر احمد نوری کے مزید تعارف کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۱۶۲ تا ۱۶۴

۴۲......مولانا نصیر الدین رکن پوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۴۶۹

۴۳......مولانا محمد نواز نوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ۲۷۷

۴۴......حضرت سیدی فقیہ اعظم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صدر الافاضل نے یہ ''ثبت'' معدودے چند خاص الخاص حضرات ہی کو عطا فرمایا تھا---

حضرت فقیہ اعظم کے معاصر نعیمی علماء میں سے میری معلومات کے مطابق کسی اور کے پاس اس کا نسخہ محفوظ نہیں تھا--- احقر نے اس نسخہ کا عکس جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مدرس علامہ محمد ذوالفقار خاں نعیمی کو مہیا کیا، جس پر انھوں نے میری مشاورت اور معاونت سے تحقیقی کام کیا ہے--- نیز اس پر مایہ ناز محقق محترم عبدالحق انصاری نے یہ چار کتابیں تحریر کی تھیں، جو فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور شریف نے شائع کیں:

①......مکہ مکرمہ کے کتبی علماء، ۲۰۰۳ء

②......شیخ الازہر عبداللہ شرقاوی، ۲۰۰۴ء

③......مفتیٔ اعظم مصر علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۰۰۵ء

④......دلائل الخیرات کی سند نعیمی، ۲۰۰۹ء

۴۵......استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین جیون شاہی حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کے ہم جماعت اور رفیق خاص تھے--- محقق زماں حضرت علامہ فتح محمد جبیبوی بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ سے معقول و منقول کی متداول کتب کا درس لیا، علاوہ ازیں ہوشیار پور، سہارن پور اور متحدہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں شبانہ روز محنت سے علوم دینیہ حاصل کیے--- فراغت کے بعد درس و تدریس اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے--- وہ جید عالم دین، ژرف نگاہ مفتی اور بلند پایہ مدرس تھے، حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کے تقریری امتحان کے لیے جن علماء کو بلایا کرتے تھے، ان میں حضرت علامہ جلال الدین جیون شاہی اور حضرت مفتی محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ بطور خاص ممتاز تھے---

موصوف تصوف و روحانیت میں بھی ممتاز مقام کے حامل تھے، ان کی صحبت کیمیا اثر سے بے شمار افراد کے دیدہ و دل کو جلا ملی--- آپ سلف صالحین کی منہ بولتی تصویر اور اخلاق نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مظہر تھے--- آپ ایک عرصہ تک عارف والا کے مضافات جیون شاہ میں مقیم رہے، وفات سے چند ماہ قبل بہاول نگر کے قریب ''بستی ارائیاں'' منتقل ہو گئے تھے--- قریباً ایک سال کی علالت کے بعد ۲۸ رجنوری ۱۹۸۸ء کو وصال فرما گئے---

۴۶......مولانا مسعود احمد نوری دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے فاضل، حضرت فقیہ اعظم کے تلمیذ و مرید ہیں، شیخ فاضل ضلع وہاڑی میں عربی ٹیچر ہیں، تبلیغ و تدریس کے ذریعے دینی خدمات انجام

دے رہے ہیں---

۴۷.....مولانا نور احمد نوری بن میاں محمد ابراہیم کا شمار دارالعلوم کے قدیم فضلاء میں ہوتا ہے، وہ سادگی و بے نفسی، تواضع و خاک ساری کی علامت تھے--- ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوئے، اوّل تا آخر دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں تعلیم حاصل کی، دورانِ تعلیم منتظم لنگر کے طور پر ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے---فراغت کے بعد عمر بھر امامت وخطابت اور درس و تدریس کے ذریعے دینی خدمات میں مصروف رہے، زیادہ عرصہ 145/9.L چیچاوطنی میں قیام پذیر رہے--- ۱۷ر ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۶ر مارچ ۲۰۰۸ء کو ساڑھے چھ بجے صبح وصال فرما گئے---

۴۸.....حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۴

۴۹.....مولانا فضل الرحمٰن مدنی، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۵

۵۰.....حکیم محمد شفیع شاہ بصیر پوری کے صاحبزادے تھے، نوجوانی میں ہی وفات پا گئے---

۵۱.....الحاج چودھری محمد عبدالرزاق نوری مدنی، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۷ تا ۸۸

۵۲.....صاحبزادی امناء بی بی، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۵

۵۳.....سماحۃ الشیخ حضرت خواجہ محمد کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ جان محمد تونسوی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے، جانشین اور انہی سے تربیت یافتہ تھے--- والد گرامی کے وصال کے بعد خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا اور شرف خلافت سے نوازے گئے---فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ حافظ محمد فیض الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحبزادے اور جانشین تھے---

آپ روحانیت وطریقت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے، ۱۳۷۰ھ میں حج وزیارت کا شرف پایا، یکم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ/ مئی ۱۹۶۳ء، بروز ہفتہ کو دارفنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرما ہوئے--- انتالی شریف (پاک پتن شریف) میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے---

۵۴......مولانا حکیم امیر علی نوری بن حکیم محمد حسین ۱۹۳۳ء کے لگ بھگ مہروک کلاں تحصیل دیپال پور میں پیدا ہوئے---حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و تلمیذ تھے، تمام تر تعلیم دار العلوم حنفیہ فریدیہ میں حاصل کی---۱۹۶۱ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دورۃ القرآن میں شریک ہوئے، پھر کراچی منتقل ہو گئے اور طبیہ کالج سے چار سالہ کورس پاس کیا--- دراز قد، فربہ جسم کے وجیہ و خلیق انسان تھے، امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ مطب میں مریضوں کا علاج بھی کرتے---۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے، دو شادیاں کیں اور دونوں بیویوں سے چھ بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں---بڑے صاحبزادے مولانا نور علی نوری ساؤتھ افریقہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں---مولانا امیر علی نوری کی وفات یکم محرم الحرام ۱۴۱۰ھ/۴ر اگست ۱۹۸۹ء، بروز جمعہ کو ہوئی---

۵۵......حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور گڑھا ٹہل سنگھ (وہاڑی) کے با اثر زمین دار اور صالح انسان تھے---

۵۶......مولانا منظور احمد ربانی نوری ولد میاں نبی بخش، ۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء، بروز جمعہ کو موضع عزت کے (حویلی لکھا) میں پیدا ہوئے---پرائمری پاس کر کے دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء کو دار العلوم حنفیہ فریدیہ سے سند فراغت حاصل کی--- حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے، چک نمبر 263/E.B بوریوالا میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں---

۵۷......مولانا عبد الخالق شمس بہترین صلاحیتوں کے حامل جید عالم دین تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد فیض باغ لاہور میں جامعہ شمسیہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا، جو گزشتہ کم و بیش پینتالیس سال سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے---اکتوبر ۲۰۱۰ء میں وفات ہوئی---

۵۸......مولانا قاری عبد الستار نوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۴۶۸

۵۹......مولانا محمد حسن محبّ حضور نوری بن میاں محمد اسماعیل کا آبائی علاقہ موضع انیائیں تحصیل دیپال پور ہے، موصوف حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے---۱۹۶۰ء میں

دار العلوم حنفیہ فریدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے، زمانہ طالب علمی ہی سے اچھے نعت خواں تھے---
عمر بھر امامت و خطابت کے ذریعے دینی خدمات انجام دیتے رہے--- چک 46/5.L،
ساہیوال میں ان کی وفات ہوئی---

۶۰......استاذ العلماء مولانا فتح محمد محدث بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل اور جامع معقول و منقول عالم دین تھے--- موضع حبیب کے، ضلع بہاول نگر میں ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی میاں سجاول خاں کا تعلق وٹو خاندان سے تھا--- استاذ العلماء نے مولانا سلطان محمود (بیراں بدھی ضلع حصار) اور مولانا سلطان محمود افغانی سے درس نظامی کی ابتدائی اور متوسط کتب پڑھنے کے بعد علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی چلے گئے، جہاں مدرسہ فتح پوری میں علامہ سلطان محمود میانوالوی سے استفادہ کیا، پھر مدرسہ عبد الرب میں خیر آبادی علوم کے وارث و امین استاذ الاساتذہ علامہ معین الدین اجمیری کے ہاں جامعہ معینیہ اجمیر میں داخلہ لیا اور معقولات اور اصول فقہ و حدیث میں کمال حاصل کیا--- ۲۴ رذیقعدۃ المبارکہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے---

حصول علم کے بعد منڈی صادق گنج، جموں وچھل (تحصیل دیپال پور)، گھمنڈ پور، پپل خلصانہ (ضلع بہاول نگر) میں تدریس کے بعد ۱۳۶۰ھ میں مفتاح العلوم کے نام سے بہاول نگر میں دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی--- آپ نے علماء کی ایک جماعت تیار کی، چند تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

❶......حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

❷......حضرت علامہ مفتی محمد اکبر محمود پوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی دار الافتاء مفتاح العلوم بہاول نگر و بانی جامعہ انوار المصطفیٰ کبوتری

❸......مولانا غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ، چشتیاں شریف

❹......مولانا محمد جلال الدین جیون شاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت استاذ العلماء محدث بہاول نگری اپنے تلمیذ رشید حضرت فقیہ اعظم کے علمی و فقہی کاموں پر بے حد مسرت کا اظہار فرماتے اور دار العلوم کے سالانہ اجلاس کو رونق بخشتے--- کبھی کبھی حضرت فقیہ اعظم سے ملنے اور دار العلوم کے معائنہ کے لیے بصیر پور تشریف لاتے،

اس موقع پر حضرت فقیہ اعظم کے ادب اور استاذ گرامی کی شفقتوں کا رنگ دیدنی ہوتا ---
جب کبھی خط لکھتے تو حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو گونا گوں القاب سے یاد فرماتے ---
چند مکاتیب میں درج القاب ملاحظہ ہوں:

بخدمت حاویٔ معقول ومنقول، ماہر فروع واصول، حضرت علامہ شیخ الحدیث محمد نور اللہ نوّر اللّٰہ قلبہ

[محررہ ۱۶؍فروری ۱۹۵۷ء]

نورِ چشم وراحت جاں، عزیز قلبم وتسکین جناں، عالم بے بدل، فاضل دوراں، محقق زمانہ ومدقق عالماں، مجسم مولانا، الفاضل، المحدث محمد نور اللہ نوّر اللہ قلبہ

[محررہ ۱۵؍مئی ۱۹۶۳ء]

بخدمت اقدس جامع معقول ومنقول، حاویٔ فروع واصول، اخی المکرّم حضرت علامہ محمد نور اللہ صاحب مہتمم وشیخ الحدیث

[تاریخ ندارد]

حضرت استاذ العلماء رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ تونگیرہ شریف کے موسس اعلیٰ حضرت خواجہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۰ھ--۲۸؍رمضان المبارک ۱۲۸۳ھ) کے خلیفہ مجاز، عارف کامل حضرت خواجہ عبد الحلیم رحمۃ اللہ علیہ (حویلی لکھا) سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے ---

آپ کو علوم وفنون میں ید طولیٰ حاصل تھا، تصوف کے اسرار ورموز پر گہری نظر تھی --- وحدت الوجود کے موضوع پر آپ کی جامع تصنیف یادگار ہے --- اس کتاب کی تکمیل ۱۳۸۷ھ میں ہوئی، تاریخی نام ''ادب در وحدت وجود ووحدت شہود'' رکھا ---

حضرت محدث بہاول نگری کو شعر گوئی کا بھی ذوق تھا، عربی، فارسی اور پنجابی میں شعر کہتے تھے، کلام میں صوفیانہ رنگ غالب ہے ---

عالم ربانی حضرت استاذ العلماء محدث بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ ۲۹؍رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ/ ۱۰؍دسمبر ۱۹۶۹ء، بدھ، آٹھ بجے صبح واصل باللہ ہوئے، سوڈھا بستی بہاول نگر میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے ---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد کلمات سے تاریخ وصال کا استخراج کیا، چند یہ ہیں:

۱۳۸۹ھ	۱۳۸۹ھ
ابی مولانا الاغر بوجه	استاذی اکمل و اعلیٰ و اب
۱۳۸۹ھ	۱۳۸۹ھ
وا شمس المشائخ	استاذی ابی حبیب کامل عال

۱۳۸۹ھ

غلام رسول حبیب

۶۱......حضرت قبلہ سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۴۱۷

۶۲......حضرت علامہ غلام مہر علی گولڑوی درس و تدریس میں مہارت، فن تقریر میں کمال، مناظرہ میں بڑی دسترس اور عربی ادب میں ید طولیٰ رکھتے تھے--- وہ اپنے والد گرامی فقیہ عصر ابوالمہرین مفتی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ کے تلمیذ رشید حضرت علامہ مفتی محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور سند المحدثین حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے تھے---

موصوف چشتیاں شریف (ضلع بہاول نگر) میں ایک دینی ادارے کے بانی و مہتمم اور کئی اداروں کے سرپرست تھے--- ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ/ مئی ۲۰۰۳ء کو وفات پائی، الیواقیت المهرية (عربی) اور دیوبندی مذہب ان کی مشہور تصانیف میں سے ہیں---

۶۳......مولانا ابوالظفر منظور احمد بن مولانا عبدالرحمٰن حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم تلامذہ میں سے تھے، ۱۹۲۷ء میں بائل گنج تحصیل دیپال پور میں ولادت ہوئی، پرائمری کے بعد سنہ ۱۹۳۸ء میں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ (جوان دنوں فرید پور جاگیر میں تھا، بعد میں ۱۹۴۵ء کو بصیر پور منتقل ہوا) میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۹ء میں سند فراغت حاصل کی، بعد ازاں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے قادر پور منشیاں (پاک پتن شریف) میں قیام پذیر ہو گئے--- یہاں امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ دینی مدرسہ قائم کیا، درس نظامی کی

متوسط کتب کی تدریس کے بعد تلامذہ کو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف بھیج دیتے ---
۱۹۵۷ء میں ساہیوال منتقل ہو گئے، پہلے سنہری مسجد گول چکر، بعد ازاں جامعہ فریدیہ ساہیوال میں صدر المدرسین کی حیثیت سے کام کرتے رہے، سیکڑوں علماء کے استاذ تھے--- جامعہ میں ذمہ داریوں کے علاوہ کوٹ خادم علی شاہ (ساہیوال) کی جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے--- ۲۷ ستمبر ۱۹۹۳ء کو دارفنا سے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی---

۶۴...... حافظ غلام حسین صاحب، استاذ القراء قاری معز الدین کے شاگرد ہیں، حویلی لکھا میں جامعہ معزیہ کے نام سے حفظ القرآن کا ادارہ قائم کیا---

۶۵...... مولانا شاہ محمد چشتی کاتب قصوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۷۶

۶۶...... الحاج مولانا محمد جعفر ضیائی بن میاں محمد مراد موضع کھبیانوالی تحصیل دیپالپور میں تقریباً ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے، درس نظامی اور دورۃ الحدیث کی تکمیل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں کی--- شعبان ۱۳۹۱ھ/ستمبر ۱۹۷۱ء میں سندِ فراغت کے بعد شاہدرہ لاہور میں امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ مکتبہ غوثیہ رضویہ قائم کیا، متعدد کتابیں ترتیب دے کر شائع کیں اور کئی کتابیں تصنیف کیں--- امام الصرف مولانا محمد ہاشم علی نوری کے داماد ہیں--- کئی بار حج و زیارتِ مدینہ منورہ کا شرف حاصل کیا، مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں---

۶۷...... علم منطق میں علامہ محبّ اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب سلم العلوم کی شرح از مولانا حمد اللہ سندیلی جو "حمد اللہ" کے نام سے معروف ہے---

۶۸...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

۶۹...... علم غیب کے موضوع پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تصنیف، جو آپ نے صرف آٹھ گھنٹوں میں قیام مکہ مکرمہ کے دوران میں تحریر فرمائی---

۷۰...... علامہ محمد شریف نوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶

۷۱...... علامہ محمد عارف نوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۳۳۴ تا ۳۳۶

۷۲...... حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۱۷۹

۷۳...... حاجی چودھری فیض احمد ولد حافظ محمد رمضان بصیر پوری دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے پڑوس میں رہتے تھے، ای ایس ٹی ٹیچر تھے، خلیق، ملن سار اور اچھے مقرر تھے --- ۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ/ ۹ر جولائی ۱۹۸۳ء، بروز ہفتہ کو وفات پائی ---

۷۴...... حضرت خواجہ محمد قمر الدین بن خواجہ ضیاء الدین کی ولادت ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ/ ۸ر جولائی ۱۹۰۶ء کو سیال شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی --- ابتدائی تعلیم خانقاہ میں قائم مدرسہ ضیاء شمس العلوم میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے مولانا معین الدین اجمیری سے تلمذ حاصل کیا اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے بعد ۱۳۵۱ھ میں سند فراغت پائی ---

تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دیں، قائد اعظم اور مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا --- ۱۹۴۶ء کی بنارس کانفرنس میں شرکت کی --- جون ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی، اس تاریخی کانفرنس میں کراچی سے خیبر تک کے جید علماء ومشائخ بالخصوص مدینہ منورہ سے حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی نے شرکت کی، اس موقع پر حضرت خواجہ صاحب جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے --- آپ کی قیادت میں ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت کو شان دار کامیابی ملی اور قومی اسمبلی کی سات، جب کہ پنجاب اور سندھ اسمبلی میں بالترتیب چار اور سات نشستیں ملیں --- ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا --- ۱۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ/ ۲۰ر جولائی ۱۹۸۱ء کو وصال فرمایا ---

حضرت خواجہ صاحب سراپا مہر ومودّت اور انکسار وتواضع کا مجسمہ تھے --- آپ مجمع علم وعرفان اور جامع کمالات شخصیت تھے ---

۷۵...... استاذ القراء والحفاظ قاری معز الدین انڈیا سے ہجرت کرکے پاکستان آئے تھے، ان کا

آبائی وطن موضع بنیانی ضلع روہتک تھا--- خیر المعاد انڈیا میں حفظ و قراءت اور درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد اپنی مادرِ علمی ہی میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے--- آپ کے اساتذہ میں قاری محمد یوسف پنجابی ثم مدنی کا نام بھی آتا ہے (ملاحظہ ہو، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۳۸۴)--- قاری معز الدین پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مرید تھے، ان کے حکم پر علی پور شریف آ گئے اور پیر صاحب کے صاحبزادوں اور نواسوں کو قرآن کریم حفظ کرایا، بعدہ وطن واپس ہو گئے--- ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور حویلی لکھا کی جامع مسجد مولوی لشکر دین والی میں تادمِ زیست بچوں کو پڑھاتے رہے--- ان کے شاگرد بڑے پختہ حافظ تھے--- جسمانی طور پر وہ پتلے دبلے تھے، لیکن دلوں پر ان کا رعب و دبدبہ تھا--- بہت متقی انسان تھے، اکثر روزہ رکھتے اور چند کھجوریں کھا کر سحری و افطاری کر لیتے---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے قلبی انس تھا، دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے سالانہ جلسوں میں شریک ہوتے اور تدویر میں قراءت کرتے--- حضرت مولانا حامد علی خاں (ملتان) سے بھی دوستانہ مراسم تھے--- مسلکی غیرت رکھنے والے صحیح العقیدہ سنی تھے، دو صاحبزادیاں تھیں، نرینہ اولاد نہ تھی--- ۱۱ر ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ/ ۲۶ر اپریل ۱۹۷۲ء، بدھ کو وفات پائی---

۷۶...... صاحبزادی حسناء بی بی کی ولادت ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ جولائی ۱۹۴۸ء، بروز پیر کو بصیر پور میں ہوئی--- ۱۹۶۵ء میں حضرت مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں--- ۱۳ر جولائی ۲۰۱۶ء/ ۷ر شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ، شب پیر، آٹھ بجے شب سڑک کے ایک حادثے کے نتیجے میں وفات پا گئیں--- رحمہا اللہ تعالیٰ

۷۷...... حافظ قاری محمد یوسف نوری، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۸۲

۷۸...... صدر صاحب سے مراد ہے، مولانا ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری رحمۃ اللہ علیہ

۷۹...... صوفی صاحب، یعنی مولانا ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ

۸۰...... علامہ محمد حفیظ نوری نے اپنے والد گرامی مولانا غلام محمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۱ء) سے فارسی کتب پڑھیں، پھر دار العلوم حنفیہ فریدیہ سے درس نظامی مکمل کیا، بعد میں جب تنظیم المدارس

قائم ہوئی تو اس کا تحریری امتحان بھی پاس کیا--- طالب علمی کے زمانے میں ہی حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے تھے--- اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد چک 34/S.P گلاں والا میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے--- بعد میں پاک پتن شریف منتقل ہو گئے اور دینی خدمات انجام دیتے رہے--- ۱۹۸۶ء میں عربی ٹیچر کے طور پر منتخب ہوئے اور فاضل کا اسلامیہ ہائی سکول پاک پتن میں طلبہ کی تعلیم وتربیت اور کردار سازی میں اہم خدمات انجام دیں، ۲۰۱۰ء میں ریٹائرڈ ہوئے، دینی خدمات کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں--- انھوں نے اپنی اولاد کو بھی علوم اسلامیہ کی تعلیم سے بہرہ ور کیا اور وہ بھی اشاعت دین میں مصروف عمل ہیں--- موصوف جید عالم دین، صالح، متقی اور مخلص انسان ہیں، ۱۹۷۶ء میں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مدینہ منورہ میں صحیح بخاری کا درس لیا اور آپ کی معیت میں حج بیت اللہ کیا--- بعد ازاں بھی کئی بار حاضریٔ حرمین سے مشرف ہو چکے ہیں--- پروفیسر حافظ خلیل احمد نوری (لاہور) ان کے برادر اصغر ہیں---

۸۱......مبلغ اسلام علامہ الشاہ محمد عارف اللہ قادری، اہل سنت کے نامور عالم دین اور مقبول خطیب تھے، ۲۹ر اکتوبر ۱۹۱۳ء میں یوپی کے شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے--- ان کے والد گرامی مولانا شاہ حبیب اللہ قادری، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے--- جدید وقدیم علوم پر دسترس تھی، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھر پور حصہ لیا--- اندرون وبیرون ملک بے شمار تبلیغی دورے کیے، ایک بار دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے سالانہ اجلاس میں خطاب کے لیے بصیر پور تشریف لائے، جس کا تذکرہ اپنی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہ نامہ سالک راول پنڈی میں بھی کیا--- وہ ''عمریوں ہی تمام ہوتی ہے'' کے عنوان سے اپنی تبلیغی سرگرمیوں پر مبنی ڈائری لکھا کرتے تھے، چنانچہ ''۲۲ر مئی ۱۹۶۱ء، پیر، جلسہ بصیر پور'' کی سرخی لگا کر لکھتے ہیں:

''مدت مدید سے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کی شہرت سن رہا تھا، اس مرتبہ فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد نور اللہ نعیمی، مہتمم دارالعلوم کے محبت بھرے اصرار پر جلسہ میں شرکت کے لیے بصیر پور پہنچا--- اسٹیشن پر دارالعلوم کے مدرسین اور طلباء

کافی تعداد میں موجود تھے---

دار العلوم کے عریض وطویل گراؤنڈ میں جلسہ ہو رہا تھا، اسٹیج پر بہت سے علماء موجود تھے، جن میں اکثریت اسی دار العلوم سے فیض یافتہ حضرات کی تھی--- میرے پہنچتے ہی غسل کا انتظام کیا گیا اور قیام کے لیے علیحدہ کمرہ تھا، جہاں میری خدمت کے لیے ایک مستعد اور ہونہار طالب علم مولوی محمد منشاء صاحب قصوری (جو آج کل جامعہ نظامیہ رضویہ میں شعبہ فارسی کے سربراہ اور منڈی مرید کے میں رہائش پذیر ہیں) کو مقرر کر دیا گیا''---

[شاہ عارف اللہ قادری، علامہ: ماہ نامہ سالک راولپنڈی، شمارہ جولائی ۱۹۶۱ء، صفحہ ۴۹ تا ۵۰]

اصل پرچہ راقم کو دستیاب نہیں ہوا، یہ اقتباس علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''عظمتوں کے پاسباں'' سے لیا ہے--- گمان غالب ہے کہ شاہ صاحب نے اپنی ڈائری میں دورۂ بصیر پور کی مزید تفصیل بھی درج کی ہو گی--- سید عارف اللہ شاہ کچھ عرصہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئر مین بھی رہے--- یکم ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ/ ۲۸ر فروری ۱۹۷۹ء کو راولپنڈی میں وصال ہوا---

۸۲.....حضرت مفتی سید مسعود علی قادری ۱۹۰۹ء کو یوپی میں پیدا ہوئے، مارہرہ شریف، علی گڑھ، رام پور وغیرہ کے مدارس میں دینی تعلیم حاصل کی--- ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لائے اور مدرسہ انوار العلوم میں تدریس و افتاء کے فرائض سرانجام دینے لگے، ۱۹۷۱ء میں علالت کی بنا پر اپنے صاحبزادگان کے ہاں کراچی منتقل ہو گئے--- موصوف جید عالم دین تھے، تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا--- ان کے بڑے صاحبزادے سید سعادت علی قادری عالمی مبلغ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جب کہ چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری اجتہادی بصیرت کے حامل فقیہ، بلند پایہ عالم دین، مدرس، خطیب، مصنف اور وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس تھے--- ۵۲ سال کی عمر میں ۲۸ر جنوری ۱۹۹۳ء کو وفات پا گئے---

حضرت مفتی مسعود علی نے ۹ر فروری ۱۹۷۳ء کو بعد نماز جمعہ رحلت فرمائی---

۸۳......حضرت غزالی زماں سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے--- آپ ۱۹۱۳ء میں مراد آباد کے مضافاتی شہر ''امروہہ'' میں پیدا ہوئے، ایام طفولیت ہی میں والد گرامی سید محمد مختار کاظمی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تعلیم و تربیت آپ کے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی نے کی، جو ایک جید فاضل اور درویش صفت بزرگ تھے--- حضرت نے اپنے بھائی سے تکمیل علم کر کے سولہ سال کی عمر میں سند فراغت پائی--- دوران تعلیم ہی آپ نے امتناع کذب پر ایک انتہائی وقیع اور علمی و تحقیقی رسالہ تصنیف کیا---

فراغت کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریسی فرائض انجام دینے شروع کیے، طلباء کا میلان اس قدر ہوا کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کا درس دیتے--- ۱۹۳۱ء میں لاہور سے امروہہ تشریف لے گئے، چار سال تک وہاں تدریس کی، پھر ایک سال اوکاڑا میں قیام پذیر رہنے کے بعد ملتان تشریف لے گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے--- ملتان جا کر آپ نے تبلیغ و تقریر کے ساتھ درس و تدریس کا بھی اہتمام کیا اور مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی داغ بیل ڈالی، جہاں سے ہزاروں تشنگان علم سیراب ہوئے اور ملک و بیرون ملک جا کر شمع عشق مصطفیٰ کو فروزاں کیا---

۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۴ء تک جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے کام کیا، تحریک پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دیں، ۱۹۴۶ء میں بنارس کانفرنس میں شرکت کی، قیام پاکستان کے بعد اہل سنت و جماعت کے اتحاد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں علماء کا ایک کنونشن بلایا، جس میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی، فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی ایسے اکابر نے بطور خاص شمولیت فرمائی--- اس موقع پر اہل سنت کی تنظیم کا نام جمعیت علمائے پاکستان تجویز ہوا اور علامہ ابوالحسنات کو جمعیت کا صدر اور علامہ کاظمی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا--- آپ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں مثالی کردار ادا کیا، پوری زندگی استحکام پاکستان، مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل رہے--- ۱۹۷۸ء میں آپ جماعت اہل سنت کے صدر ہوئے اور آخر عمر تک اس عہدہ پر خدمات انجام دیتے رہے،

تنظیم المدارس پاکستان کے بھی صدر تھے---

ترجمہ وتفسیر قرآن کے علاوہ متعدد کتابیں تصنیف کیں، آپ کی پوری زندگی قرون اولیٰ کے اسلاف کا قابل تقلید نمونہ تھی---۲۵ / رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ/۴ / جون ۱۹۸۶ء کو وصال فرمایا---

۸۴......سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر نے ۱۹۵۱ء میں کوٹلی لوہاراں (سیال کوٹ) سے ماہ طیبہ کے نام سے ماہ نامہ جاری کیا، جو کم وبیش اکیس سال تک سنی صحافت پر چھایا رہا---اعتقادی مضامین کے ساتھ ساتھ روشن خیالی اور مغرب زدہ ذہنیت پر بھرپور تنقید اس پرچے کا طرۂ امتیاز تھا---آپ بڑے حاضر جواب، بذلہ سنج اور خوش کلام عالم تھے---''ماہ طیبہ'' میں ''نمکین صفحہ'' اور ''حاجی حق حق'' کے قلمی نام سے ان کے اشعار مقبول خاص وعام تھے---

۸۵......شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ جامع معقول ومنقول، عالم دین، مایہ ناز مدرس، بلند پایہ محدث ومفسر اور ممتاز مصنف ومترجم تھے---قیام پاکستان سے پہلے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے---حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل سردار احمد قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد ان کے قائم کردہ جامعہ میں عرصہ دراز تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، آپ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے---

دس جلدوں میں بخاری شریف کی شرح تفہیم البخاری کے علاوہ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب جواھر البحار اور علامہ شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نور الابصار وغیرہا کتب کے تراجم اور مسلم الثبوت، کنز الدقائق اور سلم العلوم پر حواشی تحریر فرمائے---۱۹۸۵ء میں جامعہ سراجیہ کے نام سے فیصل آباد میں مدرسہ قائم فرمایا، ۱۴/ نومبر ۲۰۰۱ء کو وصال فرمایا---

۸۶......علامہ احمد علی قصوری کے حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۲۵۹

۸۷......مولانا عبدالستار خان نیازی، حالات کے لیے دیکھیں، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۶

۸۸...... مفتی سید محمد افضل حسین اہل سنت کے جامع معقول و منقول عالم دین، بلند پایہ مفتی اور قابل ترین مدرس تھے--- ہندوستان کے موضع بوانا (صوبہ بہار) میں ۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ/۱۳ر جون ۱۹۱۹ء، بروز جمعہ ولادت ہوئی--- درس نظامی کی کتب متداولہ اور دورہ حدیث کی تکمیل منظر الاسلام بریلی شریف میں کی، بعد ازاں اپنی مادر علمی میں شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیتے رہے--- مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا---

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا--- صرف، نحو، منطق، فلسفہ، توقیت، ہندسہ، ہیأہ، فلکیات اور فرائض وغیرہ علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے--- ان علوم میں دو درجن کے قریب مفید کتب تصنیف فرمائیں---

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خاں، مولانا اختر رضا خاں (بریلی شریف)، مولانا محمد ابراہیم خوش تر (ماریشس)، مفتی محمد حسین (سکھر)، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری (لاہور) وغیرہ علماء کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے--- ہندوستان سے ہجرت کے بعد جامعہ قادریہ فیصل آباد میں تادم آخر تدریس و افتاء کے ذریعے خلق خدا کو مستفیض فرماتے رہے--- فقہ پر گہری نظر تھی، جدید عصری مسائل میں حضرت فقیہ اعظم کی تحقیقات کو بنظر تحسین دیکھتے تھے--- ۲۰ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء کو وفات پائی---

الا یہ کہ مجدد وقت کی ایسی ہدایات و تصریحات (جو کتاب و سنت سے مستنبط ہیں) کی روشنی میں یوں ہو سکتا ہے بلکہ علماء خود
مجدد وقت ہی اس کا سبق دیتے چلے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ ہو۔ تعجب ہے کہ خود مستفتی کو روز روشن کی طرح معلوم
کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محققانہ اقوال و فتاوائے شرعیہ کی موجودگی میں حضرات صاحبین وغیرہما
اجلۂ تلامذہ بلکہ متاخرین حضرات کے بھی بکثرت ایسے اقوال و فتاوی ہیں جو ان کے خلاف ہیں جنکی بنا قول ضروری و عرف
وغیرہ اصول ستہ پر ہے جسکی تفصیل فتاوی رضویہ ج ۲۸۵/۱۲ وغیرہا میں ہے بلکہ یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ خود ہمارے
مجدد برحق کے صدہا نہیں بلکہ ہزارہا تطفلات ہیں جو صرف متاخرین ہی نہیں بلکہ متقدمین حضرات فقیہ النفس امام قاضی خان
وغیرہ کے اقوال و فتاوائے شرعیہ پر موجود ہیں جنمیں اصول ستہ کے علاوہ سبقت قلم وغیرہا کی صریح
نسبتیں بھی [illegible] مذکور ہیں اور یہ بھی پنہاں نہیں کہ ہمارے مذہب مہذب میں مجدد دین حضرات معصوم نہیں
تو تطفلات کا دروازہ اب کیوں بند ہو گیا؟ کیا کسی مجدد نے کہیں کوئی ایسی تصریح کی ہے؟ یا کم از کم
انکا یہ تصریح ہو کہ اصول ستہ کا زمانہ اب گذر گیا لہذا الکیر کا فقیر بننا فرض عین ہو گیا۔ کیا تازہ
حوادث و نوازل کے متعلق احکام شرعی موجود نہیں کہ ہم بالکل صم بکم بیٹھے رہیں اور علماء اغیار کے ان کافرانہ
مزعومات کی تصدیق کریں معاذ اللہ اسلام فرسودہ مذہب ہے اکیس روز روزہ ضروریات
زندگانی کا کوئی حل ہی نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فقیر کی مخلصانہ رائے یہ ہے کہ تجویز
اپنے دعاوی پر مجدد دلائل دیتے ہیں ان میں غور کی ضرورت ہے فاعتبروا یا اولی الابصار و جائب ہی
اللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولٰنا محمد و علی آلہ و اصحابہ و مجتہدی امتہ و مجددیہا
و بارک و سلم۔ الفقیر ابو الخیر النعیمی غفرلہ ۱۰ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ 20.6.72

حکم جدید ترمیل ہزار ہا تقاضے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ

نقل عریضہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من الفقیر المہجور مستوہب النور الی حضرت واہب النور والسرور والحبور مصدر الصدور
رجائی وعطائی نعمائی وآلائی ابقی الباقی بقائہ واجری علینا نعمائہ السلام علیکم
وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ المزاج المقدس الاقدس الانفس
امابعد حمد محمود الکل والصلوۃ والسلام علی مودود الکل مقصود الکل
الموجود عند الکل المسعود منہ الکل ان المملوک بحمدہ تعالی متقصد تحصیل
اقبال القلب الی خالق القلب والبدن وفالق الحب والنوی جل وعلا وتوجہ الفؤاد الی
سید السادات و سید العباد فی المبدء والمعاد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
الی ابد الآباد والتوسل والابتہال الی سید السادات جامع البرکات
محی الدین وغوث الثقلین الغوث الاعظم صلی اللہ تعالی علی جدہ
صاحب المجد الافخم وعلیہ وآلہ وسلم وہذا لان المملوک قد تحقق عندہ انہ
خطاء مذنب ظالم لنفسہ عاص کثیر العصیان فی بوادی الضلال حیران فرأی
ان لا حیلۃ ولا نجاۃ الا بالاقبال والتوجہ والتوسل والابتہال وحصول
ہذا المامول بعنایتکم العلیا ورافتکم العظمی فالمسئول بل محصول المقول
یا سیدی ویا سندی ان لا تنسوا المملوک اصلا بل توجہوا الیہ توجہا بلیغا
لان نفس المملوک امارۃ ضرارۃ تزین الذنوب وتحسن العیوب فالمملوک

مرشد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ کی نقل (فقیہ اعظم کی تحریر)

متحیر لانه لا یتخلص من مکائده اما یری حتی یتیقن ان الـــ مالا یری اکثر من ان تری او تحصی

على ان الشيطان اللعين يعينها والزمان زمان الهلاك والبوار والخسران

تقطع الليل المظلم يصبح الرجل فيه مومنا ويمسي كافرا ويمسي مومنا ويصبح كافرا .

فالغوث الغوث والنفر النفر والنظر النظر الى ما هو مدر حتى يحصل الاقبال والتوجه و

التوسل والابتهال فيصير المحبوب المطلوب متجليا وهو الرضا الذي لا سخط بعده

ابدا ابدا ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم العزيز الحكيم وصلى الله تعالى

على سيدنا وسندنا الرؤوف الرحيم وآله وصحبه وابنه الكريم وحفاظ شرعه القويم و

سلم تسليما بعد كل تسليم -

الملتجی الی الاسنی النور النعمی الویدفوری نوره الله النور الغفور القوی

۶۰

۹ — ۱۲

۷۸۶
۹۲

والعزیم [illegible]
الابناء والاخوۃ الاعزۃ ابوالبقاء وابوالضیاء وابوالفضل وابوالعطاء ومحب الحق اجبہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ ہم بفضلہ وکرمہ تعالیٰ خیریت وعافیت سے [illegible] میں
بڑے چین اور سکون سے ہیں ۔ کل آپ کے خطوط ۲۰، ۲۱ فروری کے تحریر کردہ مجلس میلاد پاک اور محفل عرس اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ
میں حاضری الحمدللہ کا باعث [illegible] ۔ حاجی الدین صاحب [illegible] میں حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ خیریت سے لائے اور منظور [illegible]
آپ سب کیلئے دعائیں بعد التجائیں ہو رہی ہیں ۔ دعا کیا کریں کہ مقبول ہوں اور آپ [illegible] حضورت بھی [illegible] حاضری سے [illegible]
حاصل ہیں [illegible] سرکار میں نہ لانے کی حاجت اگر [illegible] ہے ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ المطہرات امہاتنا وبارک وسلم
قدر حسنہ وجمالہ وجلالہ وجودہ ونوالہ ۔
آج بعد از نماز ظہر حاضری ہوئی [illegible] ہے [illegible] وقت ما [illegible] کا منظر [illegible] پر نماز [illegible]
[illegible] ہے جو روز افزوں ہیں محبت
عظمیٰ کو محبت کریں کہ دلائل و براہین ہیں [illegible] و مستنار
اب طیبہ مطہرہ میں چند ایام باقی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ الکریم ۲۳ ربیع الاول شریف ۹۶ھ اور ۲۴ مارچ ۷۶ء کو رخصت
ہونے کا پروگرام ہے یعنی دار السلام [illegible] فرائض کی ادائیگی کیلئے [illegible] وقت کیلئے جانا ہے جو حقیقۃً دوسری آئندہ
حاضری کی تمہید و تیاری ہے اللّٰہم ارزقنا العود بعد العود وزدنا الجود بعد الجود ۔ افراد خانہ وطلباء کرام ونمازی حضرات
سب خورد و کلاں سے درجہ بدرجہ دعوات وتسلیمات ۔
[illegible] سے پرواز ۵ مارچ کی او کے کرائی ہوئی ہے
فارغ اوقات ذکر و صلوات سے معمور ہوں تو غنیمت ہے [illegible] شد [illegible] ۔ کریکدم [illegible]
[illegible] سلیمانی ۔ یہ وہ شعر ہے جو حضرت قبلہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دوری طالبعلمی میں ایک خط میں تحریر فرمایا تھا

والسلام خیر ختام
الفقیر ابوالخیر [illegible] یوم الخمیس ۲۶ ربیع الآخر ۹۶
۲۶ فروری ۷۶

ভুলোনা আমায়

من مکۃ المکرمۃ
۹۶۔۱۲۔۱۳

۷۸۶
۹۲

فرزند عزیز سلمہ ربہ العزیز ولفرہ واحبہ واعزہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ یہاں
خیریت و عافیت اور ہر مطلوب ہے۔ للہ تعالیٰ الحمد والمنۃ کہ سب ارکان و
فرائض و واجبات حج ادا کر چکے ہیں الا طواف الوداع فانہ عند الوداع۔ سب رفقاء
خیریت سے ہیں۔ ازدحام بہت زیادہ تھا۔ بہرحال آرام سے حاجات بخوبی ہو گئی اور طواف
زیارت بھی فللہ الحمد والمنۃ۔ اب آپکا محب ابو الفیض زیارت ثانیہ کیلئے مجھ سے رخصت
لیکر طواف وداع وغیرہ کیلئے حرم شریف گئے ہیں [illegible] صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں۔ آگے جانے
اور [illegible] تیار ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آج ہی روانہ مدینہ منورہ ہو رہے ہیں۔ اب ابو الفضل
بھی [illegible] لگے ہیں۔ [illegible] تو کافی ہیں نگران کو رخصت نہیں دے رہے ہیں۔ للہ تعالیٰ الحمد والمنۃ کہ محب
بھی ثابت ہو رہا ہے اور سفر میں بہت اچھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی محب بنائے اور مقبول بارگاہ بنائے
آمین یا ارحم الراحمین۔ یہ خط عزیزی الحاج محمد اسحاق زبیری کو دے کر [illegible] کل کی پرواز سے۔
آپکو خود بھی کر دینگے اور یہ خط بھی خود پوسٹ کر دینگے ان شاء اللہ تعالیٰ۔
ہماری پرواز ان شاء اللہ ۲۶ نومبر بروز جمعرات ہے اور دس گیارہ بجے [illegible] ہو گی [illegible] ان شاء اللہ
اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے اور خیریت ہی سے رکھائے۔ آمین یا رب العالمین۔ اب ہم تین روز مکہ مکرمہ
میں ہیں اور آٹھ دسمبر کو عین العزیزیہ کا پروگرام ہے مرزا صاحب۔ صبح [illegible] سے منگوا لینگے
فرزند کو ایئرپورٹ الظہران پر ہی [illegible]۔ سب خورد و کلاں سے بہت بہت دعا و سلام۔ تمام
نیازمند طلبائے کرام و اساتذہ عظام وغیرہم سے۔ سب رفقاء خیریت سے ہیں ابو الجود [illegible]
[illegible] حج کر چکے ہیں والسلام
سب رفقاء کی طرف سے [illegible] سلام
خیریت سے ہیں والسلام
الفقیر ابو الخیر النعیمی عفی عنہ حال مکۃ المکرمۃ
5.12.76

۷۸۶

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور [illegible]

۱۲ / ماہ رمضان المبارک

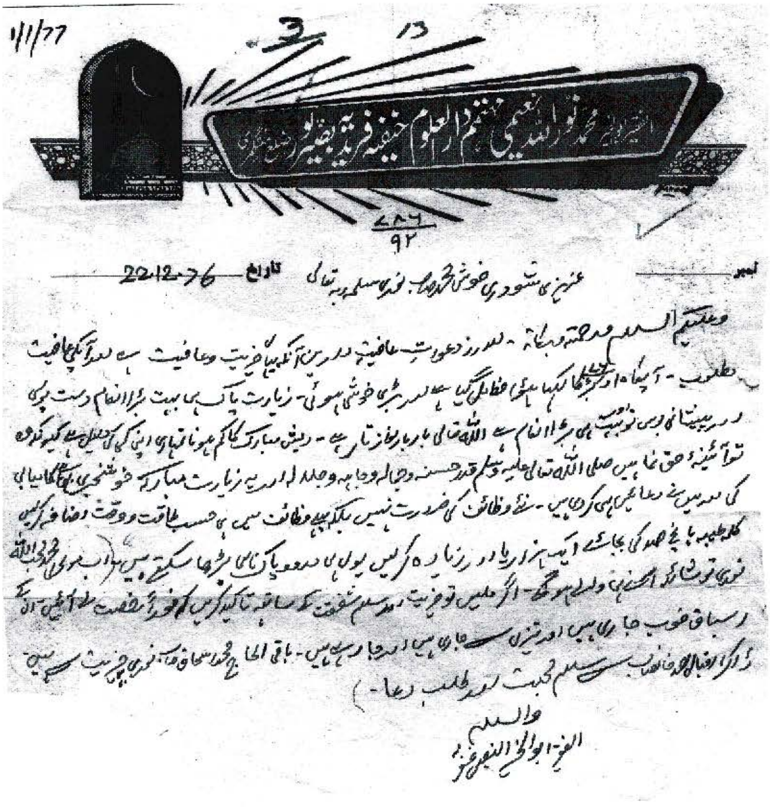
بصیر پور شریف

کرم بابا فرزند صوفی فیض الرحمان سلمہ الرحمان عن الزیغ والطغیان

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ - فقیر بخیریت و عافیت عزیز از
مطلوب - کل مرسلہ لفافہ موصول ہوا - کوائف مندرجہ کا [illegible]
بڑا سرور رہا - مولی تبارک و تعالی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کے بطفیل ترقیوں سے نوازتا رہے = ہاں ایک
نہایت ضروری امر ہے جس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے -
وہ ہے عجب یعنی خود بینی یعنی اپنے کام کو پسند کرنا کہ میں بڑا [illegible]
بلکہ تواضع فروتنی اور پستی اختیار کرنی چاہئے - ہاں جو نیک کام مولی تعالی
کے فضل سے نصیب ہو اس پر خوش ہونا اور شکر ادا کرنا یا
اپنے مربی کی خدمت میں عرض کرنا کہ اسکی خوشی کا باعث ہو یا ایسے
شخص سے بیان کرنا کہ سنکر وہ بھی پیروی کریگا اچھا ہے مگر ہر حال توفیق
دینے والے کی طرف نظر رہے کہ حسن نیت و حسن قبول سے نوازا
یہ ایک بڑا سخت اور اہم مسئلہ ہے - میں دعا کرتا ہوں کہ مولی تعالی اپنے
محبوب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقہ آپکو [illegible]
حقیقۃ - حقیقۃ اس لئے کہ رسمی طور پر جانا کافی نہیں [illegible]
جمعرات کی شام کو گاڑی میں ڈلوا دیا تھا کہ جمعۃ المبارکہ کے دن آپکو [illegible]
مل گیا ہو - عزیزی عبد الخالق نے بھی ڈالا تھا اور عزیزی محمد نور اللہ [illegible] سلام

[illegible]

مولانا حافظ محمد فیض الرحمٰن کوثر رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب



1/1/77 — 13

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری

۴۸۶
۹۲

نمبر ——— عزیز کا چوہدری خوشی محمد صاحب نوری سلمہ ربہ تعالیٰ تاریخ 22-12-76

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ۔ بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ یہاں خیریت و عافیت ہے بعد آپکی عافیت
مطلوب۔ آپکا ۱۰ [illegible] کا لکھا ہوا خط مل گیا ہے بعد پڑھ کر خوشی ہوئی۔ زیارت پاک ہی بہت بڑا انعام ہے پھر کہ
دربار [illegible] تو بہت ہی بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ بار بار نوازتا رہے۔ ریش مبارک کا کم ہونا شاید اپنی کمی کی وجہ سے کیونکہ وہ
تو آئینہ حق نما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر حسنہ وجمالہ وجاہہ وجلالہ اور یہ زیارت مبارکہ خوشخبری [illegible] کامیابی
کی بھی ہیں۔ دعا بھی کر رہا ہوں۔ نئے وظائف کی ضرورت نہیں بلکہ پہلے وظائف میں ہی حسب طاقت و وقت اضافہ کریں
کلمہ طیبہ پانچ صد کی بجائے ایک ہزار یا اور زیادہ کریں یوں ہی درود پاک تا کا پڑھا سکتے ہیں (مولوی محمد محب اللہ
نوری تو [illegible] والے ہو گئے۔ اگر ملیں تو خیریت اور سلام شفقت کے ساتھ تاکید کریں کہ خود کو فضول اپنی
ان کے اسباق خوب جاری ہیں اور تیزی سے جا رہے ہیں اور جاری رہتے ہیں۔ باقی الحاج محمد اسحاق صاحب نوری خیریت سے ہیں۔
ڈاکٹر اقبال محمد صاحب [illegible] سب سلام محبت اور طلب دعا۔)

والسلام
الفقیر ابو الخیر النعیمی غفرلہ



تاریخ 16-1-66

٢٨٦/٩٢

عزیزی عاشق صادق سلمہ ربنا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ازدعوات عافیت آنکہ آج آپکا
ملفوف محبت نامہ ملا اور اسی روز شام کو واپسی ہوئی تو آپکی تشریف آوری
کی اطلاع اور نذرانہ ملا۔ مجھے بھی آپ کے ملنے کا خیال رہتا ہے۔ بڑا افسوس ہوا
کہ آپ بہت دُور سے آئے اور ملاقات نہ ہو سکی۔ بہتر تھا کہ آپ ذرا انتظار
کرتے۔ اچھا جب منظور ہوا تو ملیں گے۔ دعا ہے کہ عشق و محبت اور
جذبات دینیہ میں روز بروز ترقیات سے نوازے جائیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کیلئے دعا کی کوشش کرونگا بوقت حاضری معہود ہ۔

ہاں ایک مسئلہ ہے جسمیں عام غلط فہمی ہے وہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم
محبوب معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم سامی جب کبھی خوش قسمتی
سے زبان پر آئے تو درود پاک پڑھا جاتا ہے اور یوں جب لکھا جائے

تو درود پاک ساتھ ہی لکھا جاتا ہے کہ قلم بھی ایک زبان ہی ہے مگر ایک رواج
بنگیا ہے کہ پورے درود پاک کی جگہ صرف ؐ یا ؑ یا صلعم بعض لوگ
جو پوری واقفیت نہیں رکھتے لکھ دیتے ہیں - یہ بالکل نہیں چاہئے
کہ ادب کے خلاف ہے جس طرح پڑھنے میں صرف صاد یا عین
یا صاد لام عین میم نہیں پڑھا جاتا بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جاتا ہے
یوں ہی لکھا بھی پورا ہی جا سکے۔ جس شخص نے سب سے پہلے یہ مخفف لکھا
اس کا ہاتھ خشک ہوگیا تھا - یہ بڑی کم علمی ہے کہ محبوب پیارے
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے احترام کیلئے وقت یا کاغذ یا سیاہی
کی بچت کا خیال کیا جاتا ہے - دعا ہے کہ حضرت رب العلمین
جل مجدہ عشق و محبت اور آداب سے ہمکنار بنائے
آپکے یہاں پیرو میں اڈا للاریاں کے پاس جامع مسجد حنفیہ
میں میرے عزیز فاضل مولنا ابو الاسعد محمد اللہ دتا صاحب رہتے ہیں
اُن سے ضرور ملا کرو اور جمعہ بھی حتی الامکان وہیں ادا
کیا کریں اور اُن سے میرے سلام محبت بھی ضرور عرض
کریں والسلام - الفقیر ابو الخیر النعیمی غفرلہ

۲۱۱

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری

۷۸۶
۹۲

۱۳۹۶ھ
لکھا تاریخ ۶ ربیع الاول

عزیز اخص الخواص الحاج ابو الفیض النوری سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔ رسید کارڈ داب
جلد ہی ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب ضعف و نقاہات
دور فرمائے اور اسے خدمت دین متین اور نشر
اوصاف سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم میں اور زیادہ انہماک
لگائے۔ کاش یہ سنت خاک بقیع الغرقد میں حاضری
پاسکے اللّٰھم ارزقنی شہادۃ صادقۃ فی بلد الحبیب الصادق المصدوق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبوب البلاد و دیار دیار یار کو معنی
یار کہاں پہنچ گئے وللہ الحمد والمنہ۔

کل الفقیر ... ضرور تشریف لائیں۔ ... سب کو سلام
دعا و سلام والسلام الفقیر ابو الخیر النعیمی غفرلہ

جانشینِ حضرت فقیہ اعظم

صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری زید مجدہ

کی ایمان افروز نگارشات

تصانیف

- گستاخِ رسول کا شرعی حکم
- رحمۃ للعالمین ﷺ کا پیغامِ امن
- ظہورِ نورِ مصطفیٰ ﷺ
- میلاد النبی --- صاحبِ میلاد کی کرم نوازیاں
- جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
- افضلیت مدینہ منورہ
- اسلام اور تصوف
- مخزنِ صدق وصفا --- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- باب مدینۃ العلم --- مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
- ارمغانِ محبت --- (نعتیہ کلام)
- حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات مدینہ
- بلال باکمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- استاذ ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سیدی ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں
- رفعت شانِ ورفعنا لك ذكرك
- ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر---
  (غوث الوریٰ بحیثیت مظہرِ مصطفیٰ)
- سلطان الہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ
- شہنشاہِ ولایت حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ
- چند روز مصر میں (سفرنامہ مصر)
- سفرِ محبت (حصہ اول) --- بصیر پور شریف سے بغدادِ معلیٰ تک
- حبِ اہلِ بیت
- حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
- صاحبِ دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ
- وقت کی قدر کیجئے
- فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ --- پیکرِ شفقت
- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- انوارِ مکتوباتِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

فتاویٰ نوریہ (جلد اول، دوم ترتیب نو --- جلد سوم تا ششم تدوین وتبویب)

- خطباتِ نوریہ • ستر وتقریریں • میلاد النبی ﷺ • میلادِ مصطفیٰ ﷺ

تراجم

- افضلیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء عقل ونقل کے پیمانے میں (امام رازی)
- قرعہ مبارکہ (فال نامہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
- بشائر الخیرات (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتب کردہ مجموعہ درود وسلام)

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)